فون

لیکن اسی وقت ان کی ہنسی کا گلا گھٹ گیا.... اسی وقت فون کی گھنٹی بجی تھی۔

انسپکٹر جمشید نے ڈرے ڈرے انداز میں ریسیور اٹھایا تو دوسری طرف سے ایک انجانی آواز سنائی دی۔

"کیا آپ ہماری مدد کریں گے؟"

"آپ کون ہیں؟"

"ہم نہیں جانتے"۔

"آپ کہاں سے بات کر رہے ہیں؟"

"یہ بھی نہیں جانتے"۔

"کیا چاہتے ہیں ہم سے.... کس قسم کی مدد چاہتے ہیں"۔

"یہ بھی معلوم نہیں"۔

"تو پھر معلوم کیا ہے آپ کو؟" انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا۔

"اگر یہ معلوم ہوتا تو آپ کو فون کیوں کرتے.... آپ کی اتنی تعریف سنی ہے.... آپ خود پتا لگائیں.... ہم کون ہیں.... کہاں سے بات،

کر رہے ہیں.... کیا چاہتے ہیں.... اور اس کے بعد ہماری مدد کریں.... تب ہم مانیں گے"۔

"او کے.... آپ کا چیلنج قبول ہے.... ہم خود سراغ لگائیں گے کہ آپ کون ہیں.... کہاں سے بات کر رہے ہیں اور ہم سے کیا چاہتے ہیں.... اور اس کے بعد ہم آپ کی مدد کریں گے.... اگر واقعی آپ مدد کے مستحق ہوئے.... اور اگر آپ ہم سے کوئی چال چلنے کی کوشش کر رہے ہیں تو پھر انجام کے ذمے دار آپ خود ہوں گے.... کیا سمجھے"۔

"ٹھیک ہے.... جناب ہم آپ کا انتظار کریں گے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ویسے آپ پسند کریں تو کچھ باتیں تو میں ابھی اسی وقت بتا سکتا ہوں"۔

"او کے.... بتائیں پھر"۔

"آپ کی عمر ۳۵ سال ہے"۔

"ارے! یہ آپ نے کیسے جان لیا؟"

"آپ ہمیں صرف آزمانا چاہتے ہیں.... اس کے بعد ہم سے کوئی کام لینا چاہتے ہیں"۔

"ارے.... تو آپ نے یہ اندازہ بھی لگا لیا"۔

"ہاں! آپ ذرا چند سیکنڈ ہولڈ کریں"۔ یہ کہ کر انہوں نے فون سیٹ میں لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا.... پھر دوسرے ریسور پر انہوں نے

کہا"۔

"نمبر اور علاقہ پلیز"۔

"شارڈا ٹاؤن.... پبلک بوتھ نمبر ۱۱"۔

"شکریہ"۔ یہ کہ کر انہوں نے بٹن آف کر دیا اور پہلے ریسیور میں بولے۔

"آپ شارڈا ٹاؤن کے پبلک فون بوتھ سے بات کر رہے ہیں.... بوتھ کا نمبر ہے گیارہ"۔ یہ کہتے ہوئے انہوں نے اپنی کلائی کی گھڑی میں لگے تین بٹنوں میں سے ایک بٹن دبا دیا۔

"اوہ.... حیرت انگیز.... بہت خوب.... کمال ہے.... آپ نے تین باتیں بالکل درست بتا دیں.... چوتھی بات"۔

"ہاں آپ ہم سے کوئی بہت اہم کام لینا چاہتے ہیں.... لیکن آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ہم پرائیویٹ جاسوس نہیں ہیں"۔

"لیکن آپ کے کچھ ساتھی تو پرائیویٹ سراغ رساں ہیں.... یعنی شوکی برادرز.... آپ انہیں تو ایک بڑی رقم کمانے کا موقع دیں اور پھر.... مزے کی بات یہ ہے کہ میرا دعویٰ ہے.... کیس سن کر آپ بھی اس کو اپنے ہاتھ میں لینے پر تیار ہو جائیں گے"۔

"اچھی بات ہے.... اب آپ چوتھی بات بھی سن لیں.... آپ کسی محل نما عمارت میں رہتے ہیں"۔

"ہائیں.... یہ آپ نے کیسے جان لیا"۔

"یہ میں نہیں بتاؤں گا.... آپ بتائیں.... یہ بات کس حد تک درست ہے"۔

"سو فیصد درست"۔

تب آپ پانچویں بات بھی سن ہی لیں.... یہ محل شہر کے شمالی سرے پر گھنے جنگل میں واقع ہے"۔

"کک.... کیا آپ نجومی ہیں.... آخر صرف فون پر بات کرنے سے آپ نے یہ باتیں کس طرح جان لیں"۔

"اسے علم نجوم نہیں.... سراغ رسانی کہتے ہیں.... اور میں آپ کو سراغ رسانی فون پر نہیں پڑھا سکتا.... آپ باقاعدہ شاگردی اختیار کریں"۔

دوسری طرف سے قہقہے کی آواز سنائی دی.... پھر آواز آئی۔

"آپ مجھے پڑھائیں گے.... سراغ رسانی.... لیکن میں سراغرسانی نہیں سیکھنا چاہتا.... میں تو چاہتا ہوں.... بس آپ میری اور میرے خاندان کی مدد کریں.... اور اس میں کوئی مشکل نہیں.... میرا خاندان ایک محل نما حویلی میں رہتا ہے.... اور یہ محل نما حویلی شہر کے شمالی سرے پر گھنے جنگل میں واقع ہے.... کیا آپ ہماری مدد کریں گے.... اس کے بدلے میں ہم آپ کو ایک بہت بڑا خزانہ دیں گے.... یہ خزانہ اس حویلی میں ہی ایک جگہ دفن ہے، لیکن کہاں.... جب تک میں نہ بتاؤں.... آپ لوگ اس خزانے تک نہیں پہنچ سکیں گے"۔

"ہمیں خزانوں سے کوئی دلچسپی نہیں.... اگر اتفاق سے مل بھی جاتا ہے تو ہم اس کو سرکاری خزانے میں داخل کر دیتے ہیں"۔

"چلو اس حد تک تو دلچسپی ہے نا.... سرکاری خزانے میں داخل کروا لیجیے گا.... اس خزانے کو سرکاری خزانے میں شامل کرنے کے بعد آپ کا ملک دنیا کا امیر ترین ملک بن جائے گا"۔

"اوہو.... اتنا بڑا خزانہ ہے"۔

"ہاں.... ایک ایک کلو وزنی ہیرے کبھی سنے ہیں"۔

"نن نہیں"۔ انسپکٹر جمشید کانپ گئے.... کیونکہ ایک ایک کلو کا ہیرا انہوں نے زندگی میں کبھی نہیں سنا تھا۔

"ویسے سینکڑوں ہیرے خزانے میں شامل ہیں"۔

"نن نہیں"۔ وہ بوکھلا اٹھے۔

"جب خزانہ آپ کے سامنے ہو گا.... اس وقت آپ کو میری بات پر یقین آ جائے گا"۔

"لیکن آپ ہم سے چاہتے کیا ہیں؟"

"یہ میں یہاں نہیں.... حویلی میں بتاؤں گا"۔

"اوہ اچھا.... آپ نے ہمارے شوق کو آگ لگا دی.... اب ہمیں آنا ہی ہو گا۔

"میں نے تو پہلے ہی کہا تھا.... آپ آئیں گے.... اور یہ کیس حل کریں گے.... ضرور آئیں.... ہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں"۔

"او کے"۔ وہ بولے

اور دوسری طرف سے ریسیور رکھ دیا گیا۔

○☆○

کیا!!!

فون کا ریسیور رکھ کر وہ ان کی طرف مڑے، گفتگو سب نے سنی تھی.... ان کے چہروں پر ایسی حیرت تھی جو بہت کم دیکھنے میں آتی تھی۔

"آج تو آپ نے ہمیں بھی حیرت میں ڈال دیا"۔

"لیکن یہاں اس سے بھی حیرت کی بات موجود ہے"۔ انسپکٹر جمشید بھرپور انداز میں مسکرائے۔

"جی.... کیا مطلب انکل"۔ آفتاب بولا۔

"انسپکٹر کامران مرزا ذرا بھی حیرت میں نظر نہیں آ رہے.... کیا یہ بات باقی سب کو اور زیادہ حیرت میں ڈالنے والی تو نہیں ہے"۔

اب وہ سب ان کی طرف گھوم گئے۔

"واقعی.... یہ بات اس سے کہیں زیادہ حیرت کی ہے.... انکل آخر آپ کیوں حیران نہیں ہیں"۔ محمود بولا۔

"پہلی بات.... فون پر آواز سن کر ہم ۹۹ فیصد تک درست اندازہ لگا سکتے ہیں کہ بولنے والے کی عمر کتنی ہے.... لہٰذا میرے لیے اس میں حیرت کی کوئی بات نہیں"۔

"چلئے خیر۔۔۔ اس میں نہ سہی۔۔۔ لیکن یہاں تو اور کئی باتیں ہیں۔۔۔ آخر اباجان کو یہ اندازہ کس طرح ہو گیا کہ وہ کسی محل نما عمارت میں رہتے ہیں۔۔۔ یہ اندازہ انہوں نے کس طرح لگا لیا؟"

"تم نے آج کا اخبار نہیں دیکھا۔۔۔ اس میں ایک خبر ہے۔۔۔ شہر کے شمالی علاقے کے گھنے جنگل میں ایک عمارت میں پراسرار واقعات رونما ہو رہے ہیں"۔

"لیکن اس خبر سے۔۔۔ یہ کیسے کہا جا سکتا ہے کہ فون کرنے والا اسی حویلی میں رہتا ہے"۔ فرحت بولی۔

"اس خبر کو پڑھتے ہی میرے ذہن میں گونج پیدا ہوئی تھی۔۔۔ کہ ضرور ہمیں وہاں بلوایا جائے گا۔۔۔ فون کرنے والے نے جب حد درجے پراسرار رویہ اختیار کیا تو ذہن خود بخود اس طرف چلا گیا۔۔۔ اور میں نے یونہی کہ دیا کہ وہ کسی محل نما عمارت میں رہتا ہے۔۔۔ جب اس نے میری اس بات پر حیرت ظاہر کی تو میں نے فوراً کہ دیا کہ وہ عمارت شہر کے شمالی گھنے جنگل میں ہے۔۔۔ اور اس نے یہ بات بھی درست مان لی۔۔۔ باقی باتیں آدمی اپنے اندازے کے مطابق کہ سکتا ہے کہ انہیں کوئی اہم کام ہم سے لینا ہے وغیرہ وغیرہ"۔

"تب پھر۔۔۔ آپ لوگوں کا کیا پروگرام ہے؟" منور علی خان بولے۔

"خیال کیا ہونا ہے۔۔۔ جائیں گے وہاں۔۔۔ ذرا دیکھیں گے کہ

وہاں کیا ہے۔۔۔ ویسے اخبار میں پراسرار واقعات کی کوئی تفصیل درج نہیں ہے"۔

"تب پھر دیر کاہے کی۔۔۔ ابھی چلتے ہیں"۔ خان رحمان بولے۔

انہوں نے گھڑی پر نظر ڈالی۔۔۔ دن کے گیارہ بج رہے تھے۔۔۔ لہٰذا وہ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے۔۔۔ یہ دیکھ کر بیگم جمشید نے برا سا منہ بنایا اور بولیں۔

"آپ لوگوں کو تو بس کوئی کیس ملنا چاہیے۔۔۔ پھر کہاں کا آرام۔۔۔ ابھی ایک کیس سے فارغ پوری طرح ہوئے نہیں کہ دوسرے کے لیے تیار ہو گئے"۔

"فارغ تو خیر ہو ہی چکے ہیں"۔

"ابھی ابھی راٹھور کا فون نہیں آیا تھا۔۔۔ ظاہر ہے، وہ پھر آنے کے لیے تلے بیٹھے ہیں"۔ وہ بولیں۔

"جب تک وہ آئیں گے۔۔۔ ہم یہ کیس نبٹا دیں گے۔۔۔ یہ تو اپنے گھر کا کیس ہے"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"یہ آپ نے کیسے کہ دیا کہ یہ گھر کا کیس ہے۔۔۔ کیا اس کیس میں کسی غیر ملکی جاسوس کا ہاتھ نہیں ہو سکتا"۔ بیگم جمشید نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"حد ہو گئی۔۔۔ بیگم تم تو ترکی بہ ترکی جواب دینے پر تل گئی ہو۔۔۔ اب تو ہمیں دم دبا کر بھاگنا ہی پڑے گا۔۔۔ آؤ بھئی چلتے ہیں"۔

یہ کہ کر انہوں نے واقعی دوڑ لگا دی.... بیگم جمشید مسکرا دیں.... جونہی وہ گھر سے نکلے، ٹھٹک کر رک گئے.... سامنے ٹی ایس ایم کرا تھا.... اس کے چہرے پر مسکینی سی برس رہی تھی۔

"کیا بات ہے بھائی ٹی"۔ فاروق مسکرایا۔

"یہ کیا بات ہوئی.... بھائی ٹی"۔

"اگلے دو حرف ہم عام طور پر بلکہ پہلا اور اگلے دونوں عام طور پر اور خاص طور پر بھی الٹ پلٹ بول جاتے ہیں.... لہٰذا میں نے سوچا کہ صرف ٹی کہ کر کام چلا لیتے ہیں"۔

"بات کچھ نہیں.... آپ کسی مہم پر جا رہے ہیں اور مجھے بھول رہے ہیں.... میرا اتنا تو حق بنتا ہے کہ اس سلسلے میں بات ہی کر لوں"۔

"ضرور کیوں نہیں.... اگر تیار ہو تو ساتھ آ جاؤ.... تیاری کرنا چاہو تو ہم ٹھہر جاتے ہیں"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"تیاری کیسی؟" اس نے کندھے اچکائے۔

"تو آؤ پھر"۔

وہ خان رحمان کی بڑی گاڑی میں بیٹھ کر شمالی جنگل میں پہنچے.... گھنے درختوں کے درمیان گھری عمارت کو تلاش کرنے میں انہیں کافی وقت ہوئی.... لیکن آخر کار مل گئی.... یہ ایک حویلی تھی.... لیکن کسی طرح بھی کسی قلعے سے کم نہیں تھی.... اس کے چاروں طرف باقاعدہ فصیلیں موجود تھیں.... اور فصیلوں میں رائفلوں کی نالیں رکھنے کی

جگہیں بنی ہوئی تھیں.... اس کا دروازہ بھی قلعے کے دروازے جیسا تھا اور اس میں بہت موٹی موٹی کیلیں جڑی تھیں.... دروازے کے چاروں طرف پیتل کی چادر جڑی گئی تھی.... اس چادر پر جنگلی درندوں اور قبائلی انسانوں کی تصاویر کھودی گئی تھیں.... جانور حد درجے خونخوار تھے اور قبائلیوں کے ہاتھوں میں ہولناک قسم کے ہتھیار تھے.... دیکھنے والوں کو یوں محسوس ہوتا تھا.... جیسے یہ سب مل کر ابھی حملہ کر دیں گے۔

"اف توبہ.... اس قدر خوفناک دروازہ"۔ مکھن کی لرزتی آواز سنائی دی۔

"دروازہ دیکھ کر ڈر گئے.... اندر جا کر کیا حال ہو گیا"۔

"محمود.... دوازے پر دستک دو"۔

"اس دروازے پر دستک دینا آسان کام نہیں ہے ابا جان.... ہاتھوں کو چوٹ لگے گی"۔

"اوہ ہاں.... اچھا"۔ وہ مسکرائے۔

پھر آنکڑے سے دستک دی گئی.... کافی دیر تک دستک دینے کے بعد بھی کوئی باہر نہ نکلا۔

"کیا دروازہ اندر سے بند ہے تو؟" پروفیسر داؤد بولے۔

"پتا نہیں.... یہ تو دیکھا نہیں"۔ محمود نے جواب دیا۔

"اندر کی طرف زور لگاؤ"۔ پروفیسر بولے۔

محمود نے زور لگایا.... پھر اس کے ساتھ فاروق اور آصف بھی

شامل ہو گئے.... دروازہ تھوڑا سا کھل گیا.... ساتھ ہی اندر سے بے شمار چمگادڑیں پھڑپھڑ کرتی باہر نکل گئیں.... وہ ڈر کے پیچھے ہٹ گئے۔

"حیرت ہے"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"اگرچہ یہاں ہر بات پر حیرت ہے.... لیکن ذرا وضاحت فرما دیں کہ آپ نے کس بات پر حیرت ظاہر کی ہے؟" شوکی مسکرایا۔

"دروازہ ذرا سا کھلتے ہی اس قدر چمگادڑیں کیوں نکلیں.... اس کا مطلب تو یہ ہے کہ یہ مدت سے بند پڑا ہے.... اور چمگادڑیں اس دروازے سے چمٹی ہوئی تھیں"۔

"مجھے تو ڈر لگ رہا ہے.... یہاں تو کوئی بھی نہیں رہتا.... میرا خیال ہے.... وہ فون کسی نے مذاق میں کیا تھا"۔ پروفیسر داؤد نے برا سا منہ بنایا۔

"اور وہ اخباری خبر؟"

"وہ بھی کسی نے مذاق میں شائع کرائی ہو گی"۔

"بھئی ذرا سا اور دھکیلو"۔

انہوں نے دروازہ اور دھکیلا.... پھر چمگادڑیں نکل کر پھڑپھڑاتی ہوئی اڑیں۔

"حیرت ہے.... آخر اندر کتنی چمگادڑیں بھری ہوئی ہیں"۔ فاروق نے کانپ کر کہا۔

"پپ پتا نہیں"۔ آفتاب کی آواز سے خوف ٹپک رہا تھا۔

"اوہو.... ذرا دیکھئے گا اس طرف.... یہ.... یہ تو ہمیں کھا جانے والی نظروں سے گھور رہی ہیں"۔ ایسے میں مکھن کی لرزتی آواز سنائی دی۔

"کک.... کون.... کن کی بات کر رہے ہو"۔ خان رحمان چونک کر مڑے۔

"ان کی.... چمگادڑوں کی.... یہ دیکھیں.... یہ آس پاس کے درختوں کے پتوں پر بیٹھ گئی ہیں.... لیکن ان کی آنکھیں، ہم پر جمی ہیں.... جیسے یہ آنکھوں ہی آنکھوں میں ہمیں کھا جانے کا ارادہ کر رہی ہوں"۔

ان سب نے چمگادڑوں کی طرف دیکھا.... واقعی ان کی آنکھوں میں دیکھنے سے ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ انہیں کھا جانا چاہتی ہوں۔

"اف مالک.... اگر یہ سب مل کر ہم پر ٹوٹ پڑیں تو کیا ہو گا؟" ٹی ایس ایم نے بوکھلا کر کہا۔

"بھئی یہ صرف چمگادڑیں ہیں.... کوئی ہاتھی شیر نہیں.... ان سے ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں.... ویسے ایک بات کا مجھے یقین ہے.... اور وہ یہ کہ اندر کوئی نہیں رہتا.... لہٰذا ہم اندر جا کر کیا کریں گے.... آؤ واپس چلیں"۔

"جی.... کیا فرمایا.... آؤ واپس چلیں"۔ ٹی ایس ایم نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں اور کیا.... کیا کریں گے اندر جا کر.... جب یہاں کوئی ہے ہی نہیں"۔

"اور وہ فون کرنے والا.... اس کا پراسرار انداز.... اس کی پراسرار باتیں"۔ فاروق بولا۔

"وہ میرے ذہن میں ہے.... اب فون کرے گا تو اس سے صاف صاف بات کرنے کے لیے کہوں گا"۔ انہوں نے برا سا منہ بنایا۔

"لیکن اگر ہم قلعے کو اندر سے دیکھ لیں تو کیا حرج ہے"۔ محمود بولا۔

"ہم بھی یہی چاہتے ہیں"۔ کئی آوازیں ابھریں۔

"بھئی یہ نہ جانے کب سے بند پڑا ہے.... اندر گرد.... سیلن.... چمگادڑیں اور کیڑے مکوڑے نہ جانے کیا کچھ ہو گا.... بلاوجہ ہم کیوں پریشانی مول لیں"۔ انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"لیکن آپ اس خزانے کو کیوں بھول رہے ہیں"۔ شوکی بولا۔

"سارا چکر اس کا لگتا ہے"۔

"اگر تم لوگوں کو خزانے سے دلچسپی ہے تو ٹھیک ہے.... تم اندر کی سیر کر آؤ.... خزانہ تلاش کر سکتے ہو تو کر لو.... لیکن خیال رہے.... ایسے پرانے خزانوں پر اژدھا بیٹھے ہونے کی کہانیاں بھی ہم تک پہنچی ہیں اور یہ کہانیاں بالکل غلط نہیں ہو سکتیں.... میرا مطلب ہے.... ہو سکتا ہے.... خزانہ پر کوئی اژدھا بھی موجود ہو"۔

"تو کیا ہوا انکل.... ہمارے ساتھ بھی تو پروفیسر انکل ہیں.... کوئی گیس اس گڑھے میں چھوڑ دیں گے.... میاں اژدھے صاحب بے ہوش ہو جائیں گے اور ہم خزانہ نکال کر غائب.... بعد میں جب اژدھا صاحب کو ہوش آئے گا تو سب کچھ لٹا چکے ہوں گے.... لہذا سر پٹک کر مر جائیں گے"۔

"خزانہ حاصل کرنا اگر اس قدر آسان ہوتا تو اتنی مدت نہ گزر جاتی"۔

"اس کا مطلب ہے.... خزانہ حاصل کرنا قریب قریب ناممکن ثابت ہو رہا ہے.... لیکن پھر بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو ابھی تک اس کو حاصل کرنے کے چکر میں ہیں"۔

"ہاں! یہی بات ہے.... لہذا ہمیں کوشش کر ڈالنی چاہیے.... ایسا نہ ہو.... ہم سے پہلے کوئی اور نکال لے جائے"۔ شوکی جلدی جلدی بولا۔

"شوکی تمہیں کیا ہو گیا ہے.... میں تو تمہیں بالکل بھی لالچی نہیں خیال کرتا"۔ انسپکٹر جمشید نے اسے گھورا۔

"میں لالچی نہیں ہوں.... لیکن خزانہ ہمارے ملک کے کتنا کام آئے گا.... یہ تو سوچیں.... پھر شاید حکومت کو لوگوں پر ٹیکس لگانے کی بھی ضرورت نہیں رہے گی"۔

"بات ٹھیک ہے.... لیکن ان حالات میں اس قلعے میں داخل

ہونا بھی آسان کام نہیں ہے"۔ انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"اس میں مشکل کیا ہے.... دروازہ کھلا ہے"۔

"لیکن میں چاہتا ہوں.... ہم ذرا ماڈرن انداز میں یہ کام کریں"۔

"جی.... کیا مطلب؟" کئی آوازیں ابھریں۔

"بہت سے مزدوروں کا یہاں لا کر پہلے قلعے کی صفائی کروائیں.... چمگادڑوں، کیروں، مکوڑوں سے پہلے اس کو پاک صاف کریں.... اس کے بعد ہم اپنا کام شروع کریں"۔

"یہ ٹھیک رہے گا"۔ پروفیسر داؤد جلدی سے بولے۔

"ٹھیک ہے.... جیسے آپ کی مرضی"۔

وہ واپس لوٹ آئے.... ابھی گھر پہنچے ہی تھے کہ فون کی گھنٹی بجی۔

"یہ تو وہی مہمان لگتا ہے"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے اور پھر ریسیور اٹھا لیا۔

"حیرت ہے.... آپ اندر داخل ہوئے بغیر آ گئے"۔ وہی آواز سنائی دی۔

"آپ جو وہاں نہیں ملے"۔

"میں اندر تھا.... آپ آتے تو ملاقات ہوتی نا"۔

"تو آپ دروازے پر کیوں نہیں آئے"۔

"میں دروازے پر کس طرح آ سکتا تھا.... میں تو مر چکا ہوں....

قلعے میں موجود قبروں میں سے ایک قبر میں دفن ہوں"۔

"کیا کہہ رہے ہو بھئی.... پھر تم نے فون بوتھ تک آ کر بات کیسے کی تھی"۔

"وہ میری روح تھی"۔

"بے کار باتیں نہ کرو.... اور صاف صاف بتاؤ.... تم کون ہو.... یہ ہم جان گئے ہیں کہ تم اس خزانے کے چکر میں ہو"۔ انسپکٹر جمشید نے بھنائے ہوئے انداز میں کہا۔

"توبہ توبہ.... مردوں کو خزانوں سے بھلا کیا دلچسپی ہو سکتی ہے.... دولت تو آپ کی اس دنیا کی چیز ہو سکتی ہے.... دوسری دنیا کی نہیں"۔

"تب پھر.... تم کس چکر میں ہو"۔

"میں تو اپنے قتل کا انتقام چاہتا ہوں.... میرا قاتل ابھی تک زندہ پھر رہا ہے.... بس آپ اسے قتل کر دیں"۔

"تو آپ کو قتل کر دیا گیا تھا؟"

"ہاں! مجھے اس خزانے کے لیے ہی قتل کیا گیا تھا.... لیکن اس سے پہلے میں اس خزانے کو قلعے میں چھپا چکا تھا.... لہٰذا مجھے قتل کرنے کے بعد وہ خزانہ حاصل نہ کر سکا.... اس نے میرے ساتھ میرے پورے خاندان کو قتل کر دیا تھا"۔

"وہ کون تھا؟"

"افسوس یہ میں نہیں جانتا"۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ انسپکٹر جمشید بولے.... ساتھ ہی انہوں نے اپنی گھڑی میں لگا ایک بٹن دبا دیا.... دوسری طرف وہ کہہ رہا تھا۔

"ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا"۔

"اوہ! تو تم ہم سب سے اچھی طرح واقف ہو"۔

"واقف تو خیر ہوں"۔

"ابھی تم کہہ رہے تھے.... تم مر چکے ہو.... پھر یہ واقفیت کس طرح ہے"۔

"میں ایک روح ہوں.... گھومتی پھرتی، گردش کرتی روح.... آپ کے گھر بھی اکثر آ جاتی ہوں.... آپ کی باتیں سن کر بہت خوش ہوتی ہوں"۔

"اگر تم ہم سے اس حد تک واقف ہو تو خزانے والی بات پہلے کیوں نہیں کی"۔

"بات کرنے کا وقت ہی اب آیا ہے.... اس سے پہلے بات کر ہی نہیں سکتا تھا"۔

"کیوں؟" وہ بولے۔

"بس.... روحوں کی اپنی مصروفیات ہیں.... میں آج سے پہلے اور طرف مصروف رہا"۔

"ادھر ادھر کی ہانک رہے ہو دوست.... ابھی کہہ چکے ہو.... ہمارے گھر بھی آتے رہے ہو.... اب کہہ رہے ہو.... آج سے پہلے

دوسری طرف مصروف رہا"۔ انہوں نے برا سا منہ بنایا۔

"دونوں باتیں درست ہیں"۔

"وہ کیسے.... ذرا وضاحت کر دو"۔ انہوں نے فوراً کہا۔

"دوسری طرف مصروف رہنے کا مطلب یہ ہے کہ میں عذاب میں مبتلا رہا ہوں.... اپنے گناہوں کی وجہ سے مجھ پر قبر کا عذاب ہوتا رہا ہے.... اس عذاب کے ہوتے ہوئے کسی کو اس دنیا کی کسی بات کا خیال تک نہیں آ سکتا.... اب عذاب سے نجات ملی ہے تو آپ لوگوں کی طرف آیا ہوں"۔

"بات تو پھر بھی وہیں کی وہیں رہی.... تم بتا چکے ہو کہ اس سے پہلے بھی تم ہمارے گھر آتے رہے ہو.... اور اب کہہ رہے ہو.... قبر کے عذاب کی وجہ سے مردہ دنیا کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا.... یار تم جھوٹ پر جھوٹ بولے جا رہے ہو.... صاف صاف بات کرو.... میں جانتا ہوں.... تم ایک زندہ سلامت انسان ہو.... بہتر ہو گا.. . کہ ہمارے ہاں آ کر بات کر لو.... میں تمہیں اطمینان دلاتا ہوں.... اگر معاملہ اس قسم کا ہوا کہ ہم اس کو اپنے ہاتھ میں لیں تو ضرور لیں گے.... اور اگر اس میں ہمارے لیے کوئی دلچسپی نہ ہوئی تو پھر انکار کر دیں گے"۔

"میں ایک روح ہوں.... اس بات کو لکھ لیں.... ایک بھٹکتی روح"۔

"ہم ان باتوں کو نہیں مانتے.... کسی انسان کی روح بھٹکتی نہیں

پھرتی.... لہٰذا تم کوئی جیتے جاگتے انسان ہو"۔

"خیر خیر.... وقت بتا دے گا.... اب میری باتیں کان کھول کر سن لیں.... اوہو.... یہ کیا.... آپ کے کارندے اس فون بوتھ تک پہنچ گئے.... کمال ہے.... اس قدر جلد یہ یہاں کیسے پہنچ گئے"۔

"بہرحال.... یہ لوگ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے.... کیونکہ مجھے نہیں دیکھ سکتے.... اور اس طرح میری بات کی تصدیق ہو جائے گی.... یہ لیں.... میں جا رہا ہوں.... پھر بات کروں گا"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی آواز بند ہو گئی.... فون کا ریسیور رکھ دیا گیا تھا.... انہوں نے فوراً ایکس چینج سے اس فون بوتھ کے بارے میں پوچھا۔

"سر.... وہ فون بوتھ وہی تھا.... شارڈا ٹاؤن والا"۔

"اس کا فون نمبر کیا ہے"۔

"ان کے نمبر نہیں ہوتے سر.... آپ اگر وہاں موجود اپنے کارکنوں سے بات کرنا چاہتے ہیں تو انہیں وہاں سے فون کرنا پڑے گا.... یا پھر آپ وائرلیس پر بات کر لیں"۔

"میں چاہتا ہوں.... وہ سیٹ کو ہاتھ نہ لگائیں.... اچھا شکریہ"۔

یہ کہہ کر انہوں وائرلیس پر اپنے کارکنوں سے رابطہ کیا۔

"ہاں نمبر نو.... فون بوتھ کو ہاتھ نہ لگانا.... اب بتاؤ.... کیا رپورٹ ہے"۔

"اندر کوئی نہیں تھا سر.... ہاں فون کا ریسیور اس طرح اٹھا ہوا تھا جیسے کوئی کان سے لگائے بات کر رہا ہو"۔

"اوہو اچھا.... کمال ہے.... خیر.... تم پاؤڈر چھڑک کر نشانات اٹھا لو.... اور واپس لوٹ آؤ"۔

"جی بہت بہتر"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایک منٹ.... فون بوتھ کا دروازہ کھلا تھا یا بند تھا؟"

"بند تھا سر"۔

"اور جب ریسیور رکھا گیا تو کیا دروازہ کھولا گیا تھا"۔

"نہیں سر.... دروازہ نہیں کھولا گیا تھا"۔

"کیا!!!"

انسپکٹر جمشید چلائے.... ان سب کی آنکھوں سے خوف جھانکنے لگا۔

○☆○

3

نن.... نہیں

چند لمحے سکتے کے عالم میں گزر گئے.... پھر شوکی کی تھر تھر کانپی آواز ابھری۔

"اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ وہ سچ مچ روح ہے"۔

"نن.... نہیں.... ہمارا مذہب ہمیں اس کے مطابق نہیں بتاتا.... مذہب کہتا ہے.... جب ایک انسان مر جاتا ہے تو اس کی روح اوپر چلی جاتی ہے.... اور قیامت تک وہ برزخ میں رہے گی.... برزخ ایک تیسری جگہ ہے.... یعنی مرنے کے بعد سے قیامت کے قائم ہونے تک تمام انسانوں کی روحیں جس جگہ رہتی ہیں.... اس کو برزخ کہتے ہیں.... پھر کسی کی روح برزخ سے نکل کر اس دنیا میں کیسے آ سکتی ہے.... اس لیے میں سو فیصد یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ کم از کم روح نہیں ہے"۔ انسپکٹر جمشید نے روانی کے عالم میں کہا۔

"تب پھر وہ.... ابطال.... ارے"۔ فرزانہ کہتے کہتے چونک گئی۔

"کیا بات ہے فرزانہ؟"

"میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے.... پہلے میں یہ کہنے لگی

تھی کہ تب وہ ابطال کی قسم کا کوئی انسان ہو سکتا ہے.... اسی وقت مجھے یہ خیال آیا کہ روح کو فون پر بات کرنے کی ضرورت نہیں ہو سکتی.... روح خود یہاں آ کر بات...."

عین اس لمحے انہوں نے دروازہ کھلتے دیکھا.... بیرونی دروازہ وہ بند کرنا بھول گئے تھے.... دروازہ کھلا اور بند ہو گیا.... انہوں نے دروازے پر کسی کو نہیں دیکھا۔

"ہمارا دروازہ خود بخود نہیں کھل سکتا.... نہ خود بخود بند ہو سکتا ہے.... اس میں اس غرض کے لیے سپرنگ لگائے گئے ہیں"۔ محمود نے سرسراتی آواز میں کہا۔

"تب پھر.... دد.... دروازہ.... کک.... کیوں کھلا.... کک.... کیوں.... بب.... بند ہوا"۔ مکھن کی لرزتی لڑکھڑاتی آواز کانوں سے ٹکرائی۔

"یا اللہ رحم.... یہ ہمارے ساتھ نیا کھیل شروع ہو گیا"۔ آصف نے اوپر دیکھتے ہوئے کہا۔

عین س لمحے میز پر سے چائے کا ایک کپ اوپر اٹھا۔

"یہ.... یہ.... یہ کیا؟" آفتاب چلایا۔

"بھئی خو کو پر سکون رکھو.... ہپناٹزم کے ماہر ایسے کمالات دکھا دیتے ہیں.... یا پھر اپنی آنکھوں کی طاقت سے ایسے ایسے کام لے لیتے ہیں.... جو عقل میں نہیں آتے.... لہٰذا خود پر کنٹرول رکھو"۔ انسپکٹر

کامران مرزا نے سرد آواز میں کہا۔

"آپ نے ٹھیک کہا انسپکٹر کامران مرزا.... لیکن آج میں آپ سب لوگوں کے خیالات غلط ثابت کر دوں گی"۔

ایک سرسر کرتی آواز سنائی دی.... یوں جیسے کوئی سسکیاں لے رہا ہو.... ان سب کی آنکھیں مارے خوف کے پھیلتی چلی گئیں۔

"کر دوں گی.... تو کیا تم ایک عورت ہو"۔

"نہیں.... میں ایک روح ہوں.... اور روح مذکر نہیں.... مونث ہوتی ہے"۔

"ارے باپ رے.... اس روح کو تو گرائمر بھی آتی ہے"۔

فاروق کانپ اٹھا۔

"تم لوگوں کے لیے بس ایک ہی چارہ کار ہے.... اور وہ یہ کہ سیدھے اس حویلی میں جاؤ اور خزانہ تلاش کرو.... اور بس.... اگر تم فوراً اٹھ نہ کھڑے ہوئے تو بہت پچھتانا پڑے گا"۔

"روح.... روح کی دھمکی.... کس قدر خوفناک ہو سکتی ہے.... یہ مجھے آج پتا چلا ہے"۔ فرحت نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔

"صرف ایک منٹ دیتی ہوں.... ایک منٹ کے اندر اندر اگر تم اٹھ کر باہر نہ نکل گئے اور قلعے کی طرف روانہ نہ ہو گئے تو میں اپنا کام شروع کر دوں گی"۔

"یہی ہم دیکھنا چاہتے ہیں.... کہ تم کیا کام شروع کرتی ہو"۔

"اچھی بات ہے.... اب کام دیکھیں.... کام کی دھار دیکھیں"۔ اس نے کہا.... ساتھ ہی طنزیہ ہنسی سنائی دی۔

"ارے ارے.... اس قدر بامحاورہ تو نہ بنو.... تیل اور کام میں کچھ تو فرق رکھو"۔ فاروق بوکھلا اٹھا۔

عین اس وقت انہوں نے صحن میں اس دروازے کو کھلتے اور بند ہوتے دیکھا.... جو پائیں باغ میں جانے کے لیے بنایا گیا تھا۔

"ہائیں.... کیا روح ہپ.... پائیں باغ میں گئی ہے"۔ فرزانہ بولی۔

"وہ صرف پائیں باغ میں گئی ہے.... ہپ پائیں باغ میں نہیں"۔ فاروق مسکرایا۔

"حد ہو گئی.... تمہیں خوف کے ان لمحات میں بھی مسکرانے کی سوجھ رہی ہے"۔ آفتاب نے اسے گھورا۔

"تو اور کیا کروں.... اس طرح کسی حد تک خوف ہی کم ہو گا"۔

دروازہ ایک بار پھر کھلا اور انہوں نے طوطے کے پنجرے کو اندر آتے دیکھا۔

"ارے باپ رے.... طوطے کا پنجرہ خود بخود اندر آ رہا ہے.... بھئی طوطے.... یہ تمہیں کیا سوجھی.... ہم تو پہلے ہی پریشان بیٹھے ہیں"۔ فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"ٹیں ٹیں.... ٹیں"۔ طوطا تکلیف زدہ انداز میں چلایا.... اور

پنجرے میں بری طرح پھڑپھڑانے لگا.... پھر اس کی ٹیں ٹیں بہت تیز ہو
گئی.... مارے خوف کے ان پر سکتہ طاری ہو گیا.... اور آخر طوطے کی
ٹیں ٹیں بند ہو گئی.... وہ گر کر ساکت ہو گیا۔

"مم.... مر گیا.... طوطا مر گیا"۔ شوکی نے ڈری ڈری آواز منہ
سے نکالی۔

"یہ میرا پہلا وار ہے"۔

"وہ بھی غریب طوطے پر.... یہ تم نے اچھا نہیں کیا روح
صاحب.... میں اپنے طوطے کا تم سے انتقام لوں گا"۔ انسپکٹر جمشید کی سرد
آواز کانوں میں گونج اٹھی۔

"تم اور مجھ سے انتقام لو گے.... تو پھر انتقام لینے کا اس سے
اچھا موقع کون سا ہو گا.... میں یہاں.... اس وقت اس گھر کے صحن میں
موجود ہوں.... لے لیں انتقام"۔

"اچھا یہ بات ہے.... پھر میں لے لوں انتقام"۔

"ہاں! میں اس وقت دیوار کے ساتھ لگی کرسی پر موجود ہوں....
جس کا ثبوت یہ ہے کہ.... میز پر پڑا پیپر ویٹ میں گھمانا شروع کر رہی
ہوں.... جونہی پیپر ویٹ گھومنا بند ہو گا.... میں پھر گھما دوں گی.... گویا
بدستور اس کرسی پر رہوں گی.... انسپکٹر جمشید آپ میں اگر ذرا بھی ہمت
ہے.... ذرا بھی دم خم ہے تو آئیں اور مجھے پکڑ کر دکھا دیں"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی پیپر ویٹ گھومنے لگا.... انہیں اپنے

رونگٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوئے.... انسپکٹر جمشید ایک ایک قدم کر
کے اس کرسی کی طرف بڑھنے لگے۔

"نن.... ہیں.... نہ جائیے.... ابا جان"۔ فاروق نے مشکل سے
آواز نکالی۔

"خاموش.... میں کسی روح ووح نہیں ڈرتا"۔ انسپکٹر جمشید بھنا
اٹھے اور پھر کرسی کے پاس پہنچ گئے.... انہوں نے ہاتھ بڑھا کر کرسی پر
بیٹھے وجود کو پکڑنا چاہا.... لیکن ان کا ہاتھ کسی وجود سے نہ ٹکرایا....
کرسی پر کوئی نہیں تھا"۔

"تم کرسی پر نہیں ہو"۔

"بکواس! میں کرسی پر ہوں.... دیکھ نہیں رہے آپ.... پیپر ویٹ
بدستور گھوم رہا ہے"۔

پیپر ویٹ گھومنے کی آواز نے ان جسموں میں سنسنی کی تیز لہر
دوڑا دی.... وہ روح تھی یا کیا تھا.... بہرحال وہ اس کی آواز سن رہے
تھے.... پیپر ویٹ گھومتا دیکھ رہے تھے.... انہیں پسینہ آ گیا.... چکر سا
آنے لگا.... انہوں نے جلدی سے میز کو پکڑ لیا اور ایک بار پھر کرسی کو
ٹٹولا.... لیکن اس پر کسی جسم کا احساس نہ ہو سکا۔

"کیا خیال ہے انسپکٹر جمشید.... تم مجھ سے انتقام لے سکو گے"۔

"ہاں ضرور.... کیوں نہیں، طوطے کا انتقام تو میں تم سے لوں
گا.... آخر وہ میرا پالتو طوطا تھا"۔

"تو پھر لے کیوں نہیں لیتے میں اس کرسی پر ہوں"۔

اچانک انسپکٹر جمشید نے جیب سے پستول نکال لیا۔

"کک.... کیا کر رہے ہو جمشید.... خبردار گولی نہ چلانا"۔

"کیوں گولی چلانے سے کیا ہو جائے گا"۔

"ہو سکتا ہے.... گولی اچٹ کر تمہیں لگ جائے"۔

"میں گولی اچٹنے سے پہلے گر جاؤں گا.... البتہ آپ لوگ ہٹ جائیں یہاں سے"۔

وہ جلدی جلدی اٹھ کھڑے ہوئے اور دوسرے کمرے میں چلے گئے.... اب انسپکٹر جمشید نے ایسے رخ سے فائر کرنے کی تیاری کی کہ انہیں گولی نہ لگ سکے.... باقی لوگ بھی دروازے کی اوٹ سے اس کمرے میں دیکھ رہے تھے اور سوچ رہے تھے.... نہ جانے گولی چلنے سے کیا ہوتا ہے.... اور پھر انہوں نے فائر کر دیا.... گولی چلنے کا دھماکا ہوا.... گولی کرسی کی پشت پر لگی اور دوسری طرف نکل کر دیوار سے ٹکرائی.... دیوار کا پلستر اکھڑ کر نیچے گرا.... بارود کا دھواں اوپر جاتے انہوں نے صاف دیکھا.... اس کے فوراً بعد روح کا قہقہہ گونجا۔

"ہاہاہا.... انسپکٹر جمشید نے مجھ سے انتقام لے لیا.... لیکن میں بدستور کرسی پر موجود ہوں.... اور پیپر ویٹ گھما رہی ہوں"۔

اب تو وہ سب پسینے میں ڈوب گئے.... آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔

"تم آخر کیا ہو؟" انسپکٹر جمشید چلائے۔

"تو آپ کو اب تک یقین نہیں آیا کہ میں ایک روح ہوں.... خیر نہ آئے یقین مجھے اس سے کیا فرق پڑتا ہے.... مجھے تو آپ بس اتنا بتا دیں.... حویلی کا خزانہ تلاش کرنا ہے یا نہیں"۔

"آخر روحوں کو خزانے سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"میں کبھی انسان تھی.... آج روح ہوں.... میرا بھی تعلق آخر انسانوں سے رہا ہے.... وہ خزانہ جس کا حق ہے.... میں اسے دلوانا چاہتی ہوں.... اب آئی بات ذہن میں"۔

"گویا تم ہم سے بس اتنا چاہتے ہو.... کہ ہم خزانہ تلاش کر دیں"۔

"ہاں بس.... جونہی خزانہ نظر آئے.... آپ قلعے سے نکل آئیں.... خزانے کے وارث وہاں خود بخود پہنچ جائیں گے اور خزانہ نکال کر لے جائیں گے"۔

"اور اگر ہم اس کام سے انکار کر دیں تو؟"

"اس صورت میں.... آپ اپنے طوطے کا حشر تو دیکھ چکے ہیں.... اب میں ایک اور منظر دکھا دیتی ہوں.... تاکہ آپ ہوش کے ناخن لیں.... خبردار ہو جائیں.... کسی خوش فہمی یا غلط فہمی میں نہ رہیں"۔

"ہوں اچھا.... خیر.... ذرا یہ انداز بھی دیکھ لیں"۔

"اپنے بیٹے فاروق کو دیکھو"۔

سب یک دم فاروق کی طرف گھوم گئے.... فاروق کا رنگ اڑ گیا تھا۔

"کک.... کیا ہوا فاروق؟" فرزانہ بے چین ہو کر چلائی۔

"کک.... کچھ نہیں ہوا.... میں ٹھیک ہوں"۔ اس نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

عین اس لمحے اسے اپنا گلا گھٹتا ہوا محسوس ہوا.... کوئی غیر محسوس وجود اس کا گلہ بری طرح گھونٹ رہا تھا.... اس کے ہاتھ فوراً گلے کی طرف اٹھ گئے.... لیکن وہاں کسی کے ہاتھ موجود نہیں تھے.... وہ پکڑتا کیا.... بس پھر کیا تھا.... مارے خوف کے اس کی چیخیں نکل گئیں۔

"وہ.... وہ میرا گلا گھونٹ رہی ہے.... اف.... مجھے بچائیں ابا جان"۔

انسپکٹر جمشید تڑ کر آگے بڑھے.... فاروق کے گلے کو ٹٹولا.... وہاں کچھ نہیں تھا.... کوئی ہاتھ پیر سے دباؤ نہیں ڈال رہا تھا.... ایسے میں فاروق کا جسم پھڑکنے لگا۔

"نن نہیں.... نہیں.... ابا جان.... اسے روکیے"۔

"رک جاؤ.... ہم خزانہ تلاش کرنے کے لیے تیار ہیں"۔

یک دم انہیں یوں لگا جیسے فاروق پرسکون ہو گیا ہو.... تاہم وہ

لمبے لمبے سانس لے رہا تھا اور پھر اس کی حالت بہتر ہوتی چلی گئی۔

"آپ نے دیکھا انسپکٹر جمشید.... آپ سب کی جانیں میری مٹھی میں ہیں.... آپ انکار کر ہی نہیں سکتے.... ابھی اور اسی وقت قلعے کا رخ کرو.... اور خزانہ تلاش کرو.... یاد رکھو.... اگر خزانہ تلاش نہ کر سکے تو میں تم سب کو اسی طرح پھڑکا پھڑکا کا ختم کر دوں گی جس طرح ابھی فاروق پھڑک رہا تھا.... اور ہاں! یہ بھی سن لیں.... میں آپ لوگوں کو تین دن کی مہلت دیتی ہوں.... اگر تین دن تک آپ خزانہ حاصل نہ کر سکے.... تو پھر وہی قلعہ آپ کا قبرستان بن جائے گا جیسے کہ...."۔

روح نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"جیسے کہ کیا؟"

"جیسے کہ میں اس وقت تک بہت سے لوگوں کو وہاں ہلاک کر چکی ہوں.... ان سب کے پنجر.... قلعے کے ہال میں پڑے ہیں"۔

"کیا مطلب.... کیا کہ رہی ہو تم؟" انسپکٹر کامران مرزا چلائے۔

"خزانہ حاصل کرنے کے چکر میں اس وقت تک بے شمار لوگ میرے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں.... کچھ اور لوگ ہیں.... جو اس خزانے کو حاصل کرنا چاہتے ہیں.... میں ایسے لوگوں کو برداشت نہیں کرتی.... جو بھی قلعے کا رخ کرتا ہے.... میں اس کو موت کے گھاٹ اتار دیتی ہوں.... اور جن لوگوں کو میں نے اب تک خزانہ تلاش کرنے پر مقرر کیا ہے اور ناکام رہے ہیں.... انہیں بھی میں نے ہلاک کر دیا ہے"۔

"ہوں اچھا.... خیر.... ذرا یہ انداز بھی دیکھ لیں"۔

"اپنے بیٹے فاروق کو دیکھو"۔

سب یک دم فاروق کی طرف گھوم گئے.... فاروق کا رنگ اڑ گیا تھا۔

"کک.... کیا ہوا فاروق؟" فرزانہ بے چین ہو کر چلائی۔

"کک.... کچھ نہیں ہوا.... میں ٹھیک ہوں"۔ اس نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

عین اس لمحے اسے اپنا گلا گھٹتا ہوا محسوس ہوا.... کوئی غیر محسوس وجود اس کا گلہ بری طرح گھونٹ رہا تھا.... اس کے ہاتھ فوراً گلے کی طرف اٹھ گئے.... لیکن وہاں کسی کے ہاتھ موجود نہیں تھے.... وہ پکڑتا کیا.... بس پھر کیا تھا.... مارے خوف کے اس کی چیخیں نکل گئیں۔

"وہ.... وہ میرا گلا گھونٹ رہی ہے.... اف.... مجھے بچائیں اباجان"۔

انسپکٹر جمشید تڑ کر آگے بڑھے.... فاروق کے گلے کو ٹٹولا.... وہاں کچھ نہیں تھا.... کوئی ہاتھ پیر سے دباؤ نہیں ڈال رہا تھا.... ایسے میں فاروق کا جسم پھڑکنے لگا۔

"نن نہیں.... نہیں.... اباجان.... اسے روکیے"۔

"رک جاؤ.... ہم خزانہ تلاش کرنے کے لیے تیار ہیں"۔

یک دم انہیں یوں لگا جیسے فاروق پرسکون ہو گیا ہو.... تاہم وہ

لمبے لمبے سانس لے رہا تھا اور پھر اس کی حالت بہتر ہوتی چلی گئی۔

"آپ نے دیکھا انسپکٹر جمشید.... آپ سب کی جانیں میری مٹھی میں ہیں.... آپ انکار کر ہی نہیں سکتے.... ابھی اور اسی وقت قلعے کا رخ کرو.... اور خزانہ تلاش کرو.... یاد رکھو.... اگر خزانہ تلاش نہ کر سکے تو میں تم سب کو اسی طرح پھڑکا پھڑکا کا ختم کر دوں گی جس طرح ابھی فاروق پھڑک رہا تھا.... اور ہاں! یہ بھی سن لیں.... میں آپ لوگوں کو تین دن کی مہلت دیتی ہوں.... اگر تین دن تک آپ خزانہ حاصل نہ کر سکے.... تو پھر وہی قلعہ آپ کا قبرستان بن جائے گا جیسے کہ...."۔

روح نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"جیسے کہ کیا؟"

"جیسے کہ میں اس وقت تک بہت سے لوگوں کو وہاں ہلاک کر چکی ہوں.... ان سب کے پنجر.... قلعے کے ہال میں پڑے ہیں"۔

"کیا مطلب.... کیا کہہ رہی ہو تم؟" انسپکٹر کامران مرزا چلائے۔

"خزانہ حاصل کرنے کے چکر میں اس وقت تک بے شمار لوگ میرے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں.... کچھ اور لوگ ہیں.... جو اس خزانے کو حاصل کرنا چاہتے ہیں.... میں ایسے لوگوں کو برداشت نہیں کرتی.... جو بھی قلعے کا رخ کرتا ہے.... میں اس کو موت کے گھاٹ اتار دیتی ہوں.... اور جن لوگوں کو میں نے اب تک خزانہ تلاش کرنے پر مقرر کیا ہے اور ناکام رہے ہیں.... انہیں بھی میں نے ہلاک کر دیا ہے"۔

"لیکن کیوں.... وہ خزانہ تلاش نہ کر سکے.... اس میں ان کا کیا قصور"۔ آصف نے جھلا کر کہا۔

"قصور تھا یا نہیں.... لیکن میں ایسے لوگوں کو برداشت نہیں کر سکتی.... لہٰذا اب تم بھی غور کر لو.... ماہرین کا کہنا یہی ہے کہ یہ کام اگر کوئی کر سکتا ہے تو وہ ہیں آپ لوگ"۔

"ماہرین.... کون ماہرین؟"

"میں نے خزانہ تلاش کرنے کے بڑے سے بڑے ماہرین سے بات کی ہے.... مرنے سے پہلے انہوں نے یہی کہا کہ میں آپ لوگوں کی خدمات حاصل کروں"۔ اس نے بتایا۔

"اوہ اچھا.... لیکن محترمہ روح صاحبہ.... آپ ہمیں بہت تھوڑی مہلت دے رہی ہیں.... تین دن میں تو ہم وہاں کی تیاریاں بھی مکمل نہیں کر پائیں گے.... اگر آپ واقعی خزانہ حاصل کرنا چاہتی ہیں تو پھر مہلت آپ کو ہماری مرضی کے مطابق دینا ہو گی"۔

"خیر اتنا میں کر سکتی ہوں.... ایک ہفتہ کافی رہے گا"۔

"نہیں.... پندرہ دن کم از کم.... بہت کام ہے.... وقت کم دیں گی تو اس طرح ہمارے ذہنوں پر موت کا خوف سوار رہے گا.... اس طرح ہم خزانہ حاصل نہیں کر سکیں گے"۔

"اچھی بات ہے.... پندرہ دن دیے.... میں جا رہی ہوں.... پندرہ دن بعد ملاقات ہو گی"۔ روح کی آواز سنائی دی۔

"کک.... کیا مطلب.... آپ جا رہی ہیں.... آپ ہمارے ساتھ نہیں رہیں گی"۔

"نہیں.... ساتھ دینے کی کیا ضرورت.... میں کیوں اپنے پندرہ دن ضائع کروں.... پندرہ دن بعد آؤں گی.... اگر آپ لوگ خزانہ تلاش کر چکے ہوں گے تو آپ سے حاصل کر لوں گی.... تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہوئے ہوں گے تو آپ لوگوں کو قلعے میں موت قبول کرنا ہو گی.... اس دن میرے ہاتھوں سے آپ بچ نہیں سکیں گے.... یہ لیں.... میں چلی"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے محسوس کیا کہ جیسے ہوا کا ایک جھونکا ان کے پاس سے گزر گیا ہے.... کچھ دیر تک وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے.... پھر ٹی ایس ایم کی سرسراتی آواز سنائی دی۔

"کیا.... یہ کوئی خواب تھا؟"

"ایک خواب ہم سب کیسے دیکھ سکتے ہیں"۔ آفتاب نے برا سا منہ بنایا۔

"اگر یہ خواب ہوتا تو میرا طوطا اس وقت زندہ ہوتا.... طوطا مر چکا ہے.... ارے ہاں.... ہمارے پاس وقت بہت کم ہے.... تیاری شروع کر دینا چاہیے"۔

یہ کہہ کر انہوں نے اکرام کو فون کیا۔

"اکرام فوراً گھر پہنچو"۔

"او کے سر"۔ اس نے فوراً کہا۔

"پروفیسر صاحب.... فوراً تجربہ گاہ چلے جائیں"۔ انسپکٹر جمشید ان کی طرف مڑے۔

"مم.... میں سمجھا نہیں"۔ وہ ہکلائے۔

"آپ یہ معلوم کریں.... یہ روح تھی یا کیا تھا.... امکان کس بات کا ہے.... کیا ہو سکتا ہے اور کیا نہیں ہو سکتا.... ایک غیر محسوس وجود کسی محسوس وجود کو کس طرح ہلاک کر سکتا ہے.... جب کہ وہ ہاتھوں سے گلا نہیں گھونٹ سکتا.... فاروق کو اپنا گلا کیوں گھٹتا محسوس ہوا تھا"۔

"ہوں.... اچھا.... ٹھیک ہے.... میں سمجھ گیا.... لیکن اس سلسلے میں مجھے تمہاری لائبریری بھی کھنگالنی پڑے گی"۔

"لائبریری حاضر ہے.... آپ اس کو دیکھ لیں.... جو کتب درکار ہوں لے لیں"۔

پروفیسر داؤد تو اسی وقت لائبریری میں گھس گئے.... ادھر تھوڑی دیر بعد اکرام اندر داخل ہوا.... اس کے ساتھ توحید احمد بھی تھا۔

"کیا حکم ہے سر۔

"طوطے کے پنجرے کو دیکھ رہے ہو اکرام"۔ انہوں نے فرش کی طرف اشارہ کیا۔

"ارے! آپ کے طوطے کو کیا ہوا؟" وہ چونک کر بولا۔

"نن.... نہیں.... نہیں" توحید احمد چلا اٹھا۔

"آپ تو کیا پریشانی ہو گئی جناب"۔ آفتاب نے طنزیہ انداز میں منہ بنایا۔

"مم.... میں دعوے سے کہ سکتا ہوں"۔ توحید احمد کھوئے کھوئے انداز میں بولا۔

"ہم نے کب کہا.... کہ یہ طوطا نہیں.... مینا ہے.... نہیں جناب.... یہ طوطا ہی ہے.... بلکہ یہ طوطا تھا.... اب کہاں رہ گیا ہے"۔ فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"مم.... میں دعوے سے کہ سکتا ہوں"۔ توحید احمد کھوئے کھوئے انداز میں بولا۔

اب تو سب کے سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور لگے گھورنے۔

"دعوے سے کہ سکتے ہیں.... لیکن کیا؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"اس طوطے کو کسی روح نے ہلاک کیا ہے"۔

"کیا کہا.... روح نے ہلاک یا ہے.... لیکن توحید احمد صاحب.... آپ یہ بات کس طرح کہ سکتے ہیں"۔

"مم.... میں معلوم نہیں.... بس اس کو دیکھ کر میرے ذہن صرف یہی خیال آیا کو اس طوطے کو کسی روح نے ہلاک کیا ہے"۔ اس نے حیرت زدہ انداز میں کہا۔

"کیا تم روحوں کے بارے میں کتابیں پڑھتے رہتے ہو"۔ انسپکٹر جمشید نے اسے گھورا۔

"اوہ ہاں سر.... یہی بات ہے"۔

"بہت خوب.... تم فوراً جاؤ اور تمام کتابیں اٹھا لاؤ"۔

"جی.... یہ کیا بات ہوئی؟" اس نے بوکھلا کر جواب دیا۔

"بات ہوئی یا نہیں ہوئی.... تم فوراً اپنے گھر جاؤ.... اور وہ کتابیں اٹھا لاؤ.... سنا نہیں"۔

توحید احمد نے دوڑ لگا دی۔

"ایسا لگتا ہے.... روحیں اس بار ہمارے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئی ہیں.... ابھی ایک روح سے پیچھا چھوٹا ہے تو یہ توحید احمد صاحب روحوں کی بات لے بیٹھے.... خیر.... اب کیا کرنا ہے"۔

"تیاری.... قلعے چلنے کی تیاری"۔

"کیوں نہ بلڈوزروں سے پورے قلعے کو گرا دیا جائے اور اس جگہ سے ملبہ ہٹوا کر کھدائی کرائی جائے.... یہ خزانہ حاصل کرنے کا آسان ترین طریقہ ہو گا"۔ شوکی نے تجویز پیش کی۔

"بات مزے کی ہے.... اس پر بھی غور کریں گے.... مطلب یہ کہ اگر قلعہ گرائے بغیر خزانہ نہ ملا تو پھر ایسا بھی کریں گے"۔

"کیا روح اس کی اجازت دے دی گی؟"

"ہمیں اس سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں.... اور پھر وہ جا

چکی ہے.... اس سے تو اب پندرہ دن بعد ملاقات ہو گی"۔ خان رحمان نے برا سا منہ بنایا۔

"لیکن اسے آتے ہوئے بھی کیا دیر لگی گی انکل.... جب اسے معلوم ہو گا کہ ہم قلعہ گرا رہے ہیں تو فوراً وہاں پہنچ جائے گی"۔ مکھن بولا۔

"بھئی اسے خزانے سے دلچسپی ہے.... نہ کہ قلعے سے.... پھر بھی ہم اس سے رابطہ کرنے کی کوشش کریں گے.... ہاں اکرام اب تمہارا کام شروع ہو رہا ہے.... اس طوطے کو اس طرح لے جاؤ.... میرا مطلب ہے پنجرے سمیت اور اس کا پوسٹ مارٹم کراؤ"۔

"جی کیا فرمایا.... طوطے کا پوسٹ مارٹم"۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں طوطے کا پوسٹ مارٹم.... میں جاننا چاہتا ہوں.... پوسٹ مارٹم کی رپورٹ ہمیں کیا بتاتی ہے کہ طوطا کس طرح مرا؟"

"او کے سر.... اور کوئی حکم"۔

"پہلے تم یہ کام کرو"۔

اکرام پنجرہ لے کر چلا گیا۔

"خان رحمان.... منور علی خان.... اور باقی سب لوگ پوری طرح اپنے اپنے ہتھیاروں سے لیس ہو جاؤ.... ہم جلد از جلد قلعے پہنچ جانا چاہتے ہیں.... اوہ ہاں.... محمود، فاروق، فرزانہ وغیرہ تم لوگ اپنے وہ

ہتھیار لے لو.... جو پروفیسر صاحب نے تمہیں دیے ہوئے ہیں"۔

"بہت بہتر.... وہ تو ہم لے لیں گے.... لیکن سوال یہ ہے اباجان.... فرض کیا کہ ہم اس خزانے تک پہنچ جاتے ہیں.... اس صورت میں ہم روح سے تو آزاد ہو جائیں گے.... لیکن کیا ہم اسے خزانے لے جاتے دیکھتے رہیں گے"۔ فرزانہ بولی۔

"پتا نہیں ہم اس صورت میں کیا کریں گے.... ہم کچھ کرنے کی پوزیشن میں ہو گے بھی یا نہیں"۔

"میرا خیال ہے ہم کچھ بھی نہیں کر سکیں گے"۔ منور علی خان بولے۔

"لیکن انکل.... آپ نے پروفیسر انکل کو...."

آصف کے الفاظ درمیان میں رہ گئے.... اسی وقت پروفیسر صاحب لائبریری سے باہر نکلتے نظر آئے.... ان کے دونوں ہاتھوں میں چند موٹی موٹی کتابیں تھیں۔

"میں یہ کتابیں لے جا رہا ہوں جمشید.... بہت جلد کسی نتیجے پر پہنچنے کی کوشش کروں گا.... کیا سمجھے"

"جی بہتر.... اللہ نے چاہا تو آپ ضرور کچھ معلوم کر لیں گے"۔

پروفیسر داؤد دروازے کی طرف بڑھے.... محمد بھی اٹھا تاکہ دروازہ بند کر سکے.... عین اس وقت دروازہ کھلا.... وہ ایک بار پھر دروازہ بند کرنا بھول گئے تھے۔

انہوں نے توحید احمد کو اندر داخل ہوتے دیکھا.... پھر وہ سب اچھل کر کھڑے ہو گئے کیونکہ توحید احمد بری طرح تڑپ رہا تھا.... دیکھتے ہی دیکھتے وہ ساکت ہو گیا۔

"اف مالک.... کیا.... کیا یہ مر چکا ہے"۔ فرزانہ نے کانپ کر کہا۔

"نن.... نہیں"۔ انسپکٹر جمشید چلائے اور توحید احمد کی طرف لپکے۔

○☆○

ہٹلر کی روح

وہ توحید احمد پر جھک گئے.... اس کی نبضیں چل رہی تھیں.... دل کی دھڑکن البتہ بہت تیز تھی۔

"معاف کر دیا میں نے اسے"۔ روح کی آواز گونجی۔

"اس نے آپ کا کیا بگاڑا ہے مس روح"۔ فاروق نے جل کر کہا۔

"روحوں سے متعلق کتابیں اٹھا کر لا رہا تھا"۔

"تو پھر.... اس سے کیا ہوتا ہے.... اگر یہ وہ کتابیں یہاں لے آتا تو کیا ان کی مدد سے ہم تم پر قابو پا لیتے"۔

"یہ بات نہیں ہے"۔ روح کی آواز سنائی دی۔

"تو پھر کیا بات ہے؟"

"راستے میں روحوں کی شان میں اوٹ پٹانگ باتیں کرتا چلا آ رہا تھا.... بس مجھے غصہ آ گیا"۔

"اور وہ کتابیں"۔

"کتابیں باہر پڑی ہیں.... پائیں باغ کے دروازے کے پاس"۔

"اوہ اچھا" محمود نے کہا اور باہر کی طرف لپکا۔

اس وقت توحید احمد نے آنکھیں کھول دیں۔

"تم ٹھیک تو ہو توحید"۔ انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

"اف مالک.... اس.... اس نے میرا گلا گھونٹ دیا تھا.... کک.... کتابیں میرے ہاتھ سے گر گئی تھیں"۔

"تم کہہ کیا رہے تھے.... اس وقت؟" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"بس میں نے تو یونہی کہہ دیا تھا.... روحوں کی ایسی کی تیسی.... اب ہم نچائیں گے انہیں تگنی کا ناچ"۔

"بس.... اتنی سی بات کا برا مان گئی روح"۔

"اور میں نے کچھ نہیں کہا"۔

"اچھا خیر.... تم بستر پر لیٹ جاؤ"۔

"میں اب ٹھیک ہوں"۔ اس نے کہا۔

"پھر بھی.... کچھ دیر آرام کر لو"۔

انہوں نے اسے سہارا دے کر بستر تک پہنچا دیا.... اس وقت تک محمود کتابیں اٹھا کر اندر لا چکا تھا.... موٹی موٹی پانچ کتابیں تھیں.... ان کے سرورق بہت ڈراؤنے قسم کے بنائے گئے تھے.... انہوں نے ان کی ورق گردانی شروع کی۔

"ان کتابوں سے کچھ حاصل نہیں ہو گا.... تم لوگوں کے لیے

بس ایک ہی راستا ہے.... اور وہ یہ کہ سیدھے قلعے جاؤ.... اور خزانہ تلاش لو.... بس اس کے بعد تم لوگوں کو چھوڑوں گی"۔

"لیکن.... پیاری روح...."۔ فاروق نے کہنا چاہا، عین اسی وقت آفتاب نے اس کی بات کاٹ دی۔

"تم اسے پیاری روح کس طرح کہہ سکتے ہو.... جبکہ تم نے اسے دیکھا تک نہیں.... ہو سکتا ہے، وہ کوئی بدصورت روح ہو"۔

"کیوں مس روح.... تم خوبصورت ہو یا بدصورت؟"

"تم مجھے دیکھ لو.... تو تمہارے جگر پھٹ جائیں"۔ اس نے کہا۔

"تب تو اچھا ہی ہے.... ہم تمہیں نہیں دیکھ رہے.... ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ آپ ہمیں ایک ہفتے کی مہلت دے چکی ہیں.... اب اس مہلت میں ہم چاہے کچھ کریں.... اگر آپ کو ایک ہفتے کے اندر خزانہ تلاش کر کے نہیں دیں گے.... تب آپ جو جی چاہے، کیجیے گا"۔

"تمہاری مرضی.... لیکن اگر میں چاہوں.... کہ تم کوئی کام نہ کرو.... صرف اور صرف خزانہ تلاش کرو اور بس.... تو بھی تم ایسا کرنے پر مجبور ہو.... بہتر تمہارے حق میں یہی ہے کہ سیدھے قلعے چلے جاؤ"۔

"ہم اپنے انداز سے کام کرنے کے عادی ہیں"۔

"میں جانتی ہوں.... دراصل تم کس چکر میں ہو؟"

"اور ہم کس چکر میں ہیں.... بتاؤ ذرا"۔ آفتاب نے برا سا منہ بنایا۔

"تم اس چکر میں ہو کہ مجھ پر کسی طرح قابو پا لو.... لیکن ایسا نہیں ہو سکے گا.... اس لیے کہ میں تو پہلے ہی مر چکی ہوں.... میرا جسم پہلے ہی سرد ہو چکا ہے.... اب تم مارو گے کس چیز کو.... یوں کہ لو ہوا کو مارنے سے اسے کوئی چوٹ نہیں لگتی.... ہاں الٹا تم لوگوں کو ضرور چوٹ لگ سکتی ہے.... میں اس وقت بھی تم لوگوں کے درمیان ہوں.... لو.... میں اس جگہ فرش پر لیٹ جاتی ہوں.... فرش پر بنے اس سبز اور سرخ حاشیے کے اندر.... تم لوگ پہلے اپنے دل کی بھڑاس نکال لو"۔

"شکریہ.... بہت بہت"۔ شوکی نے خوش ہو کر کہا۔

"اور شکریہ کس بات کا ادا کیا تم نے؟"

"اس بات کا کہ تم نے ہمیں ایک اور موقع دیا ہے.... ارے ہاں.... پیاری.... پھر وہی پیاری.... ہاں تو صرف روح صاحبہ.... آپ نے اب تک ایک بات نہیں بتائی.... اگر آپ بہت بہادر ہیں.... آپ ہم سے ذرا بھی نہیں ڈرتیں.... اور یہ خیال کرتی ہیں کہ ہم آپ کا بال تک بیکا نہیں کر سکتے.... تو صرف اتنا بتا دیں کہ آپ کس کی روح ہیں؟" فاروق کہتا چلا گیا۔

"کیا کہا.... روح کا بال.... بھئی روح کے پاس تو بال ہوتے ہی نہیں"۔ آصف بولا۔

"دھت تیرے کی.... روح کے بالوں کو لے بیٹھے.... یہ نہیں

دیکھتے.... میں نے کس قدر کام کا سوال کیا ہے"۔ فاروق نے اسے گھورا۔

"ہاں اس میں شک نہیں.... سوال واقعی کام کا ہے"۔

"تو پھر.... اے روح.... ہمیں اس سوال کا جواب چاہیے"۔

"اس سوال کے جواب سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا"۔ روح بولی۔

"پہنچے نہ پہنچے.... بس تم بتا دو جواب"۔

"اچھی بات ہے.... میں ہٹلر کی روح ہوں"۔

"کیا کہا.... ہٹلر کی روح.... کیوں ہمیں ڈرانے پر تل گئی ہو"۔

"کیوں.... کیا تم ہٹلر سے بہت ڈرتے ہو"۔

"نہیں.... لیکن ہٹلر کی روح سے ضرور ڈر محسوس کریں گے"۔

"بس بتا دیا.... میں ہٹلر کی روح ہوں"۔

"میرا خیال ہے.... روح صاحبہ کو اس سوال کا جواب دینا پسند نہیں.... کیوں یہی بات ہے نا۔

"ہاں! یہی بات ہے.... اب تم میرا جو بگاڑنا چاہو.... بگاڑ لو.... میں اس حاشئے کے اندر ہوں"۔

"فرزانہ.... پٹرول لے آؤ"۔

"پپ.... پٹرول"۔ شوکی گھبرا گیا۔

"ہاں! میں اس جگہ پٹرول چھڑک کر آگ لگاؤں گا.... میرا خیال

ہے.... کہ روح کو جلا کر راکھ کر دوں گا"۔

"میرا خیال ہے.... یہ راکھ تو نہیں ہو گی.... ہاں شاید یہ جل جائے"۔

"تجربہ کرو.... جلدی.... جو تم کر سکتے ہو.... کر گزرو.... پھر میں تمہیں اپنی طاقت دکھاؤں گی"۔

"ارے باپ رے.... ابھی تم بھی اپنی طاقت دکھاؤ گی۔

"ہاں بالکل"۔ اس نے کہا۔

فرزانہ دوڑ کر پٹرول لے آئی.... اس حاشئے پر پٹرول چھڑک دیا.... اور پھر پٹرول کو آگ دکھا دی گئی.... ایک شعلہ بھڑکا.... اور چند سیکنڈ میں پٹرول ختم ہو گیا"۔

"روح صاحبہ.... آپ جلی ہیں یا نہیں"۔

"نہیں.... میں اسی جگہ لیٹی ہوئی ہوں آرام سے"۔

"محمود.... میری تلوار لے آؤ"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"جی بہت بہتر"۔

"ضرور ضرور.... لیکن انسپکٹر جمشید.... تم تلوار سے میرے ٹکڑے نہیں کر سکو گے"۔

"اچھی بات ہے.... دیکھتے ہیں"۔

محمود اسلحہ خانے میں گیا اور ایک چمکتی ہوئی تلوار لے آیا.... اس کمرے میں ہر قسم کا اسلحہ موجود تھا.... نئے زمانے کا بھی اور پرانے

زمانے کا بھی.... انسپکٹر جمشید نے تلوار اس سے لے لی اور فرش پر اس جگہ ماری.... جہاں روح لیٹی تھی.... ساتھ ہی انہوں نے زور کا قہقہہ سنا۔

انسپکٹر جمشید.... جدید اسلحہ لے آؤ چاہو تو بم.... بم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا.... جلدی جلدی اپنے تجربات مکمل کر لو.... پھر میری باری ہے"۔

"اپنی باری تو تم پہلے ہی ختم کر چکی ہو"۔

"نہیں.... تم نے مجھے ختم کرنے کے لیے اب دوسری کوشش شروع کی ہے.... تو میں بھی تم لوگوں کو دوبارہ مزا چکھاؤں گی"۔

"اچھی بات ہے.... محمود.... ذرا میری جدید ترین رائفل لانا.... ارے ہاں.... شعاعی پستول بھی لانا.... جو ہمیں نئی مخلوق سے ملے تھے"۔

"ہاں ہاں ضرور"۔

محمود گیا اور رائفل اور پستول اٹھا لایا.... باقی لوگوں کو ایک طرف کر کے انسپکٹر جمشید نے اس جگہ فائر کیے.... روح کا قہقہہ سنائی دیا.... پھر شعاعی پستول سے وار کرنے کا مسئلہ پیدا ہوا.... اس کا اصول یہ تھا کہ شعاع سامنے والے کو اگر نہیں لگتی تو پلٹ کر فائر کرنے والے کو لگے گی.... اور اسے جلا کر راکھ کر دے گی.... لہٰذا انہوں نے اس طرح فائر کیا کہ شعاع اگر پلٹے تو انہیں نہ لگ سکے.... باقی لوگوں کو وہ

پہلے ہی محفوظ جگہ کھڑا کر چکے تھے۔

"خبردار.... اپنی جگہ سے ہلنا نہیں.... میں فائر کر رہا ہوں"۔

"یہ تم نے مجھ سے کہا انسپکٹر جمشید"۔ روح کی آواز اسی حاشے سے آئی۔

"نہیں.... اپنے ساتھیوں سے کہا ہے"۔

"بہت خوب.... اب جلدی فائر کرو.... فرش ٹھنڈا ہے"۔ روح بولی۔

"وہ مسکرا دیئے.... پھر انہوں نے فائر کیا.... شعاع فرش سے ٹکرائی.... ٹکرا کر واپس پلٹی.... لیکن وہ اس جگہ سے ہٹ چکے تھے.... لہٰذا اوپر کی طرف چلی گئی.... کیونکہ فائر ایسے رخ سے کیا گیا تھا۔

"بس یا کوئی اور کوشش کرو گے"۔

"بس"۔ وہ بولے۔

"اب ذرا اس کوشش کا مزا چکھو.... تم نے میرا کہنا نہیں مانا.... میں نے کہا تھا.... سیدھے قلعے کی طرف چلے جاؤ.... انسپکٹر جمشید تم اب خود کو میرا غلام سمجھو.... اور یہ لو.... انعام"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی انہیں اپنا گلا گھٹتا محسوس ہوا.... ان کے ہاتھ فوراً اپنے گلے کی طرف گئے.... لیکن وہ بچاؤ تو اس وقت کر سکتے تھے.... جب کوئی وجود گلا گھونٹ رہا ہوتا.... ان کے گلے پر کسی کے ہاتھ تو جمے ہوئے تھے نہیں.... اس کے باوجود گلا گھٹتا جا رہا تھا....

انہوں نے ادھر ادھر اچھل کود کر اپنا گلا چھڑانے کی کوشش شروع کر دی.... لیکن کام نہ بن سکا.... تکلیف میں اضافہ ہی ہوتا چلا گیا.... یہاں تک کہ وہ فرش پر گر کر تڑپنے لگے.... ان کی آنکھیں باہر کو ابل آئیں۔

"ابا جان.... ہم آپ کے لیے کیا کر سکتے ہیں؟"

انہوں نے بمشکل ہاتھ سے اشارہ کیا کہ الگ رہو.... آگے نہ آؤ.... اب ان کا چہرہ بری طرح سرخ ہو چکا تھا.... یوں لگتا تھا جیسے ان کے جسم کا سارا خون ان کے چہرے میں آگیا ہو.... باقی لوگوں کا مارے بے چینی اور خوف کے برا حال تھا.... وہ بتوں کی طرح ساکت کھڑے تھے.... انسپکٹر کامران مرزا نے تو اپنے بال مٹھی میں جکڑ لیے تھے اور مٹھی کو بری طرح بھینچے ڈال رہے تھے.... گویا ان کا بس نہیں چل رہا تھا.... بس چلتا تو ضرور کچھ نہ کچھ کر گزرتے.... ایسے میں روح کی آواز ابھری۔

"انسپکٹر جمشید! تمہیں معاف کر رہی ہوں.... تم بھی کیا یاد کرو گے"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی انہیں یوں محسوس ہوا کہ جیسے گردن چھوٹ گئی ہو.... انہوں نے فوراً کہا۔

"یا اللہ تیرا شکر ہے"۔ پھر گردن کو مسلنے لگے۔

"اس کا مطلب ہے.... ہم روح کے غلام بن چکے ہیں.... وہ جو

چاہے گی.... ہم سے کام لے سکے گی"۔ انسپکٹر کامران مرزا بڑبڑائے۔

"اور کیا کہا جا سکتا ہے"۔

"اب ذرا سوچو انسپکٹر صاحبان! اگر میں اس ملک کے صدر کو قابو میں کر لوں اور اس کے ذریعے تمہیں حکم ملے تو تم کیا کرو گے.... مجھ ادھر ادھر جانے پر مجبور کرو گے تو زیادہ پچھتاؤ گے.... تم لوگوں کے حق میں تو بس یہی بہتر ہے.... میری ہدایت کے مطابق خزانہ تلاش کرو اور اس کو میرے حوالے کر دو"۔

"لیکن ایک روح خزانے کا کیا کرے گی.... یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی"۔ شوکی نے برا سا منہ بنایا۔

"بھول رہے ہو تم لوگ.... میں بتا چکی ہوں.... خزانہ میرے کچھ رشتے داروں کا ہے.... میں انہیں دے دینا چاہتی ہوں"۔ اس نے بتایا۔

"تب پھر.... تم خود خزانہ کیوں نہیں تلاش کر لیتیں"۔

"بس! یہ مشکل ہے میرے لیے"۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"مجھے بھی معلوم نہیں.... کہ خزانہ کہاں ہے؟"

"حیرت ہے.... تم کیسی روح ہو"۔ فاروق جل گیا۔

"روح تو میں ٹھیک ٹھاک ہوں.... لیکن کیا کروں.... جب وہ خزانہ چھپایا گیا تھا.... اس وقت تو میں اس دنیا میں آئی بھی نہیں

تھی"۔ اس نے کہا۔

"کیا کہا.... دنیا میں آئی بھی نہیں تھیں"۔

"ہاں بالکل.... یہ معاملہ میرے پیدا ہونے سے پہلے کا۔"

"بھئی ذرا وضاحت کرو.... یوں بات پلے نہیں پڑے گی"۔ آفتاب نے فوراً کہا۔

"اچھا تو سنو.... جب میں پیدا ہوئی.... تو یہ خزانہ اس قلعے میں دفن ہوئے مدت گزر چکی تھی.... مجھے اس کے بارے میں بتایا گیا اور میرے ذمے یہ کام سونپا گیا کہ جیسے بھی ہو.... بس مجھے یہ خزانہ تلاش کرنا ہے.... میں نے یہ کام شروع کیا.... ایک دن جب میں خزانہ تلاش کر رہی تھی کہ اچانک کسی نے پیچھے سے وار کیا.... تلوار میرے جسم کے آر پار ہو گئی.... اور میں "آناً فاناً" ماری گئی.... میری لاش قلعے میں ہی سڑتی رہی.... کسی نے اس کو نہیں اٹھایا.... میں یعنی روح جسم سے جدا ہو کر اوپر اٹھنے لگی.... لیکن ایسے میں کسی نے اپنے کسی عمل کے ذریعے مجھے روک لیا اور کہا کہ جس خزانے کی خاطر میری جان لی گئی.... اب ہر حال میں اس خزانے کو تلاش کرنا ہے.... میں نے اس سے کہا بھی کہ میں تو اب ایک روح ہوں.... میں خزانے کا کیا کروں گی.... اس پر اسی آواز نے کہا کہ میں اس کے لیے خزانہ تلاش کروں ورنہ وہ مجھے جلا دے گا.... اس طرح میں یہ کام کرنے پر مجبور ہوئی"۔

"غلط بالکل غلط"۔ فاروق چلا اٹھا۔

"کیا مطلب.... کیا کہنا چاہتے ہیں"۔ روح نے حیران ہو کر کہا۔

"ہم اس کہانی پر یقین نہیں کر سکتے"۔ آصف نے برا سا منہ بنایا۔

"تو نہ کریں.... میرا کیا جاتا ہے"۔ روح نے بھی بھنا کر کہا۔

"لیکن کم از کم تم یہ تو پوچھو کہ ہم کیوں اس کہانی پر یقین نہیں کر سکتے"۔

"چلیے بتا دیں.... کیوں نہیں کر سکتے"۔

"آپ نے کہا ہے کہ اس شخص نے آپ کو یعنی روح کو دھمکی دی کہ وہ آپ کو جلا کر راکھ کر دے گا"۔

"ہاں! میں نے یہ کہا ہے.... تو پھر؟"

"یہ بات غلط ہے.... اس لیے کہ روح کو جلا کر راکھ نہیں کیا جا سکتا"۔

"یہ آپ کیسے کہہ سکتے ہیں"۔

"روحوں کے بارے میں اگرچہ ہماری معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں، لیکن اس کے باوجود ہم جانتے ہیں کہ روحوں کو جلایا نہیں جا سکتا.... روح غیر جسمانی چیز ہے.... آگ صرف جسمانی چیز کو لگائی جا سکتی ہے.... لہٰذا یا تو یہ کہانی غلط ہے.... یا پھر آپ اس قدر بھولی بھالی روح ہیں کہ اس کے اس دھوکے میں آ گئیں"۔

"نہیں.... میں مانتی ہوں.... یہ کہانی غلط ہے"۔ روح نے فوراً

کہا۔

"بہت خوب.... تو پھر بتائیں.... کہانی کیا ہے"۔

"افسوس.... میں نہیں بتا سکتی کہ کہانی کیا ہے.... لیکن تم لوگوں کو خزانہ تلاش کرنے پر مجبور کر سکتی ہوں.... اور یہ کام تمہیں کرنا ہو گا.... اسی میں آپ کی بچت ہے"۔

"اچھی بات ہے.... ہم خزانہ تلاش کریں گے.... لیکن اپنے طریقے سے.... آپ بس ایک طرف ہٹ جائیں اور ہمیں کام کرنے دیں"۔

"میں ایک طرف ہٹ گئی تو آپ کی لاشیں قلعے میں سڑیں گی.... کوئی لاشوں کو اٹھانے والا نہیں ہو گا"۔

"کیوں.... ایسا کیوں ہو گا بھلا؟"

"کچھ اور روحیں.... بھی اس خزانے کے چکر میں ہیں.... ظاہر ہے.... وہ روحیں میرے خلاف ہیں.... بلکہ وہ آپس میں بھی خلاف ہیں.... ہر روح کی کوشش یہ ہے کہ خزانہ کسی طرح اسے مل جائے"۔

"آخر روحیں اس خزانے کا کیا کریں گی.... ابھی تک آپ نے یہ نہیں بتایا"۔

"بھئی آپ لوگ یوں سمجھ لیں کہ ان روحوں کو اس دنیا کے کچھ لوگوں نے اپنے قابو میں کر رکھا ہے.... اور وہ ان کا حکم ماننے پر مجبور ہیں.... کیا آپ ایسے واقعات نہیں سنتے.... کہ فلاں ملک میں ایک عامل

نے اپنے عمل کے زور سے کچھ روحوں کو بلایا اور ان کی ملاقات ان کے عزیزوں سے کرائیں.... ان عزیزوں نے جب اپنے فوت شدہ عزیزوں کی روحوں سے باتیں کیں.... ایک دوسرے کے حالات معلوم کیے تو انہیں بہت خوشی ہوئی.... سکون ہوا"۔

"ہاں! ہم نے ایسی خبریں اخبارات میں اکثر پڑھی ہیں.... لیکن ہم ایسی خبروں پر ہرگز یقین نہیں کرتے"۔

"لیکن ایسا بہت سے ملکوں میں ہو چکا ہے"۔

"ہو چکا نہیں.... ایسا ڈراما کیا گیا ہے"۔

"خیر تو پھر.... آپ لوگ مجھے ڈراما ثابت کریں.... اگر میں روح نہیں ہوں تو پھر کیا ہوں.... آپ یہ بتائیں"۔

فی الحال ہم آپ کے بارے میں کچھ اندازہ نہیں لگا سکے کہ آپ کیا ہیں.... لہذا.... اس بات کو چھوڑیں"۔

اچھی بات ہے.... میں فی الحال ایک طرف ہٹ رہی ہوں.... لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہو گا کہ بالکل ہٹ رہی ہوں.... میں رہوں گی، آپ کے پاس.... تاکہ آپ لوگوں کو دوسری روحیں پریشان نہ کریں"۔

"آپ کا شکریہ کہ آپ کو ہمارا اتنا خیال ہے۔ آفتاب مسکرایا۔

"آپ پروفیسر داؤد کو بھی واپس بلا لیں"۔ روح نے مشورہ دینے کے انداز میں کہا۔

"آپ نے انہیں وہاں اسی لیے بھیجا ہے نا کہ.... یہ جائزہ لیں'
میں کیا ہوں.... تو آپ یقین کر لیں.... وہ میرے بارے میں کچھ بھی
نہیں جان سکیں گے"۔

"تو آپ کا کیا جاتا ہے.... جب وہ آپ کے بارے میں کچھ
معلوم کر ہی نہیں سکیں گے.... تب پھر آپ کو کیا پریشانی ہے"۔

"پریشانی کوئی نہیں.... آپ کو ان کی عدم موجودگی میں پریشانی ہو
گی.... کیونکہ وہ اپنے آلات کی مدد سے آپ کو کافی سہارا اس قلعے میں
دیں گے"۔

"ہمیں آپ اپنے طریقے کے مطابق کام کرنے کا موقع دیں....
مداخلت کی صورت میں ناکامی ہمارا مقدر رہے گی.... اور ناکامی کا لفظ
ہماری ڈکشنری میں نہیں.... یا یوں کہہ لیں کہ ناکام ہونا ہم نے سیکھا ہی
نہیں"۔

"یہ تم ہم اچھی طرح جانتے ہیں"۔

"تو پھر اچھی سمجھ لیں.... خزانہ تلاش کرنے کی بس یہی ایک
صورت ہے.... اگر آپ اپنی مرضی ٹھونستی رہیں تو ایک دن آئے گا....
جب ہم لوگ بری طرح ناکام ہو جائیں گے"۔

"اس صورت میں آپ کی لاشیں قلعے سے اٹھانے کوئی نہیں
آئے گا"۔ روح نے سرد لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب؟" خان رحمان نے گھبرا کر کہا۔

"مطلب یہ کہ آپ کے زندہ بچنے کا بس ایک ہی طریقہ ہے....
اور وہ ہے خزانہ تلاش کر لینا"۔

عین اس وقت انہوں نے روح کی چیخ سنی۔

○☆○

5

مرغیاں

"ہائیں.... کیا ہوا روح صاحبہ؟" فرزانہ کی حیرت میں ڈوبی آواز سنائی دی۔

لیکن روح کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔

"پیاری روح.... آپ کہاں ہیں.... آواز دیں"۔ فرحت بولی....

روح کی طرف سے اب بھی کوئی جواب نہ ملا۔

شاید ہم اس کے جال سے آزاد ہو گئے"۔ انسپکٹر جمشید نے پرسکون ہو کر کہا۔

"کیا روح ماری گئی؟"

"ہاں! ایسا ہی لگتا ہے.... یہ ہماری روح اپنے ہی لوگوں کے ہاتھوں ماری گئی"۔

"اپنے ہی لوگوں کے ہاتھوں.... کیا مطلب؟"

"یعنی دوسری روحوں کے ہاتھوں"۔

"اوہ اچھا.... اب سمجھا.... چلئے چھٹی ہوئی.... اب آپ پروفیسر انکل کو بلا لیں.... انہیں خوش خبری سنا دیں.... کہ ہم آزاد ہو گئے

ہیں"۔ فرحت نے جلدی جلدی کہا۔

"ارے.... تو کیا ہم اس روح کے قیدی بن گئے تھے"۔ محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

"روح کے قیدی.... ارے باپ رے.... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے"۔ فاروق نے ڈرے ڈرے انداز میں کہا۔

"تو اس میں ڈرنے کی کیا خاص ضرورت پڑ گئی"۔

"آخر روح کا معاملہ ہے.... ڈر تو اس سارے معاملے میں ساتھ ساتھ رہے گا.... بلکہ یہ تو ہمارا خاص ساتھی ہو گا"۔ فاروق مسکرایا۔

"کک.... کون ساتھی ہو گا"۔ خان رحمان نے بے خیالی میں پوچھا۔

"ڈر اور کون؟"

"اوہ اچھا ڈر.... واقعی.... یہ تو بہت اچھا ساتھی ہے"۔

"سنو بھئی.... میں نے ایک فیصلہ کیا ہے"۔ ایسے میں انسپکٹر جمشید کی آواز گونجی۔

"اور وہ کیا انکل؟" آفتاب فوراً بولا۔

"روح سے اگر ہمارا پیچھا چھوٹ بھی گیا ہے.... تب بھی ہم اس قلعے کا پیچھا نہیں چھوڑیں گے"۔

"جج.... جی.... جج.... جی.... کیا فرمایا آپ نے"۔ مکھن نے کانپ کر کہا۔

"یہ کہ ہم اس قلعے میں جائیں گے.... اور خزانہ تلاش کریں گے"۔

"لیکن یہ اس روح کا سفید جھوٹ بھی ہو سکتا ہے"۔ فرحت نے ہنس کر کہا۔

"روح کا سفید جھوٹ.... کیا کہا"۔ انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

"یہی خزانے والی بات.... اس طرح ہم بلاوجہ اس قلعے کی دیواروں سے سر ٹکراتے پھریں گے.... وقت ضائع ہو گا"۔

"میرا خیال ہے.... ہم خزانہ تلاش کیے بغیر نہیں رہ سکیں گے"۔ انسپکٹر کامران مرزا کی آواز سنائی دی۔

"ہاں! یہی میں کہتا ہوں.... ہمیں وہاں جانا ہو گا"۔

"آخر کیوں جانا ہو گا.... یہ بھی تو بتائیں"۔

"اگر ہم نہ گئے تو یہ الجھن ہمیشہ رہے گی.... اگر ہم چلے جاتے تو شاید ملک کے لیے وہ بہت بڑا خزانہ ہم حاصل کر لیتے.... یا جو چکر بھی ہے.... کم از کم وہ چکر تو معلوم ہو جاتا"۔

"واقعی.... یہ الجھن ایک مدت تک ہمارے ساتھ رہے گی.... تو پھر چلیے.... دیکھا جائے گا.... اب کم از کم اس روح کی فکر تو نہیں ہو گی"۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا.... بقول اس روح کے....

وہاں اور روحیں ہیں"۔

"ان سے بھی نبٹیں گے"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"تک.... کیا کہہ رہے ہیں اباجان.... روحوں سے نبٹ لیں گے.... اس ایک روح سے تو نبٹ نہیں سکے"۔

"بھئی ابھی ہم نے روحوں پر تجربات نہیں کیے.... پروفیسر داؤد تجربہ گاہ میں یہی کام کرنے گئے ہیں.... ادھر ہم بھی معلوم کر لیں گے.... روحوں کی حقیقت کیا ہے.... اگر روحیں اس طرح دنیا میں کام کاج کرنے کے قابل ہوتیں تو ہمارا مذہب ضرور اس کے بارے میں ہمیں ہدایات دیتا.... ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ضرور ہمیں بتاتے کہ روحیں یہ یہ کام اس دنیا میں کر سکتی ہیں.... لیکن جہاں تک میری معلومات ہیں، ایسی کوئی بات نہیں"۔

"اس کا مطلب ہے.... یہ کوئی روح نہیں ہے.... لیکن یہ کوئی شیطان ضرور ہو سکتا ہے.... کیونکہ شیطانوں کا وجود اس دنیا میں ہے اور شیطان انسانوں کو ورغلاتے رہتے ہیں"۔

"لیکن انکل وجود کی صورت میں نہیں۔ وہ نہ تو ہمیں نظر آتے ہیں.... نہ ہم ان کے وجود کو محسوس کر سکتے ہیں.... نہ ان کی آوازیں سن سکتے ہیں.... جب کہ ہم اس روح کی آواز سنتے رہے ہیں"۔ اشفاق نے جلدی جلدی کہا۔

"ہاں! یہ ہے.... یہی ہم جاننا چاہتے ہیں.... اگر وہ کوئی روح نہیں

ہے.... تو ہمارا گلا کس طرح گھونٹ سکتی ہے.... یہی سب سے بڑی الجھن ہے.... اسی لیے میں چاہتا ہوں.... کہ ہم اس کیس کو باقاعدہ طور پر اپنے ہاتھ میں لے لیں.... اب روح ہمیں خزانہ تلاش کرنے پر مجبور کرے یا نہ کرے.... ہم اپنا کام ضرور کریں گے"۔

"ہم سب کو یہ بات منظور ہے"۔

"بہت خوب!" انسپکٹر جمشید خوش ہو کر بولے۔

عین اسی وقت کسی کو چھینک آ گئی۔

"یار آفتاب.... لگتا ہے تمہیں نزلہ ہو گیا ہے.... لہٰذا ذرا مجھ سے دور ہٹ کر بیٹھ جاؤ.... کہیں تم سے میں بھی نہ نزلہ وصول کر لوں"۔ فاروق نے گھبرائی ہوئی آواز میں کہا.... وہ نزلے سے بہت گھبراتا تھا۔

"لیکن.... چھینک میں نے نہیں ماری"۔ آفتاب نے بھنا کر کہا۔

"اوہ.... تب پھر تمہارے ساتھ بیٹھے آصف نے ماری ہے.... بھئی آصف.... سب سے الگ ہٹ کر بیٹھ جاؤ.... کیوں سب کو نزلے میں مبتلا کرتے ہو"۔

"میں نے نہیں ماری چھینک"۔

"ارے تو پھر.... آخر کون چھینکا تھا؟" محمود چلا اٹھا۔

وہ سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے.... سب نے نفی میں سر ہلا دیے۔

"کیا مطلب.... کیا ہم میں سے کوئی نہیں چھینکا تھا"۔

"نن نہیں.... لل.... لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے.... ہم سب نے چھینک کی آواز صاف سنی ہے"۔

"جب کہ روح یہاں موجود نہیں"۔ فاروق مسکرایا۔

"روحیں تو شاید یوں بھی نہیں چھینکتیں"۔ آصف نے کہا۔

"یہ تو پتا نہیں.... روحیں چھینک سکتی ہیں یا نہیں.... لیکن ہم میں سے بہرحال کوئی نہیں چھینکا تھا"۔

"پیاری روح.... نہیں پیاری نہیں.... غیر پیاری.... یعنی خوفناک روح.... کیا تم یہاں موجود ہو"۔ فاروق نے ہانک لگائی۔

روح نے کوئی جواب نہ دیا۔

"نہیں.... روح یہاں نہیں ہے"۔ آصف نے کہا۔

"روح اگر یہاں نہیں ہے.... اور ہم میں سے کوئی نہیں چھینکا تھا تو پھر چھینک کس نے ماری؟" خان رحمان نے کانپتی آواز میں کہا۔

"اف مالک.... ہم کن حالات میں گھر گئے.... خزانے سے چھینک تک آ گئے.... اب اس چھینک سے نہ جانے کس چیز تک پہنچیں"۔ مکھن نے پھنسی پھنسی آواز منہ سے نکالی۔

"بھئی پریشان ہونے اور گھبرانے کی ضرورت نہیں.... آؤ قلعے کی طرف چلتے ہیں.... اب ہم یہاں نہیں ٹھہر سکتے"۔

"لل.... لیکن"۔ ایسے میں بیگم جمشید کی کانپتی آواز سنائی دی۔

"لیکن کیا بیگم؟" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"مجھے ڈر محسوس ہو رہا ہے.... میں اب یہاں تنہا نہیں رہ سکتی"۔

"تو پھر یہاں بیگم خان رحمان کو بلا لیں.... بیگم شیرازی کو بلا لیں"۔

"تو میں خود وہاں کیوں نہ چلی جاؤں.... وہ بھی تو یہاں آکر خوف زدہ ہو سکتی ہیں"۔

"ٹھیک ہے.... تم ایسا کر لو.... بیگم شیرازی کو ساتھ لے کر خان رحمان کے گھر چلی جاؤ"۔

"او کے.... یہ ٹھیک رہے گا"۔

انہوں نے اسی وقت اپنا مختصر سا سامان ایک بیگ میں رکھا اور گھر سے نکل گئیں۔

"چلو یہ اچھا ہے.... ان کی طرف سے تو ہم بے فکر ہو گئے"۔

"تو پھر اب ہمیں بھی تیاری شروع کر دینا چاہیے"۔ شوکی نے سب پر ایک نظر ڈالی۔

"ہاں بالکل"۔ کئی آوازیں ابھریں۔

وہ تیاریوں میں مصروف ہو گئے.... ابھی فارغ نہیں ہو پائے تھے کہ فون کی گھنٹی بجی.... انسپکٹر جمشید نے ریسیور اٹھایا تو دوسری طرف سے بیگم کی خوف زدہ آواز سنائی دی۔

"میں اور بیگم شیرازی یہاں پہنچ گئے ہیں.... لل.... لیکن...."۔ وہ کہتے کہتے رک گئیں۔

"لیکن کیا؟" انسپکٹر جمشید بوکھلا اٹھے.... کیونکہ بیگم کی آواز سے خوف ٹپک رہا تھا۔

"یہاں.... یہاں بھی ایک عدد روح موجود ہے.... اور اس نے بھابی کو مرغا بنایا ہوا ہے"۔

"کیا کہا.... مرغا بنایا ہوا ہے؟"

"ہاں! میرا مطلب ہے.... ان کے کان پکڑوا رکھے ہیں"۔

"کیا!!!" خان رحمان چلائے اور پھر باہر کی طرف دوڑ پڑے۔

بس پھر کیا تھا.... سب دوڑ کر باہر آ گئے.... جلدی جلدی خان رحمان کی بڑی گاڑی پر لد گئے اور ہوا ہو گئے۔

"اف مالک.... آخر یہ ہو کیا رہا ہے"۔ رفعت کی کانپتی آواز سنائی دی۔

"روحوں کا چکر چل رہا ہے ہمارے خلاف.... گویا اس بار ہمیں روحوں کا کیس حل کرنا ہو گا"۔ محمود مسکرایا۔

"روحوں کا کیس.... ارے باپ رے.... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے"۔ فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"بھئی ہونے کو اس دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا"۔ آفتاب نے اسے گھورا۔

"روحیں کیا کم ہیں گھورنے کے لیے.... کہ ایک تم بھی گھورنے لگے"۔ فاروق برا مان گیا.... باقی لوگ مسکرانے لگے۔

"حیرت ہے.... ہم ان حالات میں بھی مسکرا سکتے ہیں"۔ فرحت کی آواز سنائی دی۔

"وہ تو خیر ہم ہر قسم کے حالات میں مسکرا سکتے ہیں.... اس لیے کہ مسکرانے کا اور ہمارا چولی دامن کا ساتھ ہے"۔ فرحت بولی۔

"لو اور سنو.... چولی دامن کا ساتھ بھی نکالا تو کس کس چیز کا، ہے کوئی تک؟" فرزانہ تلملائی۔

"تو اس میں آگ بگولا ہونے کی بھی کیا ضرورت ہے؟" آصف نے جھلا کر کہا۔

"میرا خیال ہے.... فی الحال ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ یہ روح صاحبہ وہاں کیوں پہنچ گئیں.... یا یہ کوئی دوسری روح ہے؟" خان رحمان نے کہا۔

"میرا خیال ہے.... یہ کوئی اور روح ہے"۔ انسپکٹر جمشید نے کہا۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے.... مجھے تو حالات اچھے نظر نہیں آ رہے"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"پتا نہیں ان حالات کو کیا ہو گیا ہے.... جب دیکھو.... اچھے نظر نہیں آتے"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"سنجیدہ گفتگو کی فاروق سے تو امید رکھی ہی نہیں جا سکتی"۔ محمود نے برا سا منہ بنایا۔

"چلو شکر ہے.... تم اس نتیجے پر تو پہنچے.... ویسے میں حیران تھا"۔ آصف مسکرایا۔

"کس بات پر حیران تھے.... یہ بھی تو بتاؤ نا؟" محمود اس کی طرف مڑا۔

"اس بات پر.... تم بہت پہلے اس نتیجے پر کیوں نہیں پہنچے"۔

"حد ہو گئی.... بال کی کھال اتارنا شاید اسی کو کہتے ہیں"۔

"شاید نہیں.... یقیناً"۔ مکھن کی آواز سنائی دی۔

اور پھر وہ خان رحمان کے گھر کے سامنے پہنچ گئے.... خان رحمان نے جونہی گاڑی کو بریک لگائے.... سب نے چھلانگیں لگا دیں.... اور اندر کی طرف دوڑ پڑے.... لیکن اندرونی دروازہ بند تھا.... محمود نے بے تابانہ انداز میں گھنٹی کا بٹن دبا دیا.... اندر گھنٹی بجتی رہی.... لیکن درازے پر کوئی نہ آیا۔

"میرا خیال ہے.... اندر کوئی گڑبڑ ہے.... لہٰذا دروازہ توڑنا پڑے گا"۔

"ضرور توڑ دیں.... کوئی حرج نہیں"۔ خان رحمٰن نے خوش ہو کر کہا۔

انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا ایک ساتھ دروازے کی

طرف دوڑے.... ان کے کندھے اس سے پوری قوت سے ٹکرائے اور وہ اندر کی طرف گرے.... باقی لوگ بھی فوراً اندر داخل ہو گئے اور پھر سب کے سب ٹھٹھک کر کھڑے ہو گئے.... ان کی آنکھوں کے سامنے عجیب منظر تھا۔

صرف بیگم خان رحمان نہیں.... بیگم جمشید اور بیگم شیرازی بھی مرغا بنی کھڑی تھیں.... اور ظہور کھڑا ہنس رہا تھا۔

"ہائیں.... یک نہ شد تین شد"۔ فاروق چلا اٹھا۔

"اوہ.... آپ لوگ آ گئے.... خدا کے لیے ہمیں جلد از جلد اس مصیبت سے نجات دلوا دیں"۔

"اس میں نجات دلوانے کی کیا بات ہے.... بس آپ تینوں کان چھوڑ دیں"۔

"مشکل ہے.... اف.... ہم کب تک اسی طرح مرغا بنی کھڑی رہ سکتی ہیں"۔ بیگم جمشید نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"آخر بات کیا ہے.... آپ کان کیوں نہیں چھوڑ سکتیں؟"

"جونہی ہم کان چھوڑ کر کھڑے ہونے کی کوشش کرتی ہیں.... ہمارے سانس گھٹنے لگتے ہیں.... یوں محسوس ہونے لگتا ہے جیسے ہمارا اب دم نکلا کہ اب نکلا"۔

"اوہ.... کیوں روح صاحب.... آپ یہاں موجود ہیں؟" انسپکٹر جمشید نے پریشان ہو کر پوچھا۔

"اگر میں یہاں نہ ہوتی.... تو یہ کیوں کان پکڑنے لگی تھیں بھلا"۔

"تو پھر آپ ان پر مہربانی کریں.... آخر کان پکڑوا کر آپ کو کیا ملے گا"۔

"وہی ملے گا.... جو خان رحمان کو کو ظہور کے کان پکڑوا کر ملتا ہے"۔

"ارے باپ رے.... آپ کو یہ بات کس نے بتا دی مس روح"۔ فاروق بوکھلا اٹھا۔

"کیا کہا.... مس روح"۔ روح چونکی۔

"کیوں.... آپ کو برا لگا.... تو میں اپنے الفاظ واپس لے لیتا ہوں"۔

"نہیں.... اچھا لگا.... کہہ سکتے ہو"۔

"تو ان تینوں کا خیال کر لو.... آپ کے مجرم ہم ہیں.... یہ نہیں"۔

"انہوں نے میرے بارے میں اوٹ پٹانگ الفاظ کہے تھے.... میری شان میں گستاخی کی تھی.... لہٰذا مجھے غصہ آ گیا"۔

"آپ تینوں اپنے الفاظ واپس لے لیں"۔ شوکی نے جلدی سے کہا۔

"اچھا.... ہم واپس لیتی ہیں"۔ بیگم خان رحمان بولیں۔

"ایسے مزا نہیں آئے گا... آپ اپنے بارے میں وہی الفاظ کہیں"۔

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ چلائیں۔

"جو کچھ مجھے کہہ چکی ہیں... اپنے آپ کو بھی وہی کچھ کہیں"۔

"نن... نہیں... یہ نہیں ہو سکتا"۔ بیگم جمشید بولیں۔

"اگر نہیں ہو سکتا تو پھر کان بھی نہیں چھڑائے جا سکتے"۔ روح کی آواز گونجی۔

"بھئی تم لے لو... وہ الفاظ واپس"۔ انسپکٹر جمشید نے بھنا کر کہا۔

"کہا تو ہے... ان الفاظ کو واپس لیا"۔

"الفاظ ادا کریں... اور پھر کہیں... یہ الفاظ ہم نے واپس لیے"۔

"افسوس! اپنے بارے میں ہم وہ الفاظ نہیں کہہ سکتیں"۔ بیگم جمشید نے کہا۔

"تو میں بھی اس حالت کو ختم نہیں کر سکتی... اپنے ان ساتھیوں سے کہیں... یہ آپ لوگوں کو اس مصیبت سے نجات دلا دیں"۔

"اچھی بات ہے... اب ہم تم سے ٹکرا کر رہیں گے"۔ انسپکٹر جمشید غرائے۔

"منہ کی کھائیں گے انسپکٹر... جیسا کہ پہلے بھی کھا چکے ہیں"۔

"ہاں... کھا چکے ہیں منہ کی... اس بار پھر کھالیں گے منہ کی... لیکن ان تینوں کو ضرور اس مصیبت سے نجات دلا کر رہیں گے"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے جلدی جلدی کہا۔

"ارے تو دلا دیں نجات... روکا کس نے ہے"۔

انسپکٹر جمشید تیزی سے آگے بڑھے اور ان تینوں سے ٹکرا گئے... تینوں دھڑام سے گریں۔

○☆○

6

کیا کہہ رہے ہیں

"ارے ارے یہ کیا کیا"۔ روح کی آواز گونجی
"کیوں... کیا بات ہے؟" انسپکٹر جمشید مسکرائے۔
"یہ تم نے انہیں نجات دلائی ہے... میں ابھی انہیں اٹھنے پر مجبور کر دوں گی... اور یہ اٹھ کر پھر کان پکڑ لیں گی"۔
"پیاری روح... ذرا غور سے دیکھو... میں نے انہیں بے ہوش کر دیا ہے... یہ مکمل طور پر بے ہوش ہو چکی ہیں... یہ دیکھو میرے ہاتھ میں رومال ہے... میں نے رومال ان کی ناک سے چھو دیا ہے... اس رومال پر بے ہوش کر دینے والی دوا لگی ہوئی تھی... ایسی چیزیں ہم اپنی جیبوں میں رکھتے ہیں... کیا سمجھیں؟"
"اوہ نہیں"۔ روح چلائی۔
"کیوں کیا ہوا؟" انسپکٹر کامران مرزا ہنسے۔
"افسوس... اب میں انہیں جلد مرغا نہیں بنا سکوں گی۔ روح بولی۔
"آخر تمہیں ایسی شرارتیں کرنے کی کیا ضرورت ہے"۔ شوکی

نے برا سا منہ بنایا۔
"مزا آتا ہے... تم لوگوں کو چھیڑ کر... میرا تو تم کچھ بگاڑ نہیں سکتے... میں تو ایک روح ہوں، اس دنیا سے پہلے ہی رخصت ہو چکی ہوں... میرا جسم تو پہلے ہی مر چکا ہے... روح مر نہیں سکتی... لہٰذا تم میرے مقابلے میں بالکل بے بس ہو اور جو میں چاہوں گی، کر گزروں گی... تم روک نہیں سکو گے"۔
"یہ تمام باتیں ہم سوچ چکے ہیں... کوئی نئی بات نہیں"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔
"تم لوگ مجھ سے صرف ایک ہی صورت میں نجات حاصل کر سکتے ہو... اور وہ یہ کہ قلعے کا خزانہ تلاش کر ڈالو... اور بس... پھر میں تم لوگوں کو پریشان نہیں کروں گی"۔
"لیکن تم خزانے کا کیا کرو گی"۔ آفتاب نے جھلا کر کہا۔
"پہلے بھی بتا چکی ہوں... میں وہ خزانہ اپنے عزیزوں کے حوالے کر دوں گی... جس کے وہ حق دار ہیں"۔
"ایک روح کو کیا پڑی کہ وہ ایسی فکر کرے... روح کو تو اس دنیا سے کوئی غرض نہیں رہ جاتی"۔
"میں روح ہوں ذرا دوسری قسم کی"۔ روح ہنسی۔
"تو تیسری قسم کی بھی ہوتی ہیں کیا"۔
"اگر تم فوراً قلعے کی طرف روانہ نہ ہو گئے تو... ان تینوں

عورتوں کی بے ہوشی کبھی ختم نہیں ہو گی.... میں انہیں اسی حال میں ختم کر دوں گی.... بلکہ میں اپنا کام شروع کر رہی ہوں"۔

"نہیں.... ٹھہرو.... ہم جا رہے ہیں.... لیکن تم ان سے کوئی غرض نہیں رکھو گی"۔ انسپکٹر جمشید گھبرا کر بولے۔

"اس صورت میں جب کہ تم سنجیدگی سے خزانے کی تلاش شروع کر دو گے"۔

"ہم ایسا شروع کرنے جا رہے ہیں.... لیکن وہاں جو اور روحیں ہیں.... ہم ان کا کیا کریں"۔

"ان سے تم خود نبٹو.... کیونکہ وہ روحیں ہیں اور قسم کی.... ان سے تم مقابلہ کر سکتے ہو.... میرا مقابلہ کرنا تمہارے بس کا روگ نہیں"۔

"اچھی بات ہے.... دیکھا جائے گا"۔

اور پھر وہ وہاں سے نکل آئے۔

"لیکن ابا جان.... ہم پروفیسر انکل کا کیا کریں؟"

"وہ بعد میں آ جائیں گے.... انہیں اس وقت روحوں کے بارے میں تحقیقات کرنا ہیں"۔

اور اگر روح نے اس پر اعتراض کیا؟"

"اسے غرض خزانے سے ہے.... اور اس کا دعویٰ ہے کہ ہم اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے.... تب پھر اسے اس بات کی کیا پروا ہو سکتی

ہے کہ ہمارے ایک ساتھی ہمارے ساتھ کیوں نہیں گئے"۔ انسپکٹر جمشید جلدی جلدی بولے۔

"چلئے ٹھیک ہے"۔

اور وہ سب خان رحمان کی بڑی گاڑی میں قلعے کی طرف روانہ ہو گئے.... آدھ گھنٹا گزرنے پر انسپکٹر جمشید نے خان رحمان کے گھر کے نمبر ڈائل کیے.... تو دوسری طرف سے بیگم جمشید کی آواز سنائی دی۔

"آپ تینوں اب ٹھیک ہیں نا"۔

"ہاں! یہاں ہر طرح سے خیریت ہے.... خدا کا شکر ہے.... کان پکڑنے سے تو نجات ملی"۔

"اچھی بات ہے.... ہم قلعے کا رخ کر رہے ہیں.... روحوں سے معاہدہ ہو گیا ہے.... اب وہ آپ کو پریشان نہیں کریں گی"۔

"اور آپ لوگوں کو"۔ بیگم جمشید ہنسیں۔

"ہم نے اگر قلعے کا خزانہ تلاش کر دیا تو پھر وہ ہمیں بھی کچھ نہیں کہیں گی"۔

"حیرت ہے.... روحیں ایسے کام بھی کر سکتی ہیں.... ہم نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا"۔

"اس بات کی تحقیق کے لیے پروفیسر داؤد اپنی تجربہ گاہ میں ہیں، ہم انہیں ساتھ نہیں لے جا رہے.... ان سے فون پر حالات معلوم کرتی رہنا"۔

"اچھی بات ہے"۔

اور پھر فون بند کر دیا گیا.... وہ آگے بڑھتے چلے گئے.... یہاں تک کہ قلعے کے سامنے پہنچ گئے.... ایک مناسب سی جگہ پہنچ کر انہوں نے گاڑی کھڑی کی اور نیچے اتر آئے.... ایک بار پھر ان کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہو گئیں.... دروازہ اسی حالت میں تھا.... جس میں وہ چھوڑ گئے تھے.... اس بار وہ اپنے ساتھ بڑی ٹارچیں اور بہت سے سیل لائے تھے.... موم بتیوں کا بھی انتظام تھا.... مطلب یہ کہ قلعے کو اچھی طرح روشن کر سکتے تھے.... اس وقت تو یوں بھی دن کا وقت تھا۔

"ہمیں کچھ صفائی کرنے والے بھی ساتھ لانے چاہئیں تھے.... پہلے وہ قلعے کی صفائی کر دیتے.... پھر ہم اندر داخل ہوتے"۔ خان رحمان نے خیال ظاہر کیا۔

"کوئی اس قلعے میں داخل نہیں ہو گا.... سب انکار کر دیں گے.... وہ صاف کہہ دیں گے.... جناب ہم انسانوں سے تو لڑ سکتے ہیں. روحوں سے نہیں لڑ سکتے"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"گویا صفائی بھی ہمیں خود ہی کرنا ہو گی"۔ فاروق نے سرد آہ بھری۔

"پورے قلعے کی صفائی کرنے کی ضرورت نہیں.... ہم ایک آدھ کمرے کی صفائی کر لیں گے.... جس میں رات گزار سکیں گے"۔

"بالکل ٹھیک"۔ کئی آوازیں ابھریں۔

"میں اس قلعے کے بارے میں ایک بات جانتا ہوں.... وہ بات میں نے ابھی تک کسی کو نہیں بتائی"۔ انسپکٹر کامران مرزا کی آواز آئی۔

ان سب کے کان کھڑے ہو گئے۔

"کیا فرمایا.... آپ اس قلعے کے بارے میں کچھ جانتے ہیں"۔

"ہاں بالکل"۔ وہ بولے۔

"تب پھر بتائیں نا.... کیا جانتے ہیں"۔

"بہتر ہو گا.... کہ اندر بیٹھ کر ہی بتاؤں.... یہاں کھڑے کھڑے تو دیر ہو جائے گی.... اور پھر روح صاحبہ بھی ہمارے آس پاس ہی کہیں موجود ہوں گی۔

"اس میں شک نہیں"۔ روح کی آواز سنائی دی۔

"تو تم واقعی ہمارے آس پاس ہو"۔

"میں قلعے میں بھی تمہارے ساتھ رہوں گی.... اور دوسری روحوں سے خبردار کرتی رہوں گی"۔

"صرف خبردار کیوں.... تم انہیں بھگا بھی تو سکتی ہو"۔

"نہیں.... کچھ روحیں مجھ سے طاقت ور بھی ہو سکتی ہیں"۔ روح نے ہنس کر کہا۔

"ارے باپ رے.... اگر کچھ روحیں تم سے بھی زیادہ طاقت ور ہیں تو پھر ہم ان کا مقابلہ کس طرح کر سکتے ہیں.... جب کہ ہم تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتے"۔

"یہ سوچنا میرا نہیں.... تم لوگوں کا کام ہے.... ان روحوں نے تم لوگوں پر قابو نہیں پایا.... میں نے تم پر قابو پایا ہے' لہٰذا میں تم پر حکم چلاؤں گی نہ کہ ان روحوں پر"۔

"اچھا چلا لو حکم.... ایک دن ہم بھی تم پر حکم چلا کر رہیں گے"۔ فاروق جھلا اٹھا۔

روح کی ہنسی کی آواز گونج اٹھی.... انہوں نے قلعے کے دروازے کو کچھ اور دھکیلا.... ایک بار پھر ہزاروں چمگادڑیں پھڑ پھڑ کر کے اڑیں اور جنگل میں ادھر ادھر منتشر ہو گئیں.... اس بار انہیں کوئی خاص خوف محسوس نہ ہوا.... قلعے کے اندر بھی دھوپ پھیلی ہوئی تھی.... دروازے کے سامنے پختہ اینٹوں کی بنی ایک سڑک دور تک جاتی نظر آئی.... اس کے دائیں بائیں پرانی اینٹوں کی دیواریں تھیں.... جو فصیل نظر آتی تھیں۔

اچانک ایک پرہول قہقہہ سنائی دیا.... ان کے دل زور سے اچھلے.... انہیں یوں محسوس ہوا.... جیسے کوئی ان کے کانوں میں گھس کر وہ قہقہہ لگا رہا ہو.... کانوں میں اس کی دھمک گونجنے لگی.... لیکن قہقہہ ختم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا.... اور پھر قہقہہ لگانے والا ان کے سامنے آ گیا۔

انہوں نے دیکھا.... ایک پہاڑ سا آدمی ان کے سامنے کھڑا تھا.... اس کے سر کے بال اس قدر لمبے اور گھنے تھے.... کہ اس کی کمر تک

لٹک رہے تھے.... وہ سینے پر بھی آئے ہوئے تھے.... بس چہرے کے پاس سے بال ہٹے ہوئے تھے۔

"ہاہاہا"۔ اس کا قہقہہ جاری تھا.... اس کے ہاتھ میں ایک بڑی اور خوفناک تلوار تھی۔

"تت.... تم.... کون ہو بھائی"۔ آفتاب کی لرزتی آواز سنائی دی۔

"اس قلعے کا محافظ.... جو بھی اس قلعے میں داخل ہو گا.... اس کا سر قلم کرنا میرے ذمے ہے.... اپنے اپنے سر قلم کروانے کے لیے تیار ہو جاؤ.... تم اس قلعے میں داخل ہو کر اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کر رہے ہو"۔ اس نے جلدی جلدی کہا.... انہیں یوں لگا کہ جیسے بادل بولا ہو۔

"نہ داخل ہو کر بھی ہم اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کرتے محافظ بھائی"۔ مکھن بولا۔

"کیا کہا.... محافظ بھائی"۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! یہی کہا ہے.... آپ کے کان نہیں بجے.... کیوں' کیا برا لگا؟"

"نہیں.... کچھ اچھا لگا.... آج تک جتنے لوگ بھی اس قلعے میں داخل ہوئے ہیں.... کسی نے بھی مجھے محافظ بھائی نہیں کہا.... انہوں نے میرے آگے ہاتھ جوڑے.... روئے' گڑگڑائے.... لیکن محافظ بھائی کسی

نے نہیں کہا۔۔۔ لیکن تم نہ روئے' نہ گڑگڑائے۔۔۔ اور ہاتھ بھی نہیں جوڑے۔۔۔ بس محافظ بھائی کہا۔۔۔ لہٰذا مجھے اچھا سا لگا' لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں تم لوگوں کو نہیں ماروں گا۔۔۔ مجھے اپنا فرض تو ادا کرنا ہو گا۔۔۔ لہٰذا اپنی گردنیں جھکا کر کھڑے ہو جاؤ۔۔۔ تاکہ آسانی سے میں اپنا کام کر سکوں اور تم لوگوں کو بھی زیادہ نہ تڑپنا پڑے"۔

"لیکن بھائی محافظ۔۔۔ آپ پہلے ہماری ایک دو باتوں کے جواب تو دے دیں۔۔۔ اتنا تو کر سکتے ہیں یا نہیں؟" محمود نے برا سا منہ بنایا۔

"ضرور کیوں۔۔۔ جواب تو چاہے دس باتوں کا لے لیں"۔ اس نے خوش ہو کر کہا۔

"ضرورت محسوس ہوئی تو ہم دس سوالات کے جواب بھی پوچھیں گے۔۔۔ فی الحال تو یہ بتائیں۔۔۔ آپ انسان ہیں یا روح"۔

"کیا کہا۔۔۔ میں انسان ہوں یا روح۔۔۔ یہ کیسا سوال ہے۔۔۔ میں تو انسان ہوں۔۔۔ نہ روح۔۔۔ میں تو جن ہوں۔۔۔ اس قلعے کا جن"۔

"تق۔۔۔ قلعے کا جن۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے"۔ فاروق فوراً بول اٹھا۔

"کیا کہا۔۔۔ ناول کا نام۔۔۔ یہ ناول کیا ہوتا ہے؟" اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ ایک مشکل سوال ہے۔۔۔ اور جس کا جواب کوئی ناول نگار ہی دے سکتا ہے"۔

"اچھا چھوڑو۔۔۔ میں ایک جن ہوں۔۔۔ آگے چلو"۔

"دوسرا سوال۔۔۔ کیا تم نے اس قلعے میں کچھ روحوں کو دیکھا ہے؟"

"روحوں کو۔۔۔ ارے باپ رے۔۔۔ تت۔۔۔ تو وہ روحیں ہیں۔۔۔ میں آج تک نہیں سمجھ سکا تھا۔۔۔ اف ۔۔۔ اب معلوم ہوا۔۔۔ تو وہ روحیں ہیں۔۔۔ اب۔۔۔ اب میں کیا کروں"۔

"آپ تو پریشان ہو گئے"۔

"کوئی ایسا ویسا پریشان۔۔۔ آپ ہی بتائیں۔۔۔ اب میں کیا کروں؟"

"ہمیں تو یہ معلوم نہیں کہ آپ کا مسئلہ کیا ہے"۔

"مسئلہ۔۔۔ بھئی سیدھا سادا مسئلہ ہے۔۔۔ میں اس قلعے کا محافظ ہوں۔۔۔ لیکن قلعے پر نہ جانے کب سے ان روحوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔۔۔ اور مجھے پتا تک نہیں چلا۔۔۔ میں یہ خیال کرتا رہا کہ جنوں کا شہنشاہ شاید مجھے آزمانے کے لیے کچھ جنوں کو بھیجتا ہے کہ میں ڈیوٹی پر موجود رہتا ہوں یا نہیں"۔

"اگر تم جن ہو تو کوہ قاف کیوں نہیں گئے۔۔۔ وہاں جنوں کا سالانہ جشن منایا جا رہا ہے"۔ ایسے میں ٹی ایس ایم کی آواز سنائی دی۔

"ہاں! منایا جا رہا ہے۔۔۔ لیکن شہنشاہ نے مجھے اس میں شرکت کی اجازت نہیں دی۔۔۔ اس کا کہنا ہے کہ اس قلعے کی حفاظت زیادہ

ضروری ہے"۔

"اف مالک! ہم روحوں کو رو رہے تھے.... یہاں تو مقابلہ جنوں سے بھی نکل آیا"۔

"اب کیا کیا جائے"۔

"تم چم پانگ کو جانتے ہو"۔ ٹی ایس ایم بولا۔

"ہائیں.... چم پانگ.... وہ تو میرا سگا بھائی ہے"۔

"لو اور سنو.... اب یہ حضرت چم پانگ کے بھائی نکل آئے"۔ آفتاب نے چلا کر کہا۔

"بھئی نکل آنے کی بھی ایک ہی کہی.... نکل آنے کو کیا نہیں نکل آسکتا"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"حد ہو گئی.... کیا نکل آنے نکل آنے لگا رکھی ہے.... کام کی بات ہونے دو پہلے"۔ انسپکٹر جمشید جھلا اٹھے۔

"ہائیں اباجان.... یہ کام کی بات ہو رہی ہے"۔

"ہاں بالکل.... اس جن کو جھوٹ بولنے کی کوئی ضرورت نہیں.... کیوں محافظ بھائی.... کیا تم بھی جھوٹ بول رہے ہو"۔

"نہیں بالکل نہیں"۔ وہ فوراً بولا۔

"اگر چم پانگ تمہارا بھائی ہے تو وہ ہمارا گہرا دوست ہے اور ان دنوں وہ میرے ساتھ ایک کرائے کے مکان میں رہتا ہے.... لیکن آج کل وہ قاف گیا ہوا ہے"۔

"تت.... تم.... تم ٹی ایس ایم ہو کیا؟" جن نے حیران ہو کر کہا۔

"ارے.... آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہو گیا؟" ٹی ایس ایم حیران رہ گیا۔

"چم پانگ نے بتایا تھا۔

"تب تو آپ کو یقین آگیا ہو گا کہ میں نے غلط نہیں کہا"۔

"ہاں! لیکن میں جنوں کے شہنشاہ کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا.... سر تو مجھے پھر بھی قلم کرنا ہوں گے.... اگرچہ یہ کام کرتے ہوئے مجھے بے حد دکھ ہو گا.... ورنہ شہنشاہ مجھے موت کی نیند سلا دے گا"۔

"خیر کوئی بات نہیں.... ہمیں آپ سے کوئی شکایت نہیں.... لیکن آپ ہمارے سوالات کے جوابات تو دے سکتے ہیں"۔

"ہاں کیوں نہیں.... جتنے جی چاہے سوال کریں"۔

"تو پھر وعدہ کریں.... جب تک ہمارے سوالات پورے نہیں ہو جاتے، اس وقت تک آپ ہم پر وار نہیں کریں گے"۔

"چلو منظور.... یہ میں کر سکتا ہوں"۔

"تو پھر بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں.... کھڑے کھڑے تو ہم تھک جائیں گے"۔

"ہاں ضرور.... کیوں نہیں.... یہیں بیٹھنا پسند کریں گے یا میں آپ لوگوں کو اپنے کمرے میں لے چلوں"۔

"کمرے میں ٹھیک رہے گا"۔

"او کے"۔ اس نے کہا اور ان کے آگے چلنے لگا۔

"یہ آپ نے او کے کہا ہے"۔ آفتاب حیران تھا۔

"ہاں! میں تھوڑی بہت انگریزی بھی جانتا ہوں.... آج کل کے جن بہت کچھ سیکھ گئے ہیں"۔

"اوہ تو یہ بات ہے"۔

"اور بھی بہت سی باتیں ہیں.... مجھے تو افسوس ہو رہا ہے.... تھوڑی دیر بعد آپ لوگوں کی لاشیں میرے سامنے ہوں گی"۔

"آپ اس قدر خوفناک باتیں نہ کریں.... پہلے ہی یہ قلعہ کچھ کم خوفناک نہیں"۔

"اچھا خیر.... میرے باتیں نہ کرنے سے بھی حالات کم خوفناک نہیں ہو جائیں گے"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ سڑک کے دائیں طرف بنے ایک کمرے میں داخل ہو گیا.... یہ کمرہ اندر سے بالکل صاف ستھرا تھا.... البتہ یہاں فرنیچر نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔

"بیٹھیں"۔ اس نے کہا۔

سب فرش پر بیٹھ گئے.... وہ بھی ان کے سامنے بیٹھ گیا.... انہیں یہ سب بہت عجیب لگ رہا تھا.... یوں محسوس ہو رہا تھا کہ جیسے وہ خواب دیکھ رہے ہوں۔

"ہاں تو اب کریں سوالات"۔

"کیا یہ قلعہ جنوں کے شہنشاہ کا ہے"۔ انسپکٹر جمشید نے پوچھا۔

"نہیں.... پتا نہیں یہ کس کا ہے.... اسے تو کسی طرح یہ معلوم ہو گیا تھا کہ اس قلعے میں ایک بہت بڑا خزانہ ہے.... بس اس نے سوچا خزانہ حاصل کرنا چاہیے"۔

"بھلا جنوں کو خزانے کی کیا ضرورت"۔

"سنا ہے.... اس خزانے میں بہت بڑے بڑے ہیرے ہیں.... اتنے بڑے ہیرے دنیا میں کسی کے پاس نہیں ہوں گے.... لہٰذا جنوں کے شہنشاہ بھی ان ہیروں کو حاصل کرنا چاہتے ہیں.... بس انہوں نے مجھے یہاں محافظ مقرر کر دیا"۔

"تو کیا انہوں نے خزانہ تلاش نہیں کیا"۔

"ہاں! جنوں کی پوری ٹیم نے خزانہ تلاش کرنے کی کوشش کی تھی.... لیکن نہیں مل سکا.... اب شہنشاہ کا خیال ہے کہ کبھی نہ کبھی وہ خزانہ ضرور تلاش کر لے گا.... وہ ہر سال جنوں کی فوج لے کر یہاں آتے ہیں.... اور وہ خزانہ تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں.... اب بھی ان کے آنے کے دن قریب ہیں.... ہر مرتبہ سالانہ جشن کے بعد وہ یہاں آتے ہیں"۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے.... ایک روحیں کیا کم تھیں کہ اب ہمیں جنوں کے لشکر سے بھی مقابلہ کرنا پڑے گا"۔ فاروق بوکھلا اٹھا۔

"دیکھا جائے گا.... ویسے یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اس سے زیادہ عجیب کیس ہمیں اپنی زندگی میں پہلے کبھی نہ ملا ہو گا"۔ انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"سوال یہ ہے کہ اب ہم کیا کریں.... ارے ہاں.... ہم موبائل فون کے ذریعے کم از کم پروفیسر انکل سے رپورٹ تو لے سکتے ہیں"۔ آصف چونکا۔

"اوہ ہاں"۔ انسپکٹر جمشید جلدی سے بولے.... پھر انہوں نے تجربہ گاہ سے رابطہ کیا.... جلد ہی پروفیسر داؤد کی آواز سنائی دی۔

"ہاں پروفیسر صاحب.... کیا رپورٹ ہے"۔

"رپورٹ.... کیسی رپورٹ"۔ وہ حیران ہو کر بولے۔

"ارے.... کیا مطلب.... کیا آپ کو بالکل یاد نہیں کہ آپ کو کیا کام کرنا تھا"۔

"اپنا کام تو میں کر رہی رہا ہوں.... معلوم نہیں تم کس کام کی بات کر رہے ہو"۔

"آپ کو تجربہ گاہ بھلا کس کام کے لیے بھیجا گیا تھا"۔ انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

"مجھے.... تم نے.... تجربہ گاہ بھیجا تھا.... کیا کہہ رہے ہو بھئی.... میں تو پہلے ہی تجربہ گاہ میں ہوں.... تم مجھے بھلا کہاں سے بھیجتے"۔

"جی کیا فرمایا آپ نے.... ذرا پھر سے کہیں.... کیا آپ کچھ دیر

پہلے ہمارے ساتھ نہیں تھے.... جب وہ روح والا معاملہ زیر غور تھا.... پھر آپ میری لائبریری سے کچھ کتابیں لے کر تجربہ گاہ چلے گئے تھے.... تاکہ روحوں کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں"۔

"نہیں! ایسی کوئی بات نہیں.... میں آج صبح سے لے کر اب تک نہ تجربہ گاہ سے کہیں گیا.... نہ کوئی مجھ سے ملنے آیا"۔

○☆○
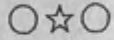
7

یہ وہ کمرہ نہیں

وہ چند لمحے تک ٹکر ٹکر ایک دوسرے کی طرف دیکھتے رہے.... پھر انسپکٹر جمشید بلند آواز میں بولے۔

"ہم آ رہے ہیں.... آپ وہیں ٹھہریں"۔

"کیا بات ہے.... چکر کیا ہے"۔

"وہیں آ کر وضاحت کر سکیں گے"۔ یہ کہہ کر انہوں نے سیٹ بند کر دیا

"لیکن جناب! اب آپ واپس نہیں جا سکیں گے"۔

جن کی آواز نے انہیں چونکا دیا.... وہ تو بھول ہی گئے تھے کہ اس وقت وہ ایک خوفناک جن کے کمرے میں بیٹھے ہیں اور اس کے ہاتھ میں ایک ننگی تلوار تھی.... ایسی ہولناک تلوار انہوں نے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

"لیکن آپ ہمیں روک کر کیا کریں گے.... آپ تو بس یہ چاہتے ہیں نا کہ ہم خزانے تک نہ پہنچ سکیں"۔

"لیکن آپ لوگ اپنے ساتھی کو لے کر پھر آئیں گے.... آئیں

گے نا"۔

"ہاں! آنا تو پڑے گا.... مجبوری ہے.... ہم اس وقت ایک روح کے چکر میں آئے ہوئے ہیں.... اگر آپ ہمیں اس روح سے نجات دلا دیں تو ہم اس بات پر غور کر سکتے ہیں"۔ انسپکٹر جمشید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کس بات پر غور کر سکتے ہیں"۔ جن نے منہ بنایا۔

"اس بات پر کہ خزانہ تلاش کریں گے یا نہیں"۔

"پہلی بات تو یہ کہ میں اس قلعے سے باہر نہیں جا سکتا.... روح یہاں تک آئے تو میں اسے دیکھ لوں گا.... دوسری بات یہ ہے کہ مجھے حکم صرف یہ ہے کہ خزانے کی حفاظت کرنا.... یعنی کوئی اس کو نکال کر نہ لے جانے پائے"۔

"ابھی تک وہ ملا ہی نہیں.... نکال کر کوئی کیسے لے جائے گا"۔ انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"تلاش کرنے کے لیے آنے والوں کا صفایا کرنا میری ذمہ داری ہے"۔

"اچھا تو پھر کر دیں صفایا.... ہم اپنے ساتھی سے بعد میں ملاقات کر لیں گے.... پہلے تو آپ سے دو دو ہاتھ کر لیں"۔

"آپ اور مجھ سے مقابلہ کریں گے.... ہاہاہا"۔ اس کا قہقہہ پھر شروع ہو گیا۔

"ہاں بالکل کریں گے مقابلہ.... اور ایسا کریں گے کہ آپ کو چھٹی کا دودھ یاد دلا دیں گے"۔

"چھٹی کا دودھ.... یہ کون سا دودھ ہوتا ہے"۔

"ذرا بامحاورہ قسم کا ہوتا ہے.... آپ کے پلے نہیں پڑے گا.... آپ تو بس ہم سے دو دو ہاتھ کرلیں"۔

"میں تو ایک ہاتھ میں تم سب کو ٹھکانے لگا دوں گا.... مقابلہ کیسا۔

"تو پھر دیر کا ہے کی.... کریں صفایا"۔ انسپکٹر جمشید اچھل کر اس کے سامنے کھڑے ہو گئے.... اور آیت الکرسی پڑھنے لگے۔

"ارے ارے.... یہ کیا؟" جن گھبرا گیا۔

"کیوں.... کیوں.... اب کیا ہوا"۔

"یہ الفاظ مجھ پر بہت بھاری ہیں.... آج تک کسی نے میرے سامنے یہ الفاظ نہیں پڑھے"۔

"یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے.... جنوں نے بھی اللہ کا کلام جب نازل ہوا تھا.... یہ سنا تھا.... اور اس پر ایمان لائے تھے.... لیکن ظاہر ہے.... جنوں میں بھی انسانوں کی طرح کچھ مسلمان جن ہوتے ہیں.... کچھ کافر ہوتے ہیں.... تمہیں شاید ابھی تک کسی نے اسلام کی دعوت نہیں دی"۔

"اسلام کیا ہوتا ہے؟"

"اسلام یہ ہے کہ اللہ ایک ہے.... وہی عبادت کے قابل ہے.... اس نے انسانوں اور جنوں کی ہدایت کے لیے اپنے نبی اور رسول بھیجے.... ان پر ایمان لانا بھی اسلام میں داخل ہونے کے لیے ضروری ہے.... اسی طرح اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا.... نماز، روزہ، زکوٰۃ حج.... یہ اسلام کی عبادات ہیں.... آپ کو یہ باتیں تفصیل سے سنائی جا سکتی ہیں"۔

"میں یہ باتیں تفصیل سے سنوں گا.... لیکن میری ایک شرط ہے"۔ جن نے ہنس کر کہا۔

"اور وہ کیا؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"یہ کہ.... پہلے مجھ سے مقابلہ کریں.... اگر آپ لوگ جیت گئے تو میں اسلام کی باتیں سنوں گا"۔

"چلو ٹھیک ہے.... یوں بھی آپ چم پانگ کے بھائی ہیں.... ضرور ہماری بات سنیں گے"۔

"اس صورت میں آخر لڑنے کی کیا ضرورت ہے"۔

"میں اپنے شہنشاہ سے کیا ہوا وعدہ پورا کر سکوں گا.... شکست کھانے کی صورت میں میری ذمے داری ختم ہو جائے گی"۔

"اوہ ہاں.... اور اگر آپ اسلام لے آئے تو کیا ہمارے ساتھی بن جائیں گے"۔

"ہاں! کیوں نہیں"۔

"تو پھر آئیں کریں مقابلہ"۔ انسپکٹر جمشید اس کے بالکل سامنے جا کھڑے ہوئے۔

"میرے ہاتھ میں تلوار ہے.... آپ چاہیں تو.... آپ بھی کوئی ہتھیار ہاتھ میں لے لیں.... مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا.... یہ خیال رہے.... میں لڑائی کے دوران کوئی لحاظ نہیں کروں گا.... کیونکہ یہ میرا فرض ہے.... اور ہم جن لوگ اپنے فرض سے غداری نہیں کرتے.... جب تک میں آپ کے ہاتھوں شکست نہیں کھا جاتا.... اس وقت تک میں آپ کا پکا دشمن ہوں اور جب شکست کھا گیا تو آپ کا پکا غلام"۔

"منور علی خان.... ذرا وہ زنجیر دینا.... جس سے تم ہاتھیوں کے پیروں کو جکڑتے ہو"۔

"لیکن وہ زنجیر اس خوفناک تلوار کے مقابلے میں کیا کام آئے گی"۔ منور علی خان پریشان ہو گئے.... جن بہت خوفناک تھا' پہاڑ سے جسم والا.... اور اسی کی مناسبت سے اس کی تلوار تھی۔

"تم نکالو تو سہی"۔ وہ بولے۔

"ہاں ہاں ضرور.... تم جس ہتھیار سے چاہو مجھ سے مقابلہ کر سکتے ہو"۔

"انسپکٹر جمشید.... ایسا کرنے کی کیا ضرورت ہے.... کہو تو اس کا گلا ایسے ہی دبا دوں"۔ ایسے میں روح کی آواز سنائی دی.... البتہ آواز دور کی تھی۔

"اوہ روح صاحب.... تم آ گئیں"۔

"ہاں! لیکن میں قلعے سے باہر ہوں.... ابھی اندر نہیں آئی۔

"تو پھر آ جائیں.... آپ بھی یہ مقابلہ دیکھ لیں"۔

"مقابلہ کرنے کی کیا ضرورت.... جب کہ میں اسے ایسے ہی ختم کر سکتی ہوں"۔

"نہیں! ہم اس جن کو اپنا ساتھی بنائیں گے.... اسے اسلام کی دعوت دیں گے"۔

"اچھی بات ہے"۔

اتنے میں منور علی خان زنجیر نکال کر ان کی طرف اچھال چکے تھے.... انہوں نے زنجیر کا ایک سرا اپنے ہاتھ پر لپیٹا' دوسرے میں پھندا سا بنا لیا تھا.... اب انہوں نے زنجیر کو گھمانا شروع کیا.... زنجیر اس قدر تیزی سے گھومنے لگی کہ نظر تک آنا بند ہو گئی.... ادھر جن کی تلوار بھی حد درجے تیزی چل رہی تھی.... اور وہ قدم بقدم ان کی طرف بڑھ رہا تھا.... جب کہ انسپکٹر جمشید اپنی جگہ پر پاؤں جمائے کھڑے تھے.... اچانک زنجیر تلوار کے گرد لپٹی چلی گئی.... ساتھ ہی انہوں نے زنجیر کو ایک جھٹکا دیا.... اور تلوار ہوا میں اڑتی ہوئی نہ جانے کتنے فاصلے پر جا گری.... اور زنجیر جن کے گرد لپٹ گئی.... انہوں نے ایک اور جھٹکا مارا.... اور جن صاحب دھڑام سے گرے.... ساتھ ہی اس کی چیخ نکل گئی۔

"بس بس.... میں اپنی ہار مانتا ہوں.... اب میں اسلام کی باتیں

سنوں گا"۔

"حیرت ہے.... کمال ہے.... آپ نے اس قدر جلد ایک جن کو شکست دے دی"۔ باہر سے روح کی آواز سنائی دی۔

"تو آپ کا کیا خیال تھا.... یہ جن ہمیں شکست دے دے گا"۔ فاروق نے منہ بنایا۔

"نہیں خیر.... میرا یہ خیال بھی نہیں تھا.... لیکن مقابلہ اس قدر جلد ختم ہونے کی امید نہیں تھی"۔

"اب تو ختم ہو گیا... یہ جن اب ہمارا ساتھی ہے.... اور ہم اس کی مدد سے خزانہ تلاش کریں گے"۔

"لیکن مجھے یہ ہرگز معلوم نہیں کہ خزانہ کہاں ہے.... یہ تو جنوں کے شہنشاہ تک بھی معلوم نہیں کر سکے"۔

"کوئی بات نہیں.... ہم تلاش کر لیں گے.... تم یہ بتاؤ.... اس قلعے میں کچھ روحیں بھی ہیں"۔

"روحیں ہمیں نظر نہیں آتیں"۔ جن نے منہ بنایا۔

"اس کا مطلب ہے.... آپ نے اس قلعے میں کوئی روح نہیں دیکھی"۔

"نہیں.... یہاں نہ کوئی روح ہے.... نہ کوئی انسان.... صرف میں ہوتا ہوں"۔

"نہیں! اس بے چارے کو کچھ معلوم نہیں.... یہاں کچھ روحیں

برابر خزانہ تلاش کرنے میں لگی ہوئی ہیں"۔ باہر سے روح کی آواز سنائی دی۔

"تو پیاری روح.... آپ اندر کیوں نہیں آ جاتیں.... ان روحوں تک ہمیں لے چلیں"۔

"نہیں! ابھی میرا قلعے میں داخل ہونے کا وقت نہیں آیا.... جن سے مقابلہ ختم ہوا.... اب آپ لوگ جلد از جلد خزانہ تلاش کریں.... پھر آپ لوگ ہر طرح آزاد ہوں گے"۔

"اچھی بات ہے"۔

عین اس لمحے گرد کا ایک طوفان سا اٹھا.... اور پورا قلعہ گرد میں چھپ گیا.... وہ بھی ایک دوسرے کو دیکھنے کے قابل نہ رہ گئے۔

"اف مالک.... یہ .... یہ کیا ہے.... گرد کا طوفان"۔ انسپکٹر جمشید کی خوف زدہ آواز سنائی دی۔

"اف مالک.... یہ طوفان تو وہ طوفان ہے"۔ انہوں نے روح کی بوکھلائی ہوئی آواز سنی۔

"کک.... کیا مطلب.... یہ طوفان تو وہ طوفان ہے.... یہ کیا بات ہوئی"۔

"اس خزانے کے ملنے سے پہلے گرد کے ایک بہت خوفناک طوفان کو آنا ہے.... قلعے کی تاریخ میں یہی لکھا ہے"۔

"قلعے کی تاریخ.... ارے تو کیا اس قلعے کی کوئی تاریخ بھی

"ہاں! اس تاریخ کو پڑھنے کے بعد ہی تو ہمیں اس خزانے کا پتا چلا تھا"۔

"حد ہو گئی.... پہلے کیوں نہ بتایا.... وہ تاریخ کہاں ہے"۔

"افریقہ کی ایک بہت پرانی لائبریری میں وہ کتاب آج تک محفوظ ہے.... اس قلعے کی پوری کہانی اس میں درج ہے.... کتاب ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے پتھر پر.... اور خزانے کے مالک نے اپنے خون سے اس تاریخ کو لکھا ہے.... تاریخ مکمل کرنے فوراً بعد اس نے دم توڑ دیا تھا۔

"ہماری حیرت اب اور بڑھ گئی ہے.... آپ نے یہ باتیں پہلے کیوں نہ بتائیں"۔

"ضرورت نہیں سمجھی تھی.... یہ تو اب یونہی ذکر نکل آیا"۔

"اف مالک.... گرد بہت بڑھتی جا رہی ہے.... یہ طوفان تو ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑے گا"۔

"ہاں! ایسا ہی لگتا ہے.... یہ طوفان بہت خوفناک ہو گا.... اس قدر خوفناک کہ آپ لوگ سوچ بھی نہیں سکتے.... آپ ایک دوسرے سے بچھڑ جائیں گے"۔

"خیر بچھڑیں گے تو ہم نہیں.... ہم ابھی ایک دوسرے کو پکڑ لیتے ہیں"۔ انسپکٹر کامران مرزا کی آواز ابھری۔

"میری آواز تم تک پہنچ رہی ہے یا نہیں.... ایک دوسرے کو

مضبوطی سے پکڑ لو"۔

اس بار بھی انہیں اپنے الفاظ سنائی نہ دیے۔

"اف مالک.... میری آواز خود میں کیوں نہیں سن رہا.... یہ.... یہ کیسے ممکن ہے؟" وہ گھبرا گئے اور پھر دونوں ہاتھ پھیلا کر اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھنے لگے.... لیکن ان کے ہاتھ کسی سے نہ ٹکرائے.... یہاں تک وہ کمرے کی دیوار سے جا لگے۔

"ارے.... سب ساتھی کہاں چلے گئے"۔ وہ چلائے اور بہت سی گرد ان کے منہ میں آ گئی.... آنکھیں وہ پہلے ہی گرد کی وجہ سے نہیں کھول سکتے تھے.... اب منہ بھی مضبوطی سے بند کرنا پڑا.... آخر ہاتھوں اور پیروں سے ٹٹول ٹٹول کر اپنے ساتھیوں کو تلاش کرنے لگے.... لیکن کافی دیر تک ادھر ادھر بھٹکنے کے بعد بھی ان کے ہاتھ پیر کسی جسم سے نہ ٹکرائے۔

"اف مالک.... یہ سب کیا ہے.... قدرتی طوفان تو ہرگز ایسا نہیں ہو سکتا.... تو پھر کیا یہ مصنوعی طوفان ہے.... اگر یہ مصنوعی طوفان ہے تو قلعے کی تاریخ میں اس طوفان کا ذکر کیوں ہے.... لیکن نہیں.... اس روح کی بات کا کیا اعتبار.... روح تو خود انہیں چکر دینے کے چکر میں ہے"۔

یہ باتیں ان کے دماغ میں گونجنے لگیں.... اس کے باوجود وہ فیصلہ نہ کر پائے کہ طوفان مصنوعی ہے یا قدرتی.... طوفان میں ابھی تک

کوئی کمی نہیں ہوئی تھی... بے... کی شدت میں لمحہ بہ لمحہ اضافہ ہو
رہا تھا... منہ سے آواز نکالنا بھی اب ان کے لیے ناممکن تھا... آنکھیں
بھی نہیں کھول سکتے تھے... قریب پندرہ منٹ تک یہی حالت
رہی... انہیں قمیض ناک اور منہ پر رکھ کر وہ بہت مشکل سے سانس
لے رہے تھے... آخر خدا خدا کر کے انہوں نے محسوس کیا کہ اب گرد
کم ہونے لگی ہے... پھر بھی وہ آنکھیں اور منہ کھولنے کے قابل نہ ہو
سکے... سانس لینے میں البتہ کچھ دشواری کم ہوتی چلی گئی... اور پھر گرد
بالکل کم ہو گئی... انہوں نے ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولیں... اور یہ
دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے... اس کمرے میں ان کے ساتھ ان کا صرف
ایک ساتھی رہ گیا تھا... اور وہ تھا شوکی۔

"شش... شوکی"۔ ان کے منہ سے آواز نکلی۔

"یہ... یہ مجھے کس نے پکارا... مجھے تو خود اپنی آواز سنائی نہیں
دے رہی... ارے... مم... مگر اب تو سنائی دے رہی ہے"۔ اس نے
چونک کر کہا اور آنکھیں کھول دیں۔

"ہائیں... یہ آپ ہیں... اور باقی ساتھی کہاں ہیں"۔

"اور وہ جن صاحب... بھائی جن آپ کہاں ہیں"۔ شوکی نے
پکار کر کہا۔

لیکن جن کی طرف سے کوئی آواز سنائی نہ دی۔

"حیرت ہے... سب کے سب لوگ کہاں چلے گئے"۔

"باہر... ضرور وہ گرد کے طوفان میں کمرے سے نکل گئے"۔

"تو پھر چلئے... باہر نکل کر انہیں تلاش کریں"۔ شوکی نے کہا۔

اب جو وہ دروازے کی طرف مڑے تو ساکت رہ گئے۔

"شش... شوکی... یہ... یہ کیا"۔ انہوں نے لرزتی آواز میں
کہا۔

"یہ... یہ... میں خود نہیں سمجھ سکا... یہ سب کیا ہے... اس
کمرے کا دروازہ کہاں گیا"۔

"ہاں! کمرے کا دروازہ غائب ہے"۔

"یا اللہ رحم... ہمارے ساتھی غائب ہیں... کمرے کا دروازہ
غائب ہے... پھر ہم کیوں غائب نہیں ہوئے"۔ شوکی نے بوکھلائی ہوئی
آواز میں کہا۔

"ایک منٹ شوکی... مجھے غور کرنے دو... ارے... وہ گرد کہاں
گئی... آخر فرش پر گرد ہونی چاہیے تھی"۔

"گگ... گرد... تت... تو کیا اب ہمیں گرد کو بھی تلاش کرنا ہو
گا"۔ شوکی بوکھلا کر بولا۔

"بھئی شوکی... اوٹ پٹانگ باتیں نہ کرو... تم محمود' فاروق'
آفتاب یا آصف نہیں ہو"۔ وہ بھنا اٹھے۔

"اوہ ہاں انکل... خوب یاد دلایا... ورنہ میں تو یہی خیال کر بیٹھا
تھا... لل... لیکن اس دروازے کا کمرہ کہاں گیا"۔ شوکی نے لرزتی

آواز میں کہا۔

"حد ہو گئی.... دروازے کا کمرہ نہیں.... کمرے کا دروازہ غائب ہے"۔

"وہی وہی.... اب ہم اس کو کہاں تلاش کریں.... کیسے تلاش کریں گے"۔

"ٹھہرو.... پہلے مجھے غور کرنے دو.... تم تو میرا دماغ پلپلا کر دو گے"۔ انسپکٹر کامران مرزا بھنا کر بولے۔

پھر انہوں نے کمرے کو غور سے دیکھا.... وہ ایک بالکل خالی کمرہ تھا.... نہ کوئی دروازہ نہ کھڑکی.... چھت کڑیوں کی تھی.... کڑیاں بہت پرانی لکڑی کی تھیں.... لیکن حد درجے مضبوط محسوس ہوئیں.... پرانی ہو چکی تھیں، شاید اس لیے ان کی رنگت سیاہ پڑ چکی تھی.... چھت کے آس پاس کسی دیوار میں کوئی روشن دان بھی نہیں تھا.... شوکی بھی ان کے ساتھ جائزہ لے رہا تھا.... آخر اس کی آواز ابھری۔

"ایسا کمرہ تو کہیں دیکھا نہ سنا"۔

"لیکن شوکی.... میں ایک بات دعوے سے کہہ سکتا ہوں"۔

"آپ کا کیا ہے انکل.... آپ تو ان گنت باتیں دعوے سے کہہ سکتے ہیں"۔ اس نے برا سا منہ بنایا۔

"یار تم سن تو لو"۔ وہ بولے۔

"جی بہتر.... سنایئے"۔

"یہ وہ کمرہ نہیں ہے.... جس میں جن نے ہمیں بٹھایا تھا"۔

"کیا!!!"

شوکی چلا اٹھا.... اس کی آنکھیں مارے حیرت اور خوف کے پھیل گئیں.... ایسے میں انسپکٹر کامران مرزا زور سے اچھلے۔

○☆○
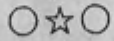
نکالو آواز

گرد کا طوفان رکنے کے بعد انسپکٹر کامران مرزا نے آنکھیں کھولیں اور چلا اٹھے۔

"ارے یہ کیا"۔

کمرے میں ان کے ساتھ فاروق موجود تھا.... ان کی آواز سنتے ہی اس نے بھی آنکھیں کھول دیں۔

"ہائیں انکل.... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں"۔

"پپ پتا نہیں.... لیکن جو میں دیکھ رہا ہوں.... شاید تم وہ نہیں دیکھ رہے"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے بوبڑانے کے انداز میں کہا۔

"یہ آپ نے کیا بات کہی.... جو آپ دیکھ رہے ہیں، وہ میں نہیں دیکھ رہا.... تو پھر بتائیں نا، آپ کیا دیکھ رہے ہیں"۔

"کیا تمہیں.... باقی ساتھی یہاں نظر آ رہے ہیں"۔

"نن نہیں.... بالکل نظر نہیں آ رہے.... جب کہ ابھی چند منٹ پہلے سب کے سب اس کمرے میں موجود تھے"۔

"نہیں موجود تھے"۔ انہوں نے انکار میں سر ہلایا۔

"جی کیا فرمایا.... نہیں موجود تھے؟" فاروق حیران تھا۔

"ہاں! نہیں موجود تھے، یہ وہ کمرہ نہیں ہے.... جس میں ہمیں اس جن نے بٹھایا تھا"۔

"ارے باپ رے.... تب پھر یہ کون سا کمرہ ہے"۔ فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں.... مجھے تو اتنا پتا ہے کہ یہ وہ کمرہ نہیں ہے.... کیونکہ اس میں دروازہ اور دو کھڑکیاں تھیں، ایک روشن دان بھی تھا.... لیکن اب ہم دیکھ رہے ہیں.... یہ بالکل بند ہے.... ایک ڈبے کی طرح.... نہ اس میں روشن دان ہے نہ کھڑکیاں، نہ دروازے.... ایسا کمرہ تو کبھی دیکھا نہ سنا"۔

"اب تو دیکھ بھی لیا اور سن بھی لیا.... کیا کسر رہ گئی ہے"۔ فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"یار فاروق تمہیں مذاق کی سوجھی ہے.... اور میں سوچ رہا ہوں.... باقی ساتھی کہاں گئے"۔

"تو آپ سوچتے رہیں، میں نے آپ کو سوچنے سے کب روکا ہے.... یوں بھی اس بند کمرے میں سوچنے کے سوا کام ہی کیا رہ گیا ہے"۔

"اوہو.... کام کی بات کیا کرو.... تم تو بے کار باتیں کرنے میں آفتاب سے بھی دو ہاتھ آگے ہو"۔

"اس قدر جلدی اندازہ لگا لیا آپ نے.... کمال ہے"۔

"نہیں تو.... یہ بات تو بغیر کسی اندازے کے میرے منہ سے نکل گئی.... خیر چھوڑو.... اور یہ بتاؤ کہ اب کیا کریں"۔ انہوں نے آخر کار مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ بتا دیں.... کر میں لوں گا"۔ فاروق نے بے چارگی کے انداز میں کندھے اچکائے۔

"اچھا بھائی.... اب میں تم سے کچھ نہیں کہوں گا"۔

یہ کہہ کر وہ اٹھ کھڑے ہوئے اور کمرے کی دیواروں کو ٹھوک بجا کر دیکھنے لگے۔

"اس کام میں تو خیر میں بھی آپ کی مدد کر سکتا ہوں"۔ فاروق اٹھتے ہوئے بولا۔

"ضرور کرو.... میں تمہیں روکوں گا نہیں"۔ وہ مسکرائے۔

"آپ کا شکریہ انکل"۔ فاروق خوش ہو گیا۔

"شکریہ کس بات کا؟" انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

"نہ روکنے کا شکریہ"۔

"یار تم تو دماغ چاٹ جاؤ گے.... اپنی جگہ آفتاب سے بدل لو.... جہاں وہ ہے.... وہاں تم چلے جاؤ اور وہاں سے اسے یہاں بھیج دو"۔ انہوں نے جھلا کر کہا۔

"اب مجھے کیا معلوم کہ وہ صاحب کہاں ہیں.... مجھے تو اپنے

بارے میں معلوم نہیں کہ میں کہاں ہوں' بلکہ میں تو یہ بھی کہتا ہوں کہ مجھے نہیں معلوم کہ آپ کہاں ہیں"۔

"اف!" انسپکٹر کامران مرزا جھلا اٹھے۔

"لیجیے.... اب اف پر اتر آئے.... میں آپ کے سامنے دیواروں کو ٹھوک بجا تو رہا ہوں.... آخر آپ مجھ سے اور کیا چاہتے ہیں"۔

"صرف اور صرف اتنا کہ بس تم چپ رہو"۔

"جی بہت بہتر.... اب میں ہرگز نہیں بولوں گا.... اس وقت تک نہیں بولوں گا جب تک کہ آپ خود مجھے بولنے کے لیے نہیں کہیں گے.... اور اگر آپ یہ بات بھول گئے تو پھر میں گونگا بن جاؤں گا.... آپ نے یہ بات سن لی انکل.... ذہن میں بھی رکھیے گا.... کیا خیال ہے"۔

"فی الحال تو یہ خیال ہے کہ تمہارے خاموش ہونے کا امکان دور دور تک نظر نہیں آ رہا"۔

"اس کمرے میں آپ نے دور دور تک کیسے دیکھ لیا.... کمال ہے.... ذرا مجھے بھی وہ طریقہ بتا دیں"۔

"حد ہو گئی.... مان گیا میں تمہیں.... اچھا بھائی اب میں نہیں روکوں گا.... بولتے رہو"۔

فاروق یک دم خاموش ہو گیا.... انسپکٹر کامران مرزا نے حیران ہو کر اس کی طرف دیکھا.... چند لمحے تک دیکھتے رہے' پھر تنگ آ کر

بولے۔

"بولو... خاموش کیوں ہو گئے"۔

وہ اب بھی کچھ نہ بولا۔

"ہاں بولو... میں کہہ رہا ہوں کچھ تو بولو"۔

"اب کیا بولوں انکل... بولنے کے لیے اب رہ بھی کیا گیا ہے"۔

"نہیں بھئی... کچھ نہ کچھ تو بولتے رہو... ویسے یار فاروق... میں حیران ہوں... اس کمرے میں کوئی سوراخ تک نہیں ہے... پھر ہوا ہم کیسے حاصل کر رہے ہیں"۔

"ناک کے ذریعے"۔ فاروق نے فوراً کہا۔

"اوہو بھئی... میرا مطلب ہے... کمرے میں تازہ ہوا کہاں سے آ رہی ہے"۔

"آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ تازہ ہوا آ رہی ہے... کیا آپ ہوا کو دیکھ سکتے ہیں؟"

"دیکھ نہیں سکتا... محسوس کر سکتا ہوں... اس لیے کہ بند کمرے میں آکسیجن کی کوئی کمی ابھی تک محسوس نہیں ہوئی"۔

"ابھی ہمیں یہاں آئے دیر ہی کتنی ہوئی ہے... کچھ وقت گزرنے کے بعد کمی محسوس ہو گی"۔

"نہیں... وقت گزرنے پر بھی کمی محسوس نہیں ہو گی... اگر

ایسی بات ہوتی تو ہم فوراً محسوس کر لیتے... لہٰذا سوال یہ ہے کہ اس کمرے میں ہوا کہاں سے آ رہی ہے"۔

"پیاری ہوا... بتا تو کس راستے سے آ رہی ہے"۔ فاروق نے کہا اور کان پر اس طرح ہاتھ رکھے جیسے کوئی دور کی آواز سننے کی کوشش میں رکھتا ہے... پھر بولا۔

"انکل ہوا کہہ رہی ہے... میں چھت کے راستے آ رہی ہوں"۔

"ہاں فاروق تمہارا یہ خیال سو فیصد درست ہے... ہوا چھت کی طرف سے آ رہی ہے... لیکن چھت میں کوئی سوراخ نظر نہیں آ رہا... دوسری بات یہ کہ چھت بہت اونچی ہے... پرانے زمانے کی عمارات میں چھتیں بہت زیادہ اونچی بنائی جاتی تھیں... اب اس کمرے میں کوئی ایسی چیز بھی نہیں ہے کہ ہم اس کے ذریعے چھت تک جا سکیں اور اس کا جائزہ لے سکیں... اب تم بتاؤ... کیا کریں؟"

"معاف کیجیے گا انکل... میں فرزانہ نہیں ہوں"۔

"ابھی تو بہت زبان چل رہی تھی"۔ انہوں نے منہ بنایا۔

"وہ تو اب بھی چل رہی ہے... لیکن ہمارا کام زبان چلانے سے نہیں... ترکیب سوچنے سے بنے گا اور ترکیب سوچنا آپ جانتے ہیں... میرا نہیں، فرزانہ، فرحت اور رفعت کا کام ہے"۔ اس نے شوخ آواز میں کہا۔

"اوہو... تو میں اس وقت انہیں کہاں سے لاؤں... یہاں تو کوئی

دروازہ ہی نہیں ہے"۔

"تو پھر اس کا بہترین حل بتا دیتا ہوں"۔ فاروق مسکرایا۔

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات.... خوشی ہوئی یہ سن کر کہ تم ان حالات میں بھی بہترین حل بتا سکتے ہو.... اب ذرا جلدی سے بتا دو.... وہ بہترین حل"۔ انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"بہترین حل یہ ہے کہ صبر کریں"۔

انسپکٹر کامران مرزا کا منہ پھر بن گیا.... اور وہ ناخوش سے دیواروں پر ہاتھ مارنے لگے۔

"ناراض ہو گئے انکل"۔ فاروق کی آواز ابھری۔

"نہیں.... ناراض ہونے کی یہاں گنجائش نہیں ہے.... لیکن میں سوچ رہا ہوں.... کیا باقی لوگ بھی ایسے ہی کمروں میں بند ہو کر رہ گئے ہیں اور اگر ایسا ہی ہے تو پھر بنے گا کیا"۔

"میں بتاؤں انکل"۔

"ہاں! ضرور بتاؤ.... روکا کس نے ہے؟"

"یہ حویلی ہمارا قبرستان بنے گی"۔

"حد ہو گئی.... کیا تم کوئی سنجیدہ بات نہیں کر سکتے"۔

"اس سے زیادہ سنجیدہ بات تو کوئی ہو ہی نہیں سکتی انکل"۔

"ہاں! یہ بات بھی ٹھیک ہے"۔

"اچھا انکل.... باتیں بہت ہو چکیں.... میں ایک تجربہ کرنے جا

رہا ہوں.... ترکیب نہ سہی.... تجربہ تو کیا جا سکتا ہے نا"۔ فاروق نے کہا اور ایک دیوار کی طرف بڑھنے لگا۔

"ک.... کیسا تجربہ؟" وہ گھبرا گئے۔

"فاروق نے کوئی جواب نہ دیا.... ایسے میں اس کی کمر دیوار سے جا لگی.... اچانک تیزی سے سامنے والی دیوار کی طرف دوڑا.... انسپکٹر کامران مرزا فوراً سمجھ گئے کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے.... لہٰذا انہوں نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگائی.... لیکن فاروق ان سے پہلے ہی دیوار سے ٹکرا گیا.... وہ ٹکرایا اور دھم سے گرا۔

"یہ تم نے کیا کیا؟" وہ چلائے۔

"تو پھر اور ہم کیا کر سکتے ہیں انکل.... خود کو ان دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر یا تو کسی دیوار کو گرا دیں گے، یا خود گر جائیں گے"۔

"بات ٹھیک ہے.... اچھا اب میں خود کسی دیوار سے ٹکراؤں گا"۔

"ابھی میں تھکا نہیں.... دو چار ٹکریں تو اور مار سکتا ہوں"۔

"نہیں.... پہلے مجھے کوشش کرنے دو"۔

"او کے انکل"۔ وہ مسکرایا.... مسکرایا اس بات پر تھا کہ ابھی جس بات سے اسے روک رہے تھے.... اب خود وہی کام کرنے جا رہے تھے۔

انہوں نے اپنی کمر ایک دیوار سے لگا دی اور پھر سامنے والی دیوار

کی طرف بے تحاشا دوڑ پڑے.... ان کا جسم پورے زور سے دیوار سے ٹکرایا.... دھم سے گرے اور چند سیکنڈ تک ساکت پڑے رہے پھر اٹھے اور دیوار سے لگ کر کھڑے ہو گئے۔

"میرا خیال ہے.... اب یہ تجربہ اور نہ کریں"۔

"نہیں بھئی.... میں چاروں دیواروں سے ٹکراؤں گا.... ابھی صرف ایک سے ٹکرایا ہوں"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے پھر دوڑ لگا دی.... اسی طرح وہ تیسری دیوار سے ٹکرائے.... اور پھر چوتھی سے.... جونہی چوتھی سے ٹکرائے.... انہیں اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا.... ساتھ ہی وہ بے ہوش ہو گئے.... خود کو پورے زور سے چار بار دیوار سے ٹکرایا تھا.... یہ کوئی معمولی بات نہیں تھی.... اب فاروق کو افسوس محسوس ہوا کہ اس نے یہ ترکیب کیوں اختیار کی تھی.... ساتھ ہی اسے شدید گھبراہٹ کا احساس ہوا.... اب وہ کمرے میں تنہا تھا.... انسپکٹر کامران مرزا اس کے پاس بے ہوش پڑے تھے.... عین اس وقت اس کی نظریں چھت کی طرف اٹھ گئیں.... اس کی آنکھوں میں بے تحاشا خوف سمٹ آیا.... آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں.... اور .... کھلا کا کھلا۔

○☆○
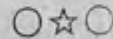
"اف مالک! یہ ہم کہاں ہیں یہ وہ کمرہ تو ہرگز نہیں ہے.... جس میں ہم سب بیٹھے ہوئے تھے اور جن بھائی سے باتیں کر رہے تھے....

یہاں تو وہ جن بھی نظر نہیں آ رہا.... وہ پہاڑ جیسا جن.... ارے اس کمرے کا تو کوئی دروازہ بھی نہیں ہے.... نہ کھڑکیاں ہیں، نہ روشن دان ہیں.... اس کا مطلب ہے.... یہ کمرہ نہیں.... چوہے دان ہے.... ارے باپ رے.... یہ جن.... یہ روح صاحب.... کیا ہمیں چوہے سمجھتے ہیں.... پتا نہیں سمجھتے ہیں یا نہیں.... سمجھتے ہیں تو سمجھتے رہیں.... ہمارا کیا جاتا ہے.... لیکن سوال یہ ہے کہ باقی ساتھی کہاں ہیں.... کیوں انکل.... کیا آپ بتا سکتے ہیں.... ہمارے باقی ساتھی کہاں ہیں"۔ آفتاب روانی کے عالم میں کہتا چلا گیا۔

"ہاں بتا سکتا ہوں.... لیکن اس وقت جب تم ذرا دیر کے لیے اپنی زبان کو روکو"۔ خان رحمان بولے۔

"لیجیے.... میں نے اپنی زبان کو روک لیا.... اب آپ بتائیں ہمارے باقی ساتھی کہاں ہیں؟"

"اسی طرح کے ایک دوسرے کمرے میں"۔ وہ بولے۔

"ہو سکتا ہے.... یہی بات ہو.... لیکن اس کمرے میں ہم بھلا کب تک رہ سکتے ہیں"۔

"جب تک یہاں سے نکل نہیں جاتے.... اس وقت تک"۔ خان رحمان مسکرائے۔

"آپ تو آج میرے بھی کان کاٹ رہے ہیں"۔

"اس کمرے میں اور کیا کروں"۔ انہوں نے فوراً کہا۔

"میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے.... کیوں نہ میں منہ سے الو کی آواز نکالوں"۔

"اس سے کیا ہو گا؟

"اس سے ہو گا یہ کہ اگر میری آواز اس کمرے سے باہر جا سکتی ہے.... تو پھر دوسرے بھی سن سکیں گے"۔

"اچھا ٹھیک ہے.... نکالو آواز"۔ خان رحمان بولے۔

اس نے منہ سے الو کی آواز نکالی.... لیکن کئی سیکنڈ گزرنے کے باوجود جواب میں کوئی آواز سنائی نہ دی۔

"یہ ترکیب تو ہو گئی تمہاری فیل.... اب؟" خان رحمان مسکرائے۔

"اس قلعے کا جن یا روحیں شاید یہ چاہتے ہیں کہ ہم خزانے کے سلسلے میں کوئی ہاتھ پیر نہ مار سکیں.... لہٰذا انہوں نے ہمیں ایسے بند کمروں میں بند کر دیا ہے"۔

"کیا کہا.... بند کمروں میں بند"۔ خان رحمان حیران ہو کر بولے۔

"جی.... وہ.... وہ میں.... اب کیا بتاؤں.... ان حالات میں جو بات بھی منہ سے نکل جائے، غنیمت ہے"۔

"ہاں! یہ تو خیر ہے.... اچھا پھر.... اب کیا کریں.... یہ بتاؤ"۔

"سوچ رہا ہوں.... آپ کو اور کیا بتاؤں.... اوہ ہاں.... ایک اور بات ذہن میں آئی ہے"۔

"بہت خوب.... اور وہ بات کیا ہے"۔

"میرے پاس ایک کیل ہے"۔

"کیل.... کیا مطلب"۔ خان رحمان حیران ہو کر بولے۔

"کیل کا مطلب کیل ہی ہوتا ہے انکل.... یا پھر میخ کہہ لیں"۔

"لیکن کیل تمہارے پاس کیوں ہے"۔ ان کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جس طرح فاروق اپنی جیب میں بے شمار چیزیں ٹھونسے رکھتا ہے.... اسی طرح میں بھی کرتا ہوں.... میں بھی دنیا جہاں کی چیزیں اپنی جیب سے نکال کر دکھا سکتا ہوں.... ہاں تو انکل میرے پاس ایک کیل ہے"۔

"مان لیا کہ تمہارے پاس ایک کیل ہے.... لیکن ہم ایک کیل سے اس وقت بھلا کیا کام لے سکتے ہیں"۔

"ایک کیل سے.... ایک دیوار میں.... ایک سوراخ تو کر ہی سکتے ہیں"۔ آفتاب نے رک رک کر کہا۔

"تو پھر.... اس سے کیا ہو گا.... ایک سوراخ ہمارے کس طرح کام آئے گا"۔ خان رحمان نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ بعد کی بات ہے انکل.... کہ سوراخ کسی کام آتا ہے یا نہیں.... فی الحال تو ہم سوراخ کر کے دیکھیں گے"۔

"اور سوراخ کیا کس چیز سے جائے گا"۔

"آپ کے فوجی جوتے سے.... یہ وزنی تو ہے ہی.... اس کا تلا بھی بہت سخت ہے"۔

"چلو ٹھیک ہے.... کر لیتے ہیں تجربہ"۔ آخر وہ بولے۔

آفتاب نے کیل جیب سے نکالا.... اور اس کی نوک دیوار پر ایک جگہ رکھی.... اتنی دیر میں خان رحمان جوتا اتار چکے تھے.... آفتاب نے جوتا ان کے ہاتھ سے لے لیا اور کیل کی ٹوپی پر جوتے کی ایڑی پورے زور سے رسید کی.... اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب کیل فوراً دیوار میں گھس گئی۔

"ارے.... کمال ہے.... اس قدر آسانی سے کیل دیوار میں گھس گئی"۔

"لیکن ہمارا کون سا مقصد حل ہوا.... یہ بتاؤ"۔ خان رحمان نے منہ بنایا۔

اچانک آفتاب کے منہ سے مارے خوف کے ایک آواز نکلی.... خان رحمان نے چونک کر اس جگہ کی طرف دیکھا.... جہاں کیل گھسی تھی۔

اور پھر ان کی آنکھوں سے بھی خوف ٹپکنے لگا۔

○☆○
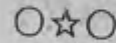
9

خون میں غسل

"اللہ اپنا رحم فرما.... یہ اس بار ہم کس چکر میں پھنس گئے"۔

منور علی خان کی آواز سن کر محمود نے بھی چونک کر آنکھیں کھول دیں۔

"کیا ہوا انکل؟" وہ بولا۔

"یہ پوچھو کیا.... نہیں ہوا؟"

"چلیے پھر پہلے یہ بتا دیں کہ کیا نہیں ہوا"۔ وہ مسکرایا۔

"اس کمرے کو دیکھو.... کیا ہم تھوڑی دیر پہلے.... یعنی گرد کے طوفان سے پہلے اس کمرے میں تھے؟"

محمود نے گھبرا کر چاروں طرف دیکھا' پھر نفی میں سر ہلاتے ہوئے اس نے کہا۔

"نن نہیں.... انکل.... ہم اس کمرے میں ہرگز نہیں تھے"۔

"لیکن اس دوران ہم ہوش میں رہے ہیں.... بے ہوش نہیں ہوئے تھے.... صرف گرد کی وجہ سے ہم نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں.... پھر ہم اس کمرے میں کس طرح آ گئے"۔

"اس بات کا میں کس طرح جواب دے سکتا ہوں.... جب کہ

میں بھی آپ کے ساتھ ہوں"۔ محمود نے برا سا منہ بنایا۔

"اور ہمارے باقی ساتھی بھی یہاں نہیں ہیں"۔

"تب.... سب ضرور اس کمرے میں رہ گئے ہوں گے"۔

"میں بتا چکا ہوں.... میں اس بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا"۔

"اور اس کمرے میں.... نکلنے کا بھی کوئی راستا نہیں ہے"۔

"یہ بات بہت عجیب و غریب ہے.... لیکن ہم بھی کوئی نہ کوئی راستا تلاش کر لیں گے.... آپ ذرا اپنا بیگ الٹ دیں فرش پر"۔

"کیوں.... کیا کرنا چاہتے ہو؟" انہوں نے پوچھا۔

"یہ دیکھنا چاہتا ہوں.... کہ ہمارے پاس کیا کیا چیزیں ہیں اور ہم ان سے کیا کام لے سکتے ہیں"۔

"اوہ اچھا"۔ وہ بولے اور پھر انہوں نے بیگ الٹ دیا۔

اس میں شکار کا عجیب و غریب سامان نکل کر فرش پر بکھر گیا.... محمود ایک ایک چیز کا جائزہ لینے لگا.... سامان میں سے اسے ایک ہتھوڑی اور لوہے کی چند چھوٹی چھوٹی چوبیں ملیں.... ان چوبوں کو زمین میں گاڑ کر خیمہ وغیرہ لگانے کا کام لیا جاتا تھا۔

"بہت خوب! ہمارے پاس تو بہت کچھ ہے.... ہم اس سامان سے کمرے کی دیوار توڑ سکتے ہیں"۔

"ارے باپ رے.... تم اس کمرے کی دیوار توڑو گے"۔ منور علی خان نے گھبرا کر کہا۔

"ہاں! بالکل توڑوں گا اور اس کے علاوہ ہم کر بھی کیا سکتے ہیں؟"

"بات تو ٹھیک ہے.... تو پھر لاؤ.... میں یہ کام شروع کرتا ہوں"۔

"یہ لیجیے.... آپ کر لیں.... مجھے کوئی اعتراض نہیں"۔ وہ مسکرایا۔

منور علی خان نے چوب لے کر دیوار پر رکھی.... اور ہتھوڑی سے اس پر چوٹ لگائی.... دوسرے ہی لمحے چوب دیوار میں اس طرح انہیں لگا جیسے گوشت میں دھنسی ہو۔

"ارے باپ رے.... یہ دیوار ہے یا گوشت"۔

"دد.... دیوار.... ہے.... میں اس پر مکا مارتا ہوں"۔

یہ کہہ کر اس نے ایک زور دار مکا دیوار پر دے مارا، اس کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی.... شدید چوٹ لگی تھی ہاتھ پر۔

"یہ.... دیوار ہی ہے انکل"۔

"تب پھر چوب اس میں.... ارے.... یہ کیا.... خ.... خون.... خون"۔ منور علی خان چلا اٹھے۔

اب محمود کی آنکھیں بھی مارے خوف کے پھیل گئیں.... جب اس نے دیکھا.... جس جگہ چوب دیوار میں دھنسی تھی، اس جگہ سے خون کی ایک موٹی سی لکیر بہہ کر فرش کا رخ کر رہی تھی۔

"یہ.... ضروری نہیں کہ یہ خون ہو.... یہ زنگ بھی ہو سکتا ہے"۔ محمود نے کانپتی آواز میں کہا۔

"تب پھر مجھے ایسا کیوں محسوس ہوا تھا کہ چوب گوشت میں دھنسی ہے.... جب کہ تمہارے ہاتھ پر چوٹ آئی ہے"۔

"میرا ہاتھ کوئی نوک دار چیز نہیں ہے.... آپ ذرا اس چوب کو واپس کھینچ لیں اور کسی اور جگہ رکھ کر ہتھوڑی ماریں"۔

"اچھا"۔ یہ کہہ کر انہوں نے چوب کو اپنے ہاتھ میں پکڑ کر کھینچ لینا چاہا.... لیکن ان کے منہ سے ایک زور دار چیخ نکل گئی.... وہ اچھل کر گرے۔

محمود نے دیکھا.... چوب ان کے ہاتھ میں آ کر گر گئی تھی.... اور اس سوراخ سے اب خون کی باقاعدہ دھار نکل رہی تھی۔

"آپ چلائے کیوں؟"

"یہ.... یہ سلاخ آگ کی طرح گرم ہے.... میرا ہاتھ جھلس گیا ہے"۔

"ارے باپ رے"۔

یہ کہہ کر اس نے دو قدم اٹھائے اور چوب کو چھو کر دیکھا.... لیکن اب وہ گرم نہیں تھی.... اس نے اس کو اٹھا لیا اور ہتھوڑی کو دوسرے ہاتھ میں لے لیا.... چوب کو دیوار پر ایک اور جگہ رکھا اور ہتھوڑی مارنے لگا تھا کہ منور علی خان چلائے۔

"نہ محمود نہ.... ایسا نہ کرنا.... اس وقت تو ایک دھار کمرے میں گر رہی ہے.... اگر کہیں دو گرنے لگیں تو کیا ہو گا.... ہم اس خون سے کس طرح بچیں گے"۔

"اتنا خون اس دیوار میں بھلا کہاں سے آئے گا"۔

"جہاں سے یہ خون آ گیا ہے.... کہیں دیواروں سے خون بھی نکلتا ہے.... لیکن آج نکل رہا ہے"۔ انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"آپ کہتے ہیں تو نہیں کرتا دوسرا سوراخ.... لیکن اب ہم کیا کریں؟"

"میں کچھ نہیں بتا سکتا' اب ہم کیا کریں یا کیا کر سکتے ہیں۔ میری تو عقل جواب دے گئی ہے.... لیکن بس تم دوسرا سوراخ نہ کرو"۔

"اچھا"۔ محمود نے کہا اور سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔

دیوار سے مسلسل خون دھار کی صورت میں گر رہا تھا اور فرش پر پھیلتا جا رہا تھا.... اور پھر پورے فرش پر خون نظر آنے لگا۔

"اف میرے مالک.... یہ تو یہاں جوہڑ بن جائے گا' خون کا"۔ محمود کانپا۔

"ہاں محمود.... میں بہت خوف محسوس کر رہا ہوں"۔ منور علی خان بولے۔

"تب پھر.... مجھے دوسرا سوراخ کر لینے دیں.... کیا خبر اس طرح خون رک جائے"۔ محمود ایک بار پھر اٹھ کھڑا ہوا.... اس نے چوب اور

ہتھوڑی ہاتھ میں اٹھا لیے۔

"اچھا بھائی کر گزرو دوسرا سوراخ"۔ انہوں نے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

اور پھر جونہی دوسرا سوراخ ہوا.... انہیں اپنی سٹی گم ہوتی نظر آئی۔

○☆○
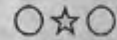
"یہ.... یہ کیا.... اس کمرے میں اب اچانک یہ راستا کیسے بن گیا"۔ فرزانہ نے چلا کر کہا۔

"د.... دروازہ.... کہاں ہے دروازہ"۔ آصف کی آواز ابھری۔

"اس طرف دیکھو"۔ فرزانہ نے پکڑ کر اسے گھما دیا۔

اس کی آنکھیں بھی حیرت کی زیادتی سے پھیل گئیں.... اب تک تو وہ اس صندوق نما کمرے کو پریشان نظروں سے دیکھتے رہے تھے.... اب دوڑتے دروازے کی طرف اور باہر نکل گئے.... جونہی باہر نکلے.... کوئی چیز پھڑپھڑ کرتی ان کی طرف آئی.... اس وقت تک رات ہو چکی تھی.... اور قلعے میں ہر طرف تاریکی ہی تاریکی نظر آ رہی تھی۔

"کمال ہے.... وہ کمرہ بند تھا.... لیکن اس میں اندھیرا نہیں تھا.... کمرے کے باہر اندھیرا ہی اندھیرا ہے"۔ آصف چلا اٹھا۔

"اور یہ کیا بلا چلی آ رہی ہے"۔ فرزانہ نے کانپ کر کہا۔

"آؤ فرزانہ.... واپس کمرے میں چلتے ہیں"۔

دونوں پلٹے.... اور دھک سے رہ گئے.... اب وہاں وہ دروازہ انہیں نظر نہ آیا۔

"ارے.... دروازہ کہاں گیا"۔ فرزانہ چلائی۔

"اچانک نمودار ہوا.... اچانک غائب ہو گیا.... میں بھلا کیا کہہ سکتا ہوں"۔ آصف نے برا سا منہ بنایا۔

عین اس وقت وہ پھڑپھڑاتی چیز ان پر آ گری.... ان کی چیخیں نکل گئیں.... وہ ایک بہت بڑی چمگادڑ تھی.... اندھیرے کے باوجود انہوں نے یہ بات صاف محسوس کر لی.... دونوں اپنے ہاتھوں کو پوری تیزی سے گھمانے لگے.... تاکہ اس کو دور رکھ سکیں.... لیکن کبھی وہ ایک طرف سے آ رہی تھی تو کبھی دوسری طرف سے۔

"یوں بات نہیں بنے گی"۔ فرزانہ کی ڈری ڈری آواز گونجی۔

"تو پھر بتاتی کیوں نہیں.... کیسے بنے گی"۔ آصف جھلا اٹھا۔

"ہم دونوں کمرے سے کمر ملا کر اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں"۔ فرزانہ نے فوراً کہا۔

"اچھا.... کاش ہمارے پاس کوئی ہتھیار.... ارے.... میری جیب میں ایک چیز ہے"۔ آصف نے چونک کر کہا۔

"تو نکالو.... کھڑے باتیں کیا بگھار رہے ہو"۔ فرزانہ کی تلملائی ہوئی آواز سنائی دی.... اسی وقت چمگادڑ اس کی پیشانی سے ٹکرائی.... اسے یہی محسوس ہوا جیسے پیشانی پر آگ لگ گئی ہو.... لیکن اس نے

اپنی چیخ کو روک لیا.... ورنہ آصف وہ چیز نہ نکال پاتا.... جس کا وہ کہ رہا تھا.... اس وقت اس کی آواز گونجی۔

"میرے ہاتھ میں اب ایک چاقو ہے"۔

"مم.... محمود کا چاقو"۔ فرزانہ نے پوچھا۔

"نہیں.... ایک عام چاقو.... لیکن اس سے ہم اس چمگادڑ کو زخمی کر ہی سکتے ہیں"۔

"تو بسم اللہ کرو"۔

آصف نے چاقو کھول لیا.... ادھر چمگادڑ نے اس کے گال پر جھپٹا مارا.... اس کے منہ سے ایک دل دوز چیخ نکل گئی۔

"ارے باپ رے.... شاید میرے گال سے بوٹی لے اڑی ہے"۔ اس کی کانپتی آواز نے فرزانہ کے بھی ہوش اڑا دیے.... اس کے ہاتھ بے اختیار اس جگہ کی طرف اٹھ گئے.... جہاں پیشانی پر آگ کا احساس ہوا تھا.... اس کے دونوں ہاتھ گیلے ہو گئے.... اس کا مطلب تھا.... اس کی پیشانی سے بھی خون بہہ رہا تھا۔

"آصف جلدی کرو.... ورنہ یہ چمگادڑ ہمیں لہولہان کر دے گی"۔

"اچھا!" وہ بولا اور چاقو والا ہاتھ اندھا دھند گھمانے لگا.... اس بار جو چمگادڑ اس کی طرف آئی تو چاقو والا ہاتھ اس کے پر کو کاٹتا ہوا اس میں دھنس گیا۔

"ارے باپ رے"۔ آصف لرز اٹھا۔

"کک.... کیا ہوا"۔

"اس کا پر کٹ گیا ہے.... لیکن میرا ہاتھ اس کے کٹے ہوئے پر میں دھنس گیا ہے"۔

"ارے تو بازو کو گھما کر اسے جھٹک دو"۔ فرزانہ چلائی۔

آصف نے ایسا ہی کیا.... چمگادڑ اس کے ہاتھ سے الگ ہو کر دور جا گری.... لیکن اسی وقت ان گنت چمگادڑوں کی پھڑپھڑاہٹیں سنائی دیں.... ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

"دوڑو آصف.... اب ہم یہاں نہیں رک سکتے"۔

"دوڑیں.... کہاں دوڑیں"۔

"آؤ.... اب میں اس اندھیرے میں دیکھنے کے قابل ہو چکی ہوں.... سڑک مجھے نظر آ رہی ہے.... ہم قلعے کے بیرونی گیٹ تک جا سکتے ہیں"۔

"تت.... تو کیا ہم باہر چلے جائیں گے.... اور ہمارے ساتھی"۔

"بھئی.... ان میں سے تو کوئی نظر ہی نہیں آ رہا.... آؤ"۔

اس نے آصف کا ہاتھ پکڑ لیا اور دوڑ لگا دی.... پھڑپھڑاہٹ کی آوازیں پیچھے رہ گئیں.... یہاں تک کہ دونوں سڑک پر دوڑتے ہوئے دروازے تک آ گئے.... دروازہ بالکل بند تھا.... دونوں نے اس کو کھولنے کے لیے زور لگایا.... لیکن وہ نہ ہلا۔

"شاید.... دروازہ اب باہر سے بند ہے"۔ فرزانہ بولی۔

"گویا ہم قلعے کے قیدی ہیں"۔ آصف بولا۔

"ادھر چمگادڑیں.... ادھر دروازہ بند.... ساتھی غائب.... ارے ہاں.... دروازے کے اس طرف وہ کمرہ ہے.... جس میں اس جن کے بچے نے ہمیں بٹھایا تھا.... اور وہیں وہ گرد کا طوفان شروع ہوا تھا۔

"ٹھیک ہے.... شاید ہمارے باقی ساتھی اسی کمرے میں ہیں.... آؤ"۔

انہوں نے ایک بار پھر دوڑ لگائی.... اور اس کمرے تک آئے.... کمرہ بالکل خالی پڑا تھا.... وہاں اس جن کا نام و نشان بھی نہیں تھا.... نہ ان کے ساتھی وہاں موجود تھے۔

"یا اللہ یہ ہم کس جنجال میں پھنس گئے"۔

"ہم.... مارے خوف کے میری جان نکلی جا رہی ہے فرزانہ"۔

"دیکھو.... بری بات ہے.... اگر ہم خوف کا شکار ہو گئے تو اپنے باقی ساتھیوں کے لیے کچھ نہیں کر سکیں گے"۔

"ب باقی.... ساتھی.... وہ ہیں کہاں.... وہ تو کہیں نظر نہیں آ رہے"۔

"اب کچھ فرصت ملے گی تو ان کی تلاش شروع کریں گے نا.... ایک اندھیرا.... دوسرے وہ چمگادڑیں.... تیسرے قلعے کا بند دروازہ.... اس کمرے میں بھی کوئی نہیں.... آخر ہم کریں تو کیا"۔

"اس کمرے میں بند ہو کر بیٹھ جاتے ہیں.... روشنی ہونے کا

انتظار کر لیتے ہیں.... ذرا دیکھنا.... وقت کیا ہوا ہے؟"

"وقت"۔ فرزانہ بولی اور پھر اس نے کلائی کی طرف دیکھا.... وہاں گھڑی نہیں تھی۔

"میری کلائی پر گھڑی نہیں ہے"۔

"تو گھڑی پر کلائی تو ہو گی.... وہاں دیکھ لو"۔ آصف نے برا سا منہ بنایا۔

"حد ہو گئی.... دماغ تو نہیں چل گیا تمہارا"۔ فرزانہ نے منہ بنایا۔

"ان حالات میں دماغ چل جائے تو یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہو گی"۔

"اوہو تم کیوں نہیں دیکھ لیتے وقت اپنی گھڑی پر"۔ فرزانہ چلائی۔

"اچھا اچھا.... دماغ کو کنٹرول میں رکھو.... مجھے اور خوف زدہ نہ کرو"۔ یہ کہہ کر اس نے اپنی کلائی کی طرف دیکھا لیکن وہاں بھی گھڑی نہیں تھی۔

"ہم وقت معلوم نہیں کر سکتے"۔

عین اس وقت گھنٹا بجنے کی آواز گونج اٹھی.... ٹن ٹن ٹن.... گھنٹا بجتا چلا گیا۔

"پچپن بجے ہیں"۔

"پیچپن بھی بجتے ہیں کبھی"۔ آصف بھنا کر بولا۔

"تو پھر... کیا کہوں... گھنٹا پیچپن بار بجا ہے"۔

عین اس لمحے انہوں نے جن کے قہقہے کی آواز سنی۔

"خدا کا شکر ہے... ان خوفناک لمحات میں جن کی آواز سنائی دی"۔ فرزانہ نے خوش ہو کر کہا۔

"حد ہو گئی... اب جن کی آواز بھی تمہارے لیے خوشی کی خبر ہو گئی"۔

"ہاں ہو گئی... پھر"۔ فرزانہ نے کاٹ کھانے کے انداز میں کہا۔

"معلوم ہوتا ہے... اب تم مجھ سے لڑ پڑو گی"۔

"اگر اوٹ پٹانگ باتیں کرو گے تو ضرور لڑ پڑوں گی... ہاں"۔ اس نے دھمکی دی۔

"اچھا بابا... میں نہیں کروں گا کوئی اوٹ پٹانگ بات"۔

"کیا حال ہے دوستو"۔ جن کی آواز سنائی دی۔

"ہمارے باقی ساتھی کہاں ہیں"۔

"خون میں غسل کر رہے ہیں"۔ جن کی آواز گونجی۔

"خون میں غسل... کیا کہہ رہے ہیں جن بھائی"۔

"یقین نہیں تو آؤ میرے ساتھ... لیکن اس صورت میں تمہیں بھی خون میں نہانا پڑے گا"۔

"نن نہیں۔ دونوں کانپ گئے۔

"بس... خون میں نہانے سے ڈر گئے... اپنے باقی ساتھیوں کا خیال تک دل سے نکال دیا"۔

"نہیں... نہیں... ہمیں ان تک لے چلو... ہم بھی ان کے ساتھ خون کا غسل کریں گے"۔

"تو پھر آؤ میرے ساتھ"۔

"کہاں آئیں ہمیں تو آپ نظر نہیں آ رہے"۔

"میں اسی کمرے میں ہوں"۔

جونہی وہ دونوں کمرے میں داخل ہوئے... کمرے کا دروازہ بند ہو گیا... اور پھر انہیں اپنی جان نکلتی ہوئی محسوس ہوئی... کمرے میں روشنی پھیل چکی تھی... اور اس روشنی میں نظر آنے والا منظر پہلے کی نسبت کئی گنا زیادہ ہولناک تھا۔

○☆○

۱۵
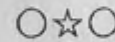
چلے جاؤ

کمرے میں فرحت، اشفاق، اخلاق، مکھن الٹے لٹکے نظر آئے.... لیکن جس رسی سے انہیں لٹکایا گیا تھا.... وہ انہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔

"ارے یہ کیا.... یہ تم الٹے لٹکے کیا کر رہے ہو"۔ فرزانہ چلاتی آواز میں بولی۔

"وہی.... جو ابھی تم بھی کرو گے"۔ فرحت کے چہکنے کی آواز سنائی دی۔

"ہائیں.... تم تو کچھ زیادہ ہی خوش نظر آ رہی ہو"۔ آصف کے لہجے میں حیرت تھی۔

"تو اور کیا کروں.... الٹے لٹکنے کا مزا ہی آج آیا ہے"۔

"حد ہو گئی.... تمہارا دماغ تو نہیں الٹ گیا"۔ فرزانہ نے برا سا منہ بنایا۔

"دماغ نہیں.... ہمارے جسم الٹ گئے ہیں"۔ مکھن بولا۔

"کیا تم کوئی تکلیف محسوس نہیں کر رہے"۔

"تکلیف.... ہمیں نہیں پتا.... تکلیف کسے کہتے ہیں"۔ اشفاق

بول اٹھا۔

"جن صاحب.... یہ کیا ہے.... آخر یہ الٹے کس طرح لٹکے ہوئے ہیں.... ہمیں کوئی رسی کیوں نہیں نظر آ رہی؟" فرزانہ نے پوچھا۔

"یہ رسی سے بندھے ہوئے ہیں ہی نہیں تو رسی کس طرح نظر آئے گی"۔ جن نے شاید برا سا منہ بنایا.... کیونکہ وہ ابھی تک نظر نہیں آیا تھا۔

"لیکن رسی کے بغیر کوئی کس طرح الٹا لٹک سکتا ہے؟"

"بس اسی طرح لٹک سکتا ہے.... جس طرح یہ لٹکے ہوئے ہیں"۔ جن ہنسا۔

"لیکن کس طرح؟"

"میں نے بتایا تو ہے.... انہیں میں نے الٹا لٹکایا ہوا ہے"۔

"تب پھر ہمیں بھی لٹکا دیں الٹا.... جس حالت میں یہ ہیں اسی حالت میں ہم سہی"۔ فرزانہ نے تلملا کر کہا۔

"میرے لیے یہ کیا مشکل ہے"۔

اس کے ان الفاظ کے ساتھ ہی دو مضبوط ہاتھوں نے ان دونوں کو اوپر اٹھا دیا.... وہ اونچے ہوتے چلے گئے.... ہاتھ انہیں نظر نہیں آ رہے تھے۔

"یہ.... یہ وہ جن تو نہیں ہو سکتا.... وہ تو ہمیں نظر آ رہا تھا"۔

"ہاہاہا.... میں جن نہیں.... روح ہوں.... وہ روح جو تمہیں یہاں تک لائی ہے.... یہ تم نے کیا کام شروع کر دیا یہاں آ کر.... ہیں"۔ روح نے دھمکانے کے انداز میں کہا۔

"تمہارا دماغ چل گیا ہے"۔ مکھن نے بھنا کر کہا۔

"کیا کہا.... کس کا دماغ چل گیا ہے"۔ فرحت نے حیران ہو کر کہا۔

"روح کا اور کس کا؟"۔ مکھن نے کہا۔

"روح کا کوئی دماغ ہوتا ہے؟" اشفاق بولا۔

"پتا نہیں ہوتا ہے یا نہیں.... میں چلنے کی بات کر رہا ہوں.... ہونے نہ ہونے کی نہیں"۔ مکھن تلملا کر بولا۔

"لیکن پیاری روح.... اے روح.... ہم اتنے بے وقوف نہیں.... جتنے کہ تم خیال کر بیٹھی ہو"۔ مکھن بولا۔

"تم کیسے کہہ سکتے ہو کہ روح بیٹھی ہے.... ہو سکتا ہے.... یہ کھڑی ہو"۔ اشفاق نے پریشان ہو کر کہا۔

"کیا کہا تم نے.... تم اتنے بے وقوف نہیں ہو.... میں کیوں خیال کرتی تم لوگوں کو بے وقوف"۔ روح نے برا مان کر کہا۔

"تم نے ابھی ابھی کہا ہے کہ میں جن نہیں ہوں.... وہ روح ہوں.... جو ہم لوگوں کو یہاں لائی ہے.... لیکن یہ بات بالکل غلط ہے"۔ مکھن نے جلدی جلدی کہا۔

"اور یہ بات کس طرح غلط ہے.... ذرا اس کی وضاحت کر دیں"۔

"یہ بات اس لیے غلط ہے کہ ہم اس روح کی آواز کو بخوبی پہچان سکتے ہیں.... تمہاری آواز اس روح کی آواز جیسی نہیں"۔

"اوہ.... اوہ"۔ روح نے حیران ہو کر کہا۔

"کیا ہوا پیاری روح"۔

"واقعی تم بہت چالاک ہو.... لیکن خیر' اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا"۔ روح کی آواز گونجی۔

"کس سے کوئی فرق نہیں پڑتا.... یہ بھی تو بتائیں نا"۔

"میرے وہ روح ہونے یا نہ ہونے سے.... میں تمہارے لیے اتنی ہی خطرناک ہوں.... جتنا کہ وہ.... لہٰذا تم خزانہ میرے لیے تلاش کرو گے.... نہ کہ اس کے لیے"۔

"یک نہ شد دو شد.... اب ہم خزانہ ان کے لیے بھی تلاش کریں گے.... ہم تو ہو گئے خزانہ تلاش کرنے کی مشینیں.... آخر تم روحوں نے ہمیں سمجھ کیا رکھا ہے؟" مکھن نے بھنا کر کہا۔

"ایک غلام؟"

"لیکن ایک وقت میں ہم کئی روحوں کے غلام کس طرح ہو سکتے ہیں.... تم ہوش میں تو ہو پیاری روح"۔

"تم نے سنا نہیں.... جس کی لاٹھی اس کی بھینس"۔

"یہ یہاں بھینس اور لاٹھی کا ذکر کہاں سے نکل آیا"۔

"جو طاقت ور ہو گا.... وہی تم سے فائدہ اٹھائے گا.... اس قلعے میں حکمرانی میری ہے.... دیکھتے نہیں.... کس طرح تم لوگوں کو گرد کے طوفان میں الجھایا"۔

"ارے.... تو کیا وہ گرد کا طوفان بھی مصنوعی تھا"۔ فرحت کے لہجے میں حد درجے حیرت تھی۔

"ادھر ادھر کی باتیں نہ کرو.... تمہارے باقی ساتھی اس وقت خون میں غسل کر رہے ہیں.... اگر تم لوگ میرے لیے خزانہ تلاش کرنے کا وعدہ کر لو تو اسی وقت انہیں باہر نکال سکتی ہوں.... ورنہ اپنی مدد کے لیے تم اس روح کو آواز دے کر دیکھ لو"۔

"شکریہ.... پہلے ہم آواز دے کر دیکھ لیتے ہیں.... پھر بات کریں گے.... اس لیے کہ یہاں تک ہمیں وہ روح لائی ہے.... اس کا حق پہلے ہے.... تمہارا بعد میں"۔ یہ کہہ کر فرحت نے بلند آواز میں کہا۔

"پیاری روح صاحبہ.... تم کہاں ہو.... ہمیں آواز دو.... ہم یاد کرتے ہیں"۔

"یہ تم روح کو پکار رہے ہو یا گانا گا رہے ہو"۔ آصف نے جھلا کر کہا۔

"گگ.... گانا.... مجھے گانا وانا نہیں آتا.... میں صرف روح کو پکار رہی ہوں"۔

"لیکن افسوس! اس روح نے کوئی جواب نہیں دیا"۔

"اب وہ جواب دے گی بھی نہیں.... اس لیے کہ اس کی آواز اس قلعے کے باہر تو سنائی دے سکتی ہے.... قلعے کے اندر نہیں، قلعے کے اندر میرا راج ہے"۔

"ہم تو بہرحال پھنس گئے روحوں کے راج میں"۔ مکھن بولا۔

"ہاں! تم لوگ برے پھنسے ہو.... اب اگر تم میرے لیے خزانہ تلاش کرنے پر آمادہ ہو تو میں تمہارے ساتھیوں کو خون کے غسل سے نجات دلا سکتی ہوں"۔

"ٹھیک ہے.... دلا دیں نجات.... اور ہم لوگوں کو بھی سیدھا کر دیں، اس لیے کہ ہم سیدھے زیادہ اچھے لگتے ہیں"۔

"اوہ! یہ کیا مشکل ہے.... ابھی لو"۔

اچانک وہ دھڑام سے نیچے آ گرے.... انہوں نے اپنے ہاتھوں کی مدد سے اپنے سروں کو بچایا۔

"خدا کا شکر ہے.... ہم سیدھے تو ہوئے.... مجھے تو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اب کبھی سیدھے نہیں ہوں گے"۔

"آؤ میرے ساتھ ساتھ"۔ روح کی آواز سنائی دی۔

"آپ کے ساتھ ساتھ کس طرح آئیں.... جب کہ ہم آپ کو دیکھ نہیں سکتے"۔

"آواز تو سن سکتے ہو نا.... بس آؤ"۔

وہ آواز کے پیچھے چلتے گئے.... اب پوری حویلی میں روشنی نظر آ رہی تھی.... وہ انہیں ایک کمرے تک لے آئی۔

پہلے اس کمرے میں کوئی دروازہ نہیں تھا.... اس لیے تمہارے ساتھی باہر نہیں نکل سکے.... اب جونہی انہیں دروازہ نظر آئے گا.... وہ باہر نکل آئیں گے"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی کمرے میں دروازہ نمودار ہو گیا.... اور وہ کھلا ہوا تھا.... ان کے ساتھی اس طرح باہر نکلے.... جیسے اندر کسی عظیم مصیبت میں مبتلا ہوں.... لیکن وہ صرف دو تھے.... رفعت اور ٹی ایس ایم.... دونوں خون میں ڈوبے ہوئے تھے۔

"ارے.... باقی ساتھی کہاں ہیں"۔ فرحت بولی۔

"وہ دوسرے کمروں میں ہیں.... آؤ میرے ساتھ"۔

"رفعت.... بی سی ایس.... تم دونوں ٹھیک تو ہو"۔

"خون میں غسل کر کے آ رہے ہیں.... پتا نہیں خون میں غسل کرنے کے بعد آدمی ٹھیک ہوتا یا نہیں"۔ رفعت نے برا سا منہ بنایا۔

"محسوس کیا کر رہے ہو؟" فرحت نے منہ بنایا۔

"پتا نہیں ہم کیا محسوس کر رہے ہیں.... مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ ہم محسوس بھی کر رہے ہیں یا نہیں"۔

حد ہو گئی.... تم اپنے ہوش میں تو ہو"۔ فرحت تلملا اٹھی۔

"یہ بھی پتا نہیں"۔

"اچھا پہلے دوسرے ساتھیوں کو کمروں سے نکال لیں.... پھر بیٹھ کر باتیں کریں گے"۔ فرحت نے کہا۔

اور پھر روح نے ایک ایک کر کے تمام دروازے کھول دیے.... جب سب ایک جگہ جمع ہو گئے.... ان کے کپڑے خون سے لت پت تھے اور سب کے سب عجیب ہیبت ناک سے لگ رہے تھے.... ایسے میں روح کی آواز سنائی دی۔

"تم لوگوں کو اب تک یہ اندازہ ہو گیا ہو گا کہ تم کس حد تک میرے رحم و کرم پر ہو.... میرے مقابلے میں تم کچھ بھی کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہو.... اور میں سب کچھ کر سکتی ہوں.... لہٰذا تم خزانہ صرف اور صرف میرے لیے حاصل کرو گے"۔

"اور وہ جو دوسری روح صاحبہ ہیں"۔ انسپکٹر جمشید پریشان ہو گئے۔

"اس سے میں نبٹ لوں گی"۔

"تو پہلے ہی کیوں نہیں نبٹ لیتیں آپ.... آپ ایسا کریں.... تمام روحیں اور جن وغیرہ جتنے بھی اس خزانے میں دلچسپی رکھتے ہیں.... وہ سب آپس میں بیٹھ کر فیصلہ کر لیں.... اور ہمیں بتا دیں اپنا فیصلہ.... کہ ہم خزانہ کس کے لیے تلاش کریں.... ویسے ایک بات اب تک ہماری سمجھ میں نہیں آئی؟"

"اور وہ کون سی بات ہے؟"

"روحوں کو اس خزانے کی آخر کیا ضرورت پیش آ گئی ہے.... وہ بھی اتنی بہت سی روحوں کو اور انہیں اس خزانے کا پتا کس طرح لگ گیا.... دوسرے یہ کہ یہ کیسی روحیں ہیں جو اس قدر حیرت انگیز کام کر سکتی ہیں.... لیکن ایک خزانہ تلاش نہیں کر سکتیں"۔

"یہ ایک بات تو نہیں ہوئی.... کئی باتیں ہو گئیں"۔ روح نے شاید برا مان کر کہا۔

"چلیے آپ ایک ایک کر کے جواب دے دیں"۔ فاروق مسکرایا۔

"اس خزانہ کی ضرورت روحوں کو نہیں.... روحوں کے جو رشتے دار دنیا میں ہیں.... انہیں ہے.... اور انہوں نے ہی روحوں کے ذریعے ہمیں دنیا میں واپس بلایا ہے.... تاکہ ہم ان کا یہ کام کر سکیں"۔

"تب پھر آپ یہ کام خود کیوں نہ کر سکیں ہماری مدد کی آپ کو کیا ضرورت پڑ گئی؟"

"ہم سرتوڑ کوشش کے باوجود خزانہ تلاش نہیں کر سکیں.... جب ہم کوشش کر کے تھک چکیں تو پھر سر جوڑ کر بیٹھیں.... اور آخر اس نتیجے پر پہنچیں کہ آپ لوگوں سے یہ کام لیا جائے"۔

"لیکن روحوں کو یہ کیسے معلوم ہو گیا کہ یہ کام ہم کر سکتے ہیں"۔ انسپکٹر جمشید نے برا سا منہ بنایا۔

"روحوں کو یہ بات معلوم نہیں تھی.... انہیں ان کے ان رشتے

داروں نے بتائی جنھوں نے عاملوں کے ذریعے روحوں کو بلوایا تھا"۔

"اوہ! اس طرح تو وہ لوگ براہ راست ہم سے آ کر یہ کام کام لے سکتے تھے"۔

"اس صورت میں سارے خزانے پر تم لوگ قبضہ کر لیتے.... انہیں کچھ نہ ملتا"۔

"وہ تو ہم اب بھی کر سکتے ہیں"۔ انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"نہیں کر سکتے.... اب تم لوگوں کی کلیں ہمارے ہاتھوں میں ہیں.... تم ہماری مرضی کے خلاف کوئی قدم اٹھا کر دیکھ لو، اندازہ ہو جائے گا"۔

"اور اگر ہم بھی خزانہ تلاش نہ کر سکے"۔

"اس صورت میں تم لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیں گی.... اس کے بعد کسی اور پارٹی سے یہ کام لینے کی کوشش کی جائے گی"۔

"ارے باپ رے.... تب تو بہت خوفناک پروگرام ہے تم لوگوں کا"۔

"ہم خود خوفناک ہیں تو پروگرام کیوں نہ خوفناک ہو گا"۔ روح کی آواز سنائی دی۔

"ایک روح قلعے سے باہر موجود ہے.... جس نے ہمیں یہاں بھیجا ہے.... ایک روح آپ ہیں.... آپ کے علاوہ بھی قلعے میں کوئی روح ہے"۔

"نہیں.... بس میں ہی ہوں اور تم لوگوں کے لیے بہت کافی ہوں"۔

"اور وہ جن"۔

"وہ ہمارا ڈراما تھا.... تم لوگوں کو ڈرانے کے لیے.... لیکن تم اس جن سے ڈرے ہی نہیں"۔

"ڈراما.... کیا مطلب؟"

"ہم نے اس جن کو قابو میں کر لیا تھا.... اس نے بس ہماری ہدایات پر عمل کیا ہے"۔

"کمال ہے.... اب روحیں جنوں کو بھی قابو میں کرنے لگ گئیں"۔

"اگر ہم انسانوں کو اپنے قابو میں کر سکتی ہیں تو جنوں کو کیوں نہیں کر سکتیں"۔

"اور گرد کا طوفان کس طرح لایا گیا"۔

"روحیں اس قسم کے ہزارہا کام آسانی سے کر سکتی ہیں.... یوں کہ لیں، یہ ان کے بائیں ہاتھ کا کام ہے"۔

"پتا نہیں کیا مصیبت ہے.... اس قسم کا کیس پہلے کبھی ہمارے پلے نہیں پڑا"۔

"ارے.... مجھے ایک خیال سوجھا ہے"۔ شوکی کی آواز ابھری۔

"چلو پہلے تم اپنا خیال سناؤ"۔ انسپکٹر جمشید نے مسکرا کر کہا اور

سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

"یہ روحوں وغیرہ کا کوئی چکر نہیں.... ابطال کا چکر ہے.... باہر بھی روح کے روپ میں ابطال نے ہی ہم سے ملاقات کی تھی.... اور اندر بھی اس وقت ہم دراصل ابطال سے ہی بات کر رہے ہیں"۔ شوکی نے جلدی جلدی کہا۔

"اوہ.... ارے ہائیں"۔ وہ چلائے.... لیکن انسپکٹر کامران مرزا اور انسپکٹر جمشید اسی طرح بیٹھے رہے۔

"آپ شوکی کی بات سن کر نہیں اچھلے"۔ محمود کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں نہیں اچھلے.... اس لیے کہ شوکی کا اندازہ درست نہیں"۔

"وہ کیسے؟"

"یہ ابطال نہیں.... اس کیس میں ابطال، جیرال اور راتور شامل ہو ہی نہیں سکتے.... جس وقت ہم ان سے باتیں کر کے فارغ ہوئے تھے.... اسی وقت تو روح صاحبہ کا فون آ گیا تھا.... دوسرے یہ کہ روح نے یہ بات ظاہر کر دی تھی کہ وہ کرسی پر بیٹھی ہے.... لہٰذا میں نے کرسی پر وار کیے تھے.... چھو کر بھی دیکھنے کی کوشش کی تھی.... لیکن کرسی پر میں کوئی جسم محسوس نہیں کر سکا تھا"۔

"تب پھر.... کیا آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ روح ہی ہے"۔

"یہ روح ہے یا نہیں.... میں کیا کہ سکتا ہوں، افسوس یہ کہ اس

بار ہم پروفیسر صاحب سے الگ ہو گئے.... کم از کم روح صاحب آپ کو یہ ظلم نہیں کرنا چاہیے تھا"۔

"پتا نہیں.... تم کس ظلم کی بات کر رہے ہو"۔ روح نے شاید برا سا منہ بنا کر کہا۔

"ارے ہاں.... وہ باہر والی روح کا معاملہ ہے.... باہر والی روح نے ہمارے ساتھ کیا کیا.... یہ اندر والی روح کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے.... اندر والی روح نے کیا سلوک کیا.... یہ باہر والی روح کو معلوم نہیں ہو گا"۔ فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"اوہو.... کیا باہر والی اور اندر والی کی رٹ لگا دی.... خاموش رہو"۔ محمود جھلا اٹھا۔

"روح صاحب آپ ہمارا ایک کام کر دیں.... ہم آپ کے لیے خزانہ تلاش کر دیں گے"۔

"ہاں کہو"۔ اس نے فوراً کہا۔

"ہمارے ایک ساتھی ہیں پروفیسر داؤد.... انہیں ہم ان کی تجربہ گاہ میں چھوڑ آئے تھے.... ہم انہیں یہاں اپنے ساتھ چاہتے ہیں"۔

"افسوس! میں قلعے سے باہر نہیں جا سکتی.... یہ کام باہر والی روح کر سکتی ہے.... تم اس سے درخواست کر سکتے ہو"۔

"لیکن اس کے لیے تو ہمیں قلعے سے باہر جانا ہو گا.... کیا ہم جا سکتے ہیں"۔

"ہاں کیوں نہیں.... ضرور جا سکتے ہیں"۔

"تو پھر ہم جا رہے ہیں.... اب اپنے ساتھی کو لے کر لوٹیں گے"۔

یہ کہتے ہی انسپکٹر کامران مرزا نے باہر کی طرف دوڑ لگا دی.... سب ان کے پیچھے دوڑ پڑے.... قلعے کا بیرونی دروازہ اتنا ہی کھلا ہوا تھا.... جتنا کہ وہ کھول سکے تھے.... وہ اس میں سے باہر نکل گئے۔

"یہ.... یہ کیا.... تم لوگ باہر آ گئے"۔

"ہاں! بس.... آ گئے.... اندر والی روح نے اجازت دی ہے کہ ہم پروفیسر داؤد کو اپنے ساتھ لے آئیں"۔

"اس کا دماغ پھر گیا ہے"۔ باہر والی روح نے چیخ کر کہا۔

"ارے باپ رے.... اب روحوں کے دماغ بھی چلیں گے"۔

"ہاں! چلیں گے.... پروفیسر داؤد یہاں نہیں آ سکتے"۔

"اس صورت میں خزانہ بھی نہیں ملے گا.... کیونکہ ان کے پاس ایسے آلات ہیں.... جن کی مدد سے خزانہ بہت جلد مل جائے گا"۔

"کک.... کیا واقعی؟" روح کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں واقعی"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"اچھا خیر.... دیکھا جائے گا.... جاؤ اور جا کر انہیں لے آؤ"۔ روح نے سرد آہ بھری۔

"پیاری روح.... یہ سرد آہ کس لیے.... موسم تو گرم ہے"۔

"میرے آقاؤں نے ہدایت کی تھی کہ آپ لوگ قلعے میں سائنس دان کو نہ لے جانے پائیں"۔

"تو پھر.... آپ اپنے آقاؤں کی ہدایت کی خلاف ورزی کیوں کر رہی ہیں"۔

"انہی کی یہ ہدایت بھی ہے کہ خزانہ ملنے کا جو امکان بھی نظر آئے.... اس کو نہ چھوڑنا.... اب اگر خزانہ پروفیسر داؤد کی مدد سے مل سکتا ہے تو انہیں یہاں لانے کی اجازت دینا ہو گی"۔

"آپ کا بہت بہت شکریہ.... آپ اندر والی روح کی نسبت بہت اچھی ہیں"۔

"مکھن نہ لگاؤ.... اور جاؤ"۔

"کبھی آپ بہت بے تکلفی سے باتیں کرنے لگتی ہیں.... کبھی آپ کہہ کر باتیں کرتی ہیں، ایسا کیوں ہے"۔

"یہ مجھ میں بہت بڑی خرابی ہے"۔

اور وہ اپنی گاڑی کی طرف دوڑ پڑے.... رہ رہ کر انہیں یہ خوف محسوس ہو رہا تھا کہ کہیں روح اپنا پروگرام نہ تبدیل کر دے.... بڑی مشکل سے یہ موقع ہاتھ آیا تھا.... وہ پروفیسر داؤد کے لیے بہت پریشان تھے.... آخر آندھی اور طوفان کی طرح گاڑی چلاتے وہ تجربہ گاہ پہنچ گئے.... اس وقت رات کے دو بج رہے تھے.... ہر طرف ہو کا عالم طاری تھا.... کبھی کبھی کہیں دور کسی کتے کے بھونکنے کی آواز آ جاتی تھی۔

تجربہ گاہ کے دروازے کے سامنے کار روک کر وہ آگے بڑھے.... دروازہ اندر سے بند تھا.... فوجی چوکیدار رات کے وقت دروازہ اندر سے بند رکھتے تھے.... اور خود اندر ہی رہتے تھے.... محمود نے جونہی دستک دی.... ایک خوفناک آواز گونجی۔

"چلے جاؤ یہاں سے.... یہاں تمہیں کچھ نہیں ملے گا"۔

○☆○

11
روح + جن

"ہائیں! یہ آواز تو بالکل پروفیسر صاحب کی ہے"۔ انسپکٹر جمشید نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں.... وہی بولے تھے.... محمود.... دستک پھر دو"۔

محمود نے پھر گھنٹی بجائی.... اندر سے پروفیسر داؤد پھر چلائے۔

"بھاگ جاؤ.... پاگلو.... دور ہو جاؤ"۔

وہ سکتے میں آ گئے۔

"میرا خیال ہے.... وہ اپنے ہوش میں نہیں ہیں"۔

"لیکن.... ملٹری مین کہاں ہیں.... انہیں تو دروازہ کھولنا چاہیے تھا"۔ فرزانہ نے الجھن کے عالم میں کہا۔

"محمود.... دستک جاری رکھو"۔

محمود بار بار گھنٹی بجانے لگا.... ہر بار اندر سے پروفیسر داؤد کی چیختی آواز سنائی دیتی رہی۔

"ایسا لگتا ہے جیسے اندر کوئی ملٹری مین نہیں ہے.... اب اکرام کو بلا لیں"۔

اور پھر انسپکٹر جمشید نے اکرام کو وائرلیس پر ہدایات دیں.... وہ سامان سمیت جلد ہی پہنچ گیا.... سیڑھی لگائی گئی.... اس کے ذریعے وہ تجربہ گاہ کی چھت پر اتر گئے.... اب دبے پاؤں نیچے اترے اور سیدھے تجربہ گاہ کی طرف بڑھے.... ہر طرف موت کا سناٹا تھا.... کوئی ذی روح نظر نہیں آ رہا تھا۔

"پروفیسر صاحب.... آپ کہاں ہیں؟"

"ہائیں.... تم اندر آ گئے.... شیطانو.... میں نے کہا تھا کہ اندر نہ آنا.... اب بھی بھاگ جاؤ.... ورنہ تم لوگوں کی خیر نہیں"۔

"پروفیسر.... ہوش میں آئیں.... یہ ہم ہیں.... انسپکٹر جمشید، خان رحمان، انسپکٹر کامران مرزا وغیرہ اور بچے.... آپ کہاں ہیں.... پہلے یہ تو بتائیں"۔

"نہیں بتاؤں گا.... میرا پیچھا چھوڑو.... میں اب تم لوگوں کے لیے کوئی کام نہیں کروں گا.... تم مجھے الو بنا کر اپنے ساتھ رکھتے ہو.... مجھ سے بڑے بڑے کام لیتے ہو.... میں اتنا بڑا سائنس دان تمہارے ساتھ مزدوروں کی طرح کام کرتا پھرتا ہوں.... تمہیں مجھ پر ذرا ترس نہیں آتا.... مجھ سے ناجائز فائدے اٹھاتے ہو.... تم خود غرض ہو"۔

"یہ.... یہ آج آپ کس قسم کی باتیں کر رہے ہیں"۔ انسپکٹر جمشید نے بوکھلا کر کہا۔

اس وقت تک وہ آواز کی سمت کا اندازہ لگا چکے تھے کہ وہ کہاں

ہیں.... لہٰذا اب وہ دبے پاؤں آگے بڑھے۔

"مجھے کچھ نہیں ہوا.... تم لوگوں پر جنون سوار ہے.... اب تم خزانہ تلاش کرنے کے چکر میں ہو.... میں تم لوگوں کے ساتھ اپنا وقت کیوں برباد کروں.... تم تو بالکل فضول لوگ ہو.... جاؤ بھاگ جاؤ"۔

وہ کوئی بات کیے بغیر آگے بڑھتے چلے گئے.... ادھر پروفیسر کہہ رہے تھے۔

"کیوں.... اب سانپ سونگھ گیا ہے.... بولتے کیوں نہیں.... یا پھر تم چلے گئے ہو"۔

ان کی آواز اب بہت نزدیک سے آ رہی تھی.... کیونکہ وہ اس کمرے کے باہر پہنچ چکے تھے.... جس کے اندر سے آواز آ رہی تھی.... انسپکٹر جمشید نے آہستہ سے دروازے پر دباؤ ڈالا.... وہ کھل گیا۔

"ہائیں.... یہ دروازہ کس نے کھولا؟" پروفیسر کی چیخ سنائی دی۔

"یہ ہم ہیں انکل"۔ فرزانہ بولی۔

"یہ آواز تمہاری ہے چڑیل.... سب سے زیادہ خطرناک ان میں تم ہو.... انسپکٹر جمشید بھی اتنا خطرناک نہیں"۔ وہ چلائے۔

"یہ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں پروفیسر انکل"۔ فرزانہ گھبرا گئی۔

اب وہ کمرے میں داخل ہو گئے.... لیکن پروفیسر اپنی کرسی پر نظر نہ آئے.... کمرے میں کہیں بھی نہیں تھے.... ان کی سٹی گم ہو گئی....

رونگٹے کھڑے ہوتے چلے گئے۔

"یہ.... یہ.... یہ کیا.... انکل.... آپ کہاں ہیں؟" محمود چلا اٹھا۔

"بھاڑ میں.... تمہیں کیا.... میں کہیں بھی رہوں"۔ کرسی سے آواز آئی۔

"ارے.... آواز تو کرسی سے آ رہی ہے"۔

"اور میں کرسی پر ہی تو بیٹھا ہوں.... عقل سے پیدل انسانوں.... بنے پھرتے ہو عقل مند.... اور خیال کرتے ہو.... تم سے زیادہ عقل مند روئے زمین پر جیسے کوئی نہ ہو.... لو میں کرسی پر بیٹھا ہوں.... اور تم مجھے دیکھ بھی نہیں سکتے.... یہ تو اوقات ہے تمہاری.... یہ تو آنکھیں ہیں تمہاری.... یہ تو عقلیں ہیں تمہاری.... یہ تو.... یہ تو.... یہ تو"۔ پروفیسر داؤد کی آواز ڈوبتی چلی گئی۔

"ک.... کیا ہوا انکل"۔

"اس بار پروفیسر داؤد کی آواز سنائی نہ دی.... یوں لگا جیسے وہ باتیں کرتے کرتے سو گئے ہوں' انسپکٹر جمشید بے تابانہ انداز میں آگے بڑھے اور کرسی کو ٹٹولا۔

"ارے باپ رے.... اس کرسی پر تو پروفیسر صاحب نہیں ہیں"۔

"تب پھر وہ کہاں ہیں اور ہمیں نظر کیوں نہیں آ رہے"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"یا اللہ رحم.... یہ ہو کیا رہا ہے.... کیا ہم واقعی جنوں' بھوتوں'

روحوں کے جال میں پھنس گئے"۔ اشفاق کی آواز سنائی دی

"اس کے علاوہ کیا کہا جا سکتا ہے"۔

"انکل.... جواب دیں.... آپ کہاں ہیں.... ہمیں نظر کیوں نہیں آ رہے.... آپ کو ان حالات میں کم از کم ہم سے ایسا مذاق نہیں کرنا چاہیے"۔ آصف نے ہانک لگائی.... لیکن اس کی آواز دیوار سے ٹکرا کر دم توڑ گئی۔

"اف مالک.... پروفیسر انکل تو جواب بھی نہیں دے رہے.... پہلے بول تو رہے تھے"۔ فرزانہ رونے کے قریب ہو گئی۔

"پروفیسر صاحب.... آپ کم از کم ہماری بات کا جواب تو دیں"۔

اب بھی کوئی جواب نہ ملا.... انہوں نے پوری تجربہ گاہ کو چھان مارا.... آخر کار وہ رہائشی حصے کی طرف آئے.... دروازے پر دستک دی.... دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی.... لیکن یہ دیکھ کر ان کی سٹی گم ہو گئی کہ دروازہ کھولنے والا انہیں نظر نہیں آیا تھا۔

"ارے.... یہ.... یہ دروازہ کس نے کھولا تھا؟"

"اوہ! تو یہ تم لوگ ہو.... بھاگ جاؤ"۔ انہوں نے شائستہ کی آواز سنی۔

اب تو انہوں نے پیروں تلے سے زمین سرکتی محسوس کی۔

"شائستہ.... تم .... تم کہاں ہو؟"

"تم لوگوں کے سامنے.... ابو اب تم لوگوں کے ساتھ کوئی کام

نہیں کریں گے.... تم انہیں ضائع کرتے ہو.... وہ اتنے بڑے سائنس دان ہیں کہ اگر انٹارجہ یا وناس چلے جائیں تو وہاں کی حکومتیں ان کے پاؤں دھو دھو کر پئیں۔ ارے مم.... مگر.... میں تم لوگوں سے باتیں کیوں کر رہی ہوں.... ابو منع کر چکے ہیں.... تم سے کوئی بات نہیں کرنا ہے.... چلے جاؤ یہاں سے.... ورنہ"۔ یہاں تک کہہ کر شائستہ کی آواز رک گئی۔

"ورنہ کیا؟" محمود کو غصہ آ گیا۔

انسپکٹر جمشید نے فوراً اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا جس کا مطلب تھا کہ یہ غصہ کرنے کا وقت نہیں ہے.... وہ فوراً ٹھنڈا ہو گیا۔

"اچھا شائستہ بیٹی.... ہم جا رہے ہیں"۔

یہ کہہ کر انہوں نے قدموں کی آواز پیدا کی.... لیکن کھڑے وہیں رہے.... ادھر شائستہ نے فوراً ہی دروازہ بند کر لیا تھا.... وہ وہاں سے ہٹ کر روشن دان کی طرف آئے.... جلدی سے انسانی سیڑھی بنائی.... فاروق کو اوپر چڑھایا گیا.... اس نے اوپر پہنچ کر روشن دان میں اپنا سر دے دیا اور کمرے کا جائزہ لینے لگا.... پھر وہ نیچے اتر آیا۔

"اندر کوئی نظر نہیں آ رہا.... کیا وہ دونوں بھی روحوں میں تبدیل ہو گئے ہیں"۔

"بہت خوب اندازہ لگایا تم لوگوں نے"۔ روح کی آواز سنائی دی۔

"اوہ تو آپ ساتھ ہی ہیں"۔

"ہاں! مجبوری ہے"۔ وہ بولی۔

"تو پھر بتائیں نا.... پروفیسر صاحب اور ان کی بیٹی کو کیا ہو گیا ہے؟؟"

"کچھ نہیں.... ہم نے ان کے دماغ الٹ دیے ہیں.... اب وہ ہماری طرف کے ہو گئے ہیں"۔

"لیکن.... یہ دونوں ہمیں نظر کیوں نہیں آتے"۔

"میں نے ان دونوں کو بھی روحوں میں تبدیل کر دیا ہے"۔

"کیا!!!" وہ ایک ساتھ چلائے۔

"ہاں! تبدیل کر دیا ہے.... اب تم لوگوں کا کیا پروگرام ہے.... کیا تمہیں بھی روحوں میں تبدیل کر دوں؟"

"نن.... نہیں"۔ فاروق چلایا۔

"کیوں.... کیا بات ہے.... خوف زدہ ہو گئے"۔

"خوف زدہ نہ ہوں تو کیا کروں.... ہم تو مارے جائیں گے بے موت.... اچھے بھلے انسانوں سے روحوں میں تبدیل ہو جائیں گے.... یعنی جیتے جی مر جائیں گے"۔

"تب پھر فوراً قلعے کا رخ کرو.... اور خزانہ تلاش کرو.... اس صورت میں تمہارے پروفیسر بھی اصلی حالت میں آ جائیں گے"۔

"اس کا مطلب ہے.... تم بھی اصلی حالت میں آ سکتی ہو"۔ ٹی

ایس ایم نے فوراً کہا۔

"بہت خوب ٹی ایس ایم.... بہت اچھا سوال ہے"۔ انسپکٹر جمشید نے تعریف کی۔

"لیکن تم لوگ جواب سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکو گے.... کیا سمجھے"۔

"اٹھا سکتے ہیں یا نہیں.... تم سوال کا جواب دے دو.... کیا تم بھی اصلی حالت میں آ سکتی ہو"۔

"ہاں! لیکن روح کی حالت میں تم لوگوں کے لیے زیادہ خطرناک ہوں.... کیونکہ اس حالت میں تم میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتے"۔

"ہوں خیر.... ایک بات تو معلوم ہوئی"۔ انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"تو پھر جاؤ.... ورنہ میں تم لوگوں کا باری باری گلا گھونٹنا شروع کر دوں گی"۔ روح نے دھمکی دی۔

"نہیں.... نہیں.... ہم جا رہے ہیں.... لیکن ایک سوال اور.... پیاری روح.... تمہارا نام کیا ہے"۔

"جے ہارڈی.... نن نہیں.... میں غلط کہہ گئی.... میرا نام جے ہارڈی نہیں ہے.... میں رابرٹ کنگ ہوں"۔ اس نے جلدی سے کہا۔

"چلو خیر.... ہم رابرٹ کنگ سے ہی گزارا کر لیں گے.... اچھا تو سنو مس روح ہم قلعے جا رہے ہیں وہاں جا کر خزانہ تلاش کریں گے...."

لیکن وہاں جو دوسری روح موجود ہے.... اس کا کیا سوچا ہے"۔

"وہ تمہارا مسئلہ نہیں.... میرا مسئلہ ہے.... خزانہ نظر آنے کے فوراً بعد تم لوگ آزاد ہو گے اور پروفیسر داؤد اپنی اصل حالت میں آ جائیں گے.... میں جانوں اور دوسری روح جانے"۔

"اس کا مطلب ہے.... وہ روح بھی دراصل تمہاری ساتھی ہی ہے"۔

"نہیں.... وہ میری ساتھی نہیں ہے.... بلکہ دشمن ہے.... لیکن روحیں روحیں خود لڑ لیں گی.... اس سلسلے میں تم لوگوں کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں"۔

"بہت بہت شکریہ"۔

اور پھر وہ قلعے کی طرف روانہ ہو گئے۔

"اس وقت تک آپ نے کیا اندازہ لگایا ابا جان"۔

"صرف یہ کہ کسی طرح جے ہارڈی نے روح کا روپ دھار لیا ہے.... اور بس.... اب اسی طرح اس نے پروفیسر صاحب اور شائستہ کو بھی روح کا روپ دے دیا ہے.... لیکن وہ جب چاہے.... پھر سے انسانی روپ میں آ سکتا ہے"۔

"لیکن ہم تو اس کی ہدایات پر عمل کرنے پر مجبور ہیں"۔

"ہاں! یہی اصل الجھن ہے.... وہ جس وقت چاہے ہمارے گلے گھونٹنا شروع کر دے.... اور ہم جواب میں کچھ نہیں کر سکتے.... اپنا بچاؤ

نہیں کر سکتے.... اگر اپنا بچاؤ کرنے کی کوئی صورت سامنے آ جاتی تو اور بھی تھی"۔

"مطلب یہ کہ ہمیں خزانہ تلاش کرنا ہی پڑے گا"۔

"ہاں بالکل"۔

اور پھر وہ قلعے پہنچ گئے.... اس وقت دن نکلنے والا تھا.... قلعے کا بیرونی دروازہ اسی طرح کھلا ہوا تھا.... وہ اندر اخل ہو گئے.... اس بار چمگادڑیں نہیں اڑیں.... انہی حیرت سی ہوئی۔

"چمگادڑیں شاید اس وقت سیر کرنے نکل گئی ہیں"۔ فاروق نے خیال ظاہر کیا۔

"یار چپ رہو.... ہمیشہ اوٹ پٹانگ باتیں کرتے ہو"۔

"بھائی ان حالات میں ڈھنگ کی باتیں کیسے سوجھ سکتی ہیں.... تم ہی بتاؤ.... میں تو پروفیسر انکل کے لیے پریشان ہوں.... بے چارے بیٹھے بٹھائے روح میں تبدیل ہو گئے"۔

"ارے باپ رے.... اس قدر خوفناک باتیں اس قدر ہلکے پھلکے انداز میں نہ کرو.... مجھے جھرجھری آ جاتی ہے"۔ آفتاب نے خوف زدہ انداز میں کہا۔

انہیں قلعہ سنسان سا محسوس ہوا.... کوئی ہل چل نہیں تھی.... نہ کوئی جن ملا.... نہ کسی روح نے راستا روکا.... یوں لگتا تھا جیسے سب کے سب قلعے سے رخصت ہو گئے ہوں۔

"بھائی جن.... تم کہاں ہو؟" فاروق بولا۔

جن کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔

"روح صاحب.... آپ ہی کوئی بات کریں.... ہم تنہائی محسوس کر رہے ہیں"۔ آفتاب نے کہا۔

"حد ہو گئی.... اتنے بہت سے تو ہم ہیں، ہم کیوں محسوس کریں گے تنہائی"۔ فرزانہ بولی۔

روح کی طرف سے بھی کوئی جواب نہ ملا۔

"میرا خیال ہے.... یہ سب قلعے کا پیچھا چھوڑ کر اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے ہیں.... چلو اچھا ہے.... اب آرام سے خزانہ تلاش کریں گے"۔

وہ آگے بڑھے.... ہر چیز جوں کی توں تھی.... فرق صرف یہ تھا کہ روح اور جن کا دور دور تک پتا نہیں تھا۔

"سوال یہ ہے کہ ہم خزانہ کس طرح تلاش کریں.... اب تو پروفیسر انکل بھی ہمارے ساتھ نہیں ہیں"۔

"تو کیا ہوا.... ہم پروفیسر لقمان کو بلا سکتے ہیں"۔ فرزانہ نے فوراً کہا۔

"ان کے یہاں پہنچنے میں تو کئی گھنٹے لگ جائیں گے"۔

"تو کیا ہوا.... آ تو جائیں گے.... شاید ان کی مدد سے ہم خزانے تک آسانی سے پہنچ جائیں"۔

"انسپکٹر جمشید نے سر ہلایا اور وائرلیس سیٹ نکال کر پروفیسر لقمان سے رابطہ کرنے لگے.... لیکن بہت دیر تک کوشش کرنے کے بعد بھی رابطہ قائم نہ ہو سکا.... اب انہوں نے موبائل فون پر کوشش شروع کی.... لیکن اب بھی کوئی کامیابی نہ ہوئی۔

"نہیں بھئی.... شاید وہ ملک سے باہر ہیں"۔

"ہوں خیر.... صبر کریں اور تلاش شروع کریں"۔

"سب سے پہلے ہم اس حویلی کے ہر کمرے کا بغور جائزہ لیں گے اور دیکھیں گے.... کسی کمرے میں باقی کمروں کی نسبت کوئی فرق تو نہیں ہے"۔ انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"بالکل ٹھیک"۔

انہوں نے ایک ایک کمرے کا جائزہ لینا شروع کیا.... سب سے پہلے انہوں نے جن والا کمرہ دیکھا.... پھر باری باری کمرے دیکھتے چلے گئے.... اچانک ایک کمرے میں انسپکٹر جمشید زور سے اچھلے.... ان کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں۔

"کچھ نظر آیا"۔

"ہاں! بہت کچھ"۔ انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

اب وہ چھوٹی پارٹی کی طرف پلٹے.... اور معنی خیز نظروں سے ان کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"تم میں سے کسی کو؟" وہ بولے۔

”جی.... جی نہیں تو.... یہاں تو اچھل پڑنے والی کوئی بات بھی نہیں ہے“۔ محمود نے بوکھلا کر کہا۔

انسپکٹر کامران مرزا اس کی بوکھلاہٹ سے محظوظ ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

اچانک انسپکٹر جمشید کے منہ سے ایک بلند قہقہہ نکلا۔

○☆○

”خ.... خیر تو ہے ابا جان.... یہ بے موقع قہقہہ کیسا؟“ فرزانہ بوکھلا اٹھی۔

”ہاہاہا.... اس کمرے کو غور سے دیکھو.... اس وقت تک جتنے لوگ خزانہ تلاش کرنے کی کوشش کر چکے ہیں.... وہ سب کے سب احمق تھے.... انہوں نے اس کمرے کو غور سے نہیں دیکھا.... ورنہ قلعے کے نیچے دفن خزانہ شاید تلاش کر چکے ہوتے“۔

”لیکن ہمیں تو یہاں کچھ نظر نہیں آ رہا“۔ آصف نے بوکھلا کر کہا۔

”غور سے دیکھو.... ورنہ تم بھی احمقوں میں شامل ہو جاؤ گے اور پھر“۔ وہ کہتے کہتے رک گئے۔

”اور پھر کیا؟“

”اور پھر ہم تم لوگوں کو یہیں چھوڑ کر آگے بڑھ جائیں گے“۔

”جی کیا فرمایا آپ نے.... آپ ہمیں یہیں چھوڑ کر آگے بڑھ جائیں گے“۔ آفتاب کی آنکھیں باہر کو ابل آئیں۔

"ہاں بالکل.... یہ تو کرنا پڑے گا.... ورنہ پھر معلوم کرو.... یہاں کیا عجیب چیز نظر آئی ہے مجھے اور انسپکٹر کامران مرزا کو"۔

"آپ لوگ تو اڑتی چڑیا کے پر گن لیتے ہیں.... آپ کا کیا.... مصیبت تو ہماری ہے.... گھر میں بیٹھی چڑیا کے پر بھی نہیں گن سکتے"۔ رفعت نے منہ بنایا۔

"لیکن یاد رکھو.... اس کمرے میں عجیب و غریب چیزیں تو تمہیں معلوم کرنا ہی ہوں گی.... ورنہ ہم آگے تمہیں ساتھ نہیں لے جائیں گے"۔ انہوں نے گویا دھمکی دی۔

"آج تو آپ ہمیں دھمکیاں دینے پر تل گئے ہیں.... کیا یہ کوئی اچھی بات ہے"۔ آصف نے برا سا منہ بنایا۔

"پتا نہیں.... ادھر کی ادھر باتوں میں وقت ضائع نہ کرو.... اور فوراً اتحاد کر لو.... جب تم مل جل کر بغور جائزہ لو گے تو وہ عجیب و غریب چیزیں تمہیں ضرور نظر آ جائیں گی.... جو میں دکھانا چاہتا ہوں"۔

"اچھی بات ہے.... آپ کی دھمکیاں سر آنکھوں پر.... ابھی غور کرتے ہیں"۔ آصف نے فوراً کہا۔

اور پھر انہوں نے کمرے کی ہر چیز کو بغور دیکھا.... وہاں تھا ہی کیا.... فرش بنا ہوا تھا.... دیواریں تھیں.... چھت تھی.... فرش پر مربع شکل کے خانے بنے ہوئے تھے.... یہ خانے کالے اور سفید رنگ کے تھے.... دیواروں پر بھی قریباً پانچ فٹ اونچائی تک مربع شکل کے بنے

ہوئے تھے.... اس سے اوپر پینٹ کیا گیا تھا.... چھت کڑیوں کی تھی.... پرانی لکڑی کی یہ کڑیاں بہت نفیس اور صاف ستھری تھیں.... یوں لگتا تھا جیسے بہت نفاست سے ان کو تیار کیا گیا ہو.... کڑیوں کے درمیان میں دو ستون تھے.... یہ بھی لکڑی کے تھے.... اور بہت مضبوط نظر آ رہے تھے۔

"ابھی تک تو ہمیں یہاں ایک چیز بھی عجیب نظر نہیں آئی"۔ شوکی نے بھنا کر کہا۔

"بھئی غور کرو.... بالکل سامنے کی چیزیں ہیں"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

انہوں نے ایک بار پھر غور سے دیکھا.... ایسے میں ایک ہولناک آواز گونجی.... آواز حد درجے عجیب تھی.... یوں لگتا تھا جیسے کئی جنگلی جانور ایک آواز میں چلائے ہوں.... لیکن آواز میں پھنکار بھی شامل تھی۔

"ارے باپ رے.... یہ تو کسی اژدھے کی پھنکار ہے"۔ انسپکٹر کامران مرزا گھبرا گئے۔

"لیکن پہلے جانوروں کی آوازیں کیوں سنائی دیں تھیں"۔ خان رحمان نے پوچھا۔

"اس سوال کا جواب تو انکل منور علی خان ہی دے سکتے ہیں"۔

"یہ اژدھا ہے.... گلے میں کوئی چیز اڑی ہوئی ہو گی.... وہ اس

لیے پھنکار سے پہلے جو آواز اس کے حلق سے نکلی.... وہ جانوروں کی آوازیں محسوس ہوئیں"۔

"اس کا مطلب ہے.... قلعے کے نیچے واقعی خزانہ موجود ہے"۔ شوکی جلدی سے بولا۔

"ابھی ہم نے کھدائی وغیرہ تو کی نہیں.... نیچے سے آواز اوپر کیسے آ سکتی ہے.... یہ ضرور کوئی اور اژدھا ہے اور اس کا مطلب ہے.... اس قلعے میں کوئی اژدھا بھی رہتا ہے"۔ منور علی خان بولے۔

"ارے باپ رے.... آپ تو ہمیں ڈرائے دے رہے ہیں"۔

"اس میں میرا کیا قصور"۔ انہوں نے برا سا منہ بنایا۔

"ارے ہم اس کمرے کو بھول گئے.... ہاں تو اباجان.... آپ کو یہاں کیا نظر آ رہا ہے"۔

"یہ تم بتاؤ گے.... ہم نہیں"۔ وہ مسکرائے۔

انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا کے علاوہ باقی سب لوگ کمرے کا فرش اور دیواروں کو بغور دیکھنے لگے.... فرش پر مربعے بنے ہوئے تھے.... یہ دو رنگ کے تھے.... سفید اور سیاہ.... پرانے زمانے میں چپس وغیرہ تو بچھائے نہیں جاتے تھے.... فرش پر اس قسم کے نقش و نگار ہوتے تھے.... مربعے، دائرے، یا پھر لکیریں کھینچ دی جاتی تھیں.... بہرحال اس کمرے کا فرش مربعوں والا تھا.... دیواروں پر بھی قریباً چار فٹ کی اونچائی تک ایسے ہی مربعے بنے ہوئے تھے.... اس کے بعد سادہ

سیمنٹ تھا.... جس پر سفیدی بھی نہیں تھی.... اور چھت پر سیاہی مائل کڑیاں تھیں.... انہوں نے باری باری نظریں دوڑائیں.... لیکن کوئی عجیب بات محسوس نہ ہوئی.... آخر تھک ہار کر محمود نے کہا۔

"آپ ہی بتا دیں.... ہمیں تو کچھ نظر نہیں آ رہا"۔

"ہم نے اس قلعے کے دس گیارہ کمرے دیکھے ہیں.... ان سب کمروں کے فرش بالکل ایسے ہی ہیں نا"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"جی ہاں.... بالکل ایسے ہی ہیں"۔

"اور دیواریں؟"

"دیواریں بھی بالکل ایسی ہی ہیں"۔

"اور چھت"۔ وہ بولے۔

"چھت بھی بالکل ایسی ہی ہیں.... کوئی فرق نہیں"۔

"اب پھر غور سے دیکھو"۔

"آپ کہتے ہیں تو دیکھ لیتے ہیں، لیکن فائدہ کوئی نہیں ہو گا"۔ آفتاب نے منہ بنایا۔

"اوہو.... تم غور تو کرو"۔

انہوں نے پھر غور کرنا شروع کیا.... لیکن کوئی چیز نوٹ نہ کر سکے۔

"اس سلسلے میں تو آپ کو ہی ہماری رہنمائی کرنا ہو گی"۔ شوکی بے چارگی کے عالم میں بولا۔

"ہرگز نہیں.... ہم نہیں بتائیں گے"۔

"فرزانہ.... فرحت.... رفعت.... آج کیا تمہاری عقلیں بھی گھاس چرنے چلی گئی ہیں"۔ فاروق نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"وہ تو نہیں جا رہی تھیں.... تمہاری عقلیں زبردستی انہیں ساتھ لے گئیں"۔

"ایک منٹ.... ذرا میں ساتھ والے کمرے کو ایک نظر دیکھ آؤں"۔ رفعت نے کہا۔

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ارے باپ رے.... اس بات کی طرف تو ہم نے دھیان ہی نہیں دیا"۔

اب تو وہ سب باہر کی طرف دوڑے۔

"حیرت ہے.... کمال ہے"۔ ایسے میں روح کی آواز سنائی دی۔

"ارے روح صاحب.... آپ کو تو ہم بھول ہی گئے.... آپ نے کوئی بات اس کمرے میں محسوس کی"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے ہنس کر پوچھا۔

"نن نہیں.... اگر کرلیتی.... تو خزانے تک نہ پہنچ جاتی"۔

"تم بھی عقل سے پیدل ہی ہو"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"آخر آپ دونوں نے کیا محسوس کیا ہے اس کمرے میں"۔

"جب ہم نے اپنے بچوں کو نہیں بتایا تو آپ کو کیسے بتا سکتے

ہیں.... آپ خود بوجھنے کی کوشش کریں"۔

"اچھی بات ہے.... تب تو میں بھی جاتی ہوں.... دوسرے کمرے میں"۔

انہوں نے یوں محسوس کیا جیسے ہوا کا جھونکا کمرے سے نکل گیا ہو۔

"ابھی تک ہم یہ نہیں جان سکے کہ کیا ہم واقعی روحوں کے چکر میں پھنس گئے ہیں"۔ انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"مرنے والوں کی روحیں واپس اس دنیا میں نہیں آتیں.... عالم برزخ میں چلی جاتی ہیں.... لہٰذا اس دنیا میں روحیں کس طرح چل پھر سکتی ہیں اور اس قسم کے کام کر سکتی ہیں.... یہاں تک کہ ہم جیسوں کو بے بس کر سکتی ہیں.... یہ بات حلق سے نہیں اترتی.... لیکن میں دیکھ چکا ہوں.... کوئی جسم اس کرسی پر نہیں تھا.... اس وقت بھی ہم نے ہوا کے جھونکے کو باہر جاتے محسوس کیا ہے.... آخر یہ سب کیا ہے؟"

"یہی باتیں الجھن میں ڈالنے والی ہیں.... خیر.... پہلے خزانہ.... پھر دوسری بات"۔

عین اس وقت بچے اور بڑے واپس آتے نظر آئے.... لیکن ان کے منہ لٹکے ہوئے تھے۔

"کیوں.... کیا رہا"۔

"کچھ بھی نہیں رہا.... معاملہ وہی ڈھاک کے تین پاک رہا"۔

"گویا تم کوئی بات محسوس نہیں کر سکے"۔

"بالکل نہیں.... ساتھ والا کمرہ بھی بالکل اسی جیسا ہے.... بلکہ اس کے ساتھ والا بھی"۔

"لیکن ہمارا دعویٰ ہے کہ اس کمرے میں اور باقی کمروں میں بہت فرق ہے.... اور بالکل صاف نظر آتا ہے.... چونکہ آج تک خزانہ تلاش کرنے والے تمام لوگوں کو یہ فرق محسوس نہیں ہوا.... لہٰذا خزانہ تلاش نہ کر سکے.... آج ہم نے فرق محسوس کر لیا ہے تو خزانہ بھی مل جائے گا.... ارے ہاں پیاری روح صاحب.... اتنا تو بتا دیں کہ کیا پہلے بھی کبھی اژدھے کی آواز سنائی دی تھی؟"

"نہیں.... اس سے پہلے کم از کم اژدھے کی آواز سنائی نہیں دی"۔

"تب پھر ہم بالکل ٹھیک کمرے میں ہیں.... خزانہ ضروری اسی کے نیچے ہے.... اب ہمیں کھدائی کرنے والوں کو بلوانا ہو گا"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"نہیں انسپکٹر صاحب.... کھدائی کا کام بھی آپ لوگوں کو خود کرنا ہو گا.... یہاں اور لوگوں کو نہیں لایا جائے گا"۔ روح نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟" انسپکٹر جمشید چونکے۔

"مطلب یہ کہ یہ راز باہر نہیں جانا چاہیے"۔

"کیوں.... تم روحوں کو اس بات کی کیا پروا؟"

"بات پروا کی نہیں.... ہم تو بس خاموشی سے اس خزانے کو یہاں سے لے جائیں گے"۔

"اتنا بڑا خزانہ تم لے کیسے جاؤ گی.... ایک یہ مسئلہ بھی ہے"۔

"تم ان باتوں کو چھوڑو.... یہ کام ہمارا ہے"۔

"لیکن ہم خزانہ تلاش نہیں کریں گے"۔ انسپکٹر جمشید نے انکار میں سر ہلایا۔

"کیوں.... کیا بات ہو گئی اب"۔

"میں تم روحوں کا پروگرام سمجھ گیا ہوں"۔ انہوں نے پراسرار لہجے میں کہا۔

"جونہی خزانہ ملا.... یہ ہم لوگوں کو ختم کر دیں گے"۔

"کیا.... نہیں"۔ وہ ایک ساتھ چلائے۔

"بالکل یہی بات ہے.... ورنہ کھدائی کرنے کے لیے لوگوں کو بلانے میں کیا حرج ہے.... لیکن یہ روحیں زیادہ آدمیوں کو ہلاک کرنے سے گھبراتی ہیں.... مطلب یہ کہ جلد از جلد فارغ ہو کر یہاں سے نکل جانا چاہتے ہیں"۔

"لیکن انہیں زیادہ آدمیوں کو ہلاک کرنے میں کیا پریشانی ہو سکتی ہے بھلا؟"

"ظاہر ہے.... کھدائی کے لیے لوگوں کو ہم شہر سے بلوائیں گے تو یہ بات مشہور ہو جائے گی.... اس کے بعد جب وہ لوگ شہر میں نہیں

پہنچیں گے تو سب لوگ اس طرف آئیں گے.... ادھر روحیں بھی اس خزانے کو منتقل کرنے کے چکر میں ہوں گی' اس طرح ان کے کام میں رکاوٹ پڑے گی.... اور بھی کوئی بات ہو سکتی ہے"۔

"خیر چھوڑیں اس بات کو.... سوال تو یہ ہے کہ ہم اب روحوں سے کس طرح بچیں گے.... اگر انہوں نے ہماری موت کا پروگرام بنا لیا ہے تو یہ اپنا پروگرام ختم تو کریں گی نہیں"۔

"ہاں! اس میں کیا شک ہے.... فرزانہ تم کوئی ترتیب بتاؤ"۔

"اس کیس میں سب سے بڑی مشکل یہ ہے کہ ہم جو بات کرتے ہیں' جو پروگرام بناتے ہیں' اس کا پتا ساتھ ساتھ روح کو چلتا جاتا ہے.... اب ان سے کوئی بات خفیہ رکھیں تو کیسے.... پہلے تو آپ یہ بتائیں"۔ فرزانہ نے جلدی جلدی کہا۔

"یہ فرحت بتائے گی"۔ انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"ہم اشاروں میں باتیں کر سکتے ہیں.... ہمارے اشارے روحیں نہیں سمجھ سکتیں"۔ فرحت نے فوراً کہا۔

"بہت خوب! مان گئے بھئی.... ہاں فرزانہ .... اب بتاؤ.... ہم کیا کریں"۔ انسپکٹر جمشید نے اشاروں میں پوچھا۔

فرزانہ نے بے چارگی کے عالم میں فرحت اور رفعت کی طرف دیکھا۔

"اب تم ہی بتاؤ.... ہم ان حالات میں کیا ترکیب بتائیں"۔

تینوں سوچ میں ڈوب گئیں.... دوسرے بھی سوچ رہے تھے.... لیکن کافی دیر تک سوچنے کے بعد بھی کوئی ایسی ترکیب کسی کی سمجھ میں نہ آئی جس سے وہ اپنی جانیں بچا سکتے"۔

"تب پھر.... ہم ان کے لیے خزانہ کیوں تلاش کریں"۔ خان رحمان تنگ آ کر کہا۔

ارے ہاں.... واقعی.... یہ خوب رہی"۔ منور علی خان چہکے۔

"کیا مطلب؟" روح کی آواز ابھری۔

"جب موت کے گھاٹ اترنا ٹھہرا.... تو ہم تم لوگوں کے لیے خزانہ کیوں تلاش کریں"۔

"یہ تمہیں وہم ہو گیا ہے.... ہمارا ایسا کوئی پروگرام نہیں"۔ روح نے بھناتے ہوئے انداز میں کہا۔

"مشکل ایک اور ہے پیاری روح"۔ فاروق کی آواز گونجی۔

"اور وہ کیا؟" روح فوراً بولی۔

"یہ کہ ہمیں ایسے وہم عام طور پر ہوتے ہی رہتے ہیں اور وہ غلط ثابت نہیں ہوتے.... تمہارا پروگرام یہی ہے.... جب خزانہ مل جائے گا تو تم ہمیں موت کے گھاٹ اتار دو گی اور خزانہ لے کر چلتی بنو گی.... ہمیں کیا ملے گا.... موت.... اس لیے ہم تمہارے لیے خزانہ نہیں تلاش کریں گے"۔

"یہ تو تم لوگوں نے مجھے مشکل میں ڈال دیا"۔

"یہی تو ہماری کاری گری ہے.... ہم اچھے اچھوں کو اپنی معمولی سی عقل مندی سے مشکل میں ڈال دیتے ہیں.... ہاہاہا"۔ آفتاب نے قہقہہ لگایا۔

"اچھا چلو.... میں وعدہ کرتی ہوں.... تم لوگوں کو جان سے نہیں ماروں گی"۔

"تمہارے وعدے پر ہم اعتبار کیسے کریں.... یہ بھی تو بتائیں نا"۔ مکھن بولا۔

"اعتبار تو تم لوگوں کو کرنا ہو گا"۔

"نہ.... ہم ایسے نہیں کریں گے اعتبار.... کوئی گارنٹی دیں"۔

"اب ہم گارنٹی کہاں سے لائیں"۔

"تو پھر ہم خزانہ کیوں تلاش کریں"۔ آصف نے بھنا کر کہا۔

"اچھی بات ہے.... نہ کرو.... میں تم لوگوں کو ابھی موت کے گھاٹ اتار دیتی ہوں"۔

"لیکن یہ بات ذہن میں رہے.... ہمارے علاوہ کوئی بھی اس خزانے تک نہیں پہنچ سکتا.... کیونکہ اس کمرے میں جو کاری گری کی گئی ہے.... اس کو ہم سمجھ گئے ہیں جب کہ آج تک کوئی اور نہیں سمجھ سکا.... پھر خزانہ دفن ہی رہ جائے گا"۔

لیکن ہم تمہارا اطمینان کس طرح کرائیں.... سوال تو یہ ہے"۔ روح نے بھنا کر کہا۔

"تمہارا مقصد صرف خزانہ حاصل کرنا ہے.... ہمیں جان سے مار کر تمہیں کچھ فائدہ نہیں ہو گا.... پہلے تو یہ بات مان لیں"۔

"چلو مان لی یہ بات"۔ روح نے فوراً کہا۔

"اب.... اپنی حقیقت بتا دو"۔

"اپنی حقیقت.... کیا مطلب؟"

"تم روح ہو.... یا کیا ہو"۔

"ہم روحیں ہیں.... اس میں کوئی شک نہیں"۔

"اچھا خیر.... اگر تم واقعی روحیں ہو.... تو اس دنیا میں موجود اپنے دو چار عزیز ہمارے حوالے کر دیں.... جب تم خزانہ لے کر چلے جاؤ گے.... اور ہم اپنے گھروں کو پہنچ جائیں گے تو ہم تمہارے ان عزیزوں کو چھوڑ دیں گے.... بلکہ ان کے ملک پہنچا دیں گے"۔

"یہ تو بہت لمبا پروگرام ہو گیا"۔ روح نے شاید برا مان کر کہا۔

"اس میں ہمارا کیا قصور"۔

"اچھا ٹھہرو.... میں باہر والی روح سے مشورہ کر لوں"۔ روح نے شاید تنگ آ کر کہا۔

ان کے چہروں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"بہت خوب.... ہمیں کوئی اعتراض نہیں"۔ انسپکٹر جمشید نے خوش دلی سے کہا۔

سب نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا.... جیسے آنکھوں

آنکھوں میں کہہ رہے ہوں.... کیوں ٹھیک ہے نا۔

اور پھر انہوں نے ہوا کے جھونکے کو کمرے سے نکلتے محسوس کیا۔

عین اس وقت کمرے میں ایک سرگوشی گونجی۔

○☆○

کہ تو چکے ہیں

"ان روحوں سے کہیں.... انسانی شکل میں آ کر تم لوگوں سے بات کریں.... اس صورت میں تم ان پر قابو پا سکو گے"۔

"لل.... لیکن.... کیا یہ انسانی شکل میں آ سکتی ہیں"۔ انسپکٹر جمشید ہکلائے۔

"ہاں بالکل.... آ سکتی ہیں"۔

"اچھی بات ہے.... لیکن آپ کون ہیں"۔

"ارے.... میری بات چھوڑیں.... میں ہوں آپ کا ہمدرد"۔

"لیکن آپ ہمیں نظر کیوں نہیں آ رہے"۔

"میں.... میری بات چھوڑیں"۔ اس نے پھر سرگوشی کی۔

"کیا روحیں آپ کی یہاں موجودگی سے باخبر ہیں"۔

"نہیں.... میں ان کی نظروں سے چھپا ہوا ہوں.... اگر انہوں نے مجھے دیکھ لیا تو مجھے بھی زندہ نہیں چھوڑیں گی"۔

"کیا وہ اس قدر طاقت ور ہیں؟" آصف نے پوچھا۔

"نہیں.... بات یہ نہیں.... بات یہ ہے کہ وہ اپنے جسم سے

الگ ہیں اور ہم روحوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے.... کیونکہ نقصان جسم کو پہنچایا جا سکتا ہے.... روح کو نہیں"۔

"ہوں.... کیا وہ ہمارا یہ مطالبہ مان لیں گی"۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں.... میں نے تو آپ لوگوں کو ترکیب بتا دی ہے"۔

"اور آپ اپنے بارے میں کچھ نہیں بتائیں گے"۔

"نہیں.... اس کی ضرورت نہیں"۔

"آپ یہاں کس سلسلے میں موجود ہیں؟"

"سچ بتا دوں"۔

"نہیں.... اگر آپ سچ بتانا پسند نہیں کرتے تو جھوٹ بتا دیں.... کیونکہ ہم اندازہ لگا چکے ہیں کہ آپ بھی اس خزانے کے چکر میں ہیں"۔

"ایک میں کیا.... بڑی بڑی حکومتیں اس خزانے کے چکر میں ہیں"۔

"کیا!!!" وہ چلا اٹھے۔

"ہاں! یہ نہ سمجھیں کہ صرف دو روحیں اور ایک میں اس خزانے کے چکر میں ہیں.... بڑی بڑی حکومتیں اس کے چکر میں ہیں.... لیکن چھپ کر جائزہ لے رہی ہیں.... آس پاس ہی وہ سب موجود ہیں"۔

"اور وہ جن.... وہ کیا تھا؟"

عین اس وقت اس نے بہت دبی آواز منہ سے نکالی۔

"وہ آ رہی ہے.... اب بس"۔

ساتھ ہی انہوں نے ہوا کا جھونکا اندر داخل ہوتے محسوس کیا۔

"مم.... میں نے دوسری روح سے بات کر لی ہے"۔ روح کی آواز سنائی دی۔

"اچھا تو پھر؟"

"پھر یہ کہ.... دوسری روح نے کہا ہے.... ہمیں آپ لوگوں کی کوئی شرط منظور نہیں.... یہ بھی درست ہے کہ خزانہ مل جانے کے بعد ہم آپ لوگوں کو زندہ نہیں چھوڑیں گے"۔

"ارے باپ رے.... جب مرنا ہی ٹھہرا تو پھر ہم کیوں خزانہ تلاش کریں، بات تو ختم ہو گئی.... لہٰذا آپ ابھی اور اسی وقت ہمارا کام تمام کر دیں"۔ فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں! اب یہی کرنا ہے.... ہم کچھ لوگ لے آئیں گے تم جیسے"۔

"مشکل ہے جناب روح صاحبہ"۔ آصف نے منہ بنایا۔

"کوئی بات نہیں.... لیکن تم لوگوں کی شرط منظور نہیں.... لہٰذا مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ"۔

"یہاں کچھ اور لوگ بھی موجود ہیں پیاری روح"۔ آفتاب اچانک

بول اٹھا.... باقی ساتھیوں نے اسے گھور کر دیکھا، لیکن اس نے کوئی پروا نہ کی۔

"کیا کہا.... پیاری روح.... پھر سے کہنا"۔

"ہپ پیاری روح.... کیوں.... کیا آپ بہت بدصورت روح ہیں کہ میرے پیاری روح کہنے پر چونک اٹھی ہیں"۔

"نہیں.... میں بدصورت نہیں.... کیا کہا تم نے.... یہاں کچھ اور لوگ بھی موجود ہیں"۔

"ہاں! وہ بھی اس خزانے کے چکر میں ہیں.... ان کے مقابلے میں تم روحوں کو ہماری مدد کی ضرورت پڑے گی.... اگر تم نے ہمیں ختم کر دیا تو پھر ان لوگوں سے کیسے نبٹو گی"۔

"یہ کام ہمارے لیے کوئی مشکل نہیں.... ہم جانتے ہیں، بڑی بڑی حکومتیں اس خزانے کو حاصل کرنے کے چکر میں ہیں.... لیکن آج تک حاصل نہیں کر سکیں"۔

"آخر کیوں.... کیوں حاصل نہیں کر سکیں.... یہ کام کیا مشکل تھا.... اگر خزانے تک پہنچنے کا راستا نہیں مل رہا تھا.... تو پھر قلعے کو گرایا جا سکتا تھا.... اور کھدائی کی جا سکتی تھی"۔

"اس صورت میں بات پورے ملک کو معلوم ہو جاتی اور پورے ملک کے عوام یہاں ٹوٹ پڑتے.... بلکہ آس پاس کے ملکوں کے لوگ بھی ٹوٹ پڑتے.... ہم کس کس کا مقابلہ کرتے.... دوسرے یہ قلعہ اتنا

چھوٹا نہیں ہے.... کہاں کہاں سے کھدائی کرتے"۔

"اوہ تو یہ بات ہے"۔

"ہاں! ہم خزانہ کے راستے سے ہی اس تک پہنچیں گے"۔

"آپ کو یہ بات کیسے معلوم ہو گئی کہ ایک اتنا بڑا خزانہ اس قلعے کے نیچے کہیں موجود ہے"۔

"ہاں! یہ بات ہے اہم.... اس قلعے پر کسی زمانے میں ایک ہندو راجہ کی حکومت تھی.... اس نے قلعے کے پاس ایک بہت بڑا مندر بنوایا تھا.... پوری دنیا سے بڑا مندر اور اس نے پوری دنیا کے ہندوؤں میں یہ بات مشہور کر رکھی تھی کہ بھگوان اگر موجود ہیں تو صرف اور صرف اس کے مندر میں.... لہٰذا ہندو دور دور سے چڑھاوے لے کر اس مندر میں آتے تھے.... اور روزانہ لاکھوں کروڑوں کے ہیرے جواہرات اپنے پتھر کے بھگوان پر چڑھاتے تھے.... راجہ وہ ساری دولت وہاں سے رات کے وقت نکلواتا تھا اور اپنے غلاموں کے ذریعے اسے تہ خانے میں پہنچا دیتا تھا.... یوں اس نے اس غرض کے لیے یہ مندر بنوایا تھا.... عقل سے پیدل ہندو.... جو پتھر کے اپنے ہاتھوں کے بنائے ہوئے بتوں کو پوجتے ہیں.... انہوں نے کبھی یہ سوچنے کی ضرورت بھی محسوس نہ کی کہ یہ دولت جو وہ اس بت پر چڑھاتے ہیں، آخر کہاں جاتی ہے.... راجہ نے سو سال سے زیادہ عمر پائی.... اس مندر کی وجہ سے کسی دوسرے راجہ نے کبھی اس کے خلاف کوئی کوشش نہ کی.... سب اس کی عزت

کرتے تھے.... اور وہ راجہ بھی بس دولت جمع کرتا چلا گیا.... اس نے
بھی کبھی یہ نہ سوچا کہ آخر یہ دولت اس کے کیا کام آئے گی.... وہ اس
کا کیا کیا کرے گا.... بس اسے تو یہ جنون تھا کہ زیادہ سے زیادہ دولت
جمع کر لے.... اور کسی دوسرے کے ہاتھ نہ لگنے دے.... آج بھی ایسے
بہت سے لوگ موجود ہیں.... ہماری اس دنیا میں.... دنیا کے بڑے بڑے
دولت مند دولت پر سانپ بن کر بیٹھے ہیں.... یہ نہیں سوچتے کہ اس
دولت کا ہم کریں گے کیا.... یہ ہماری کس کام آئے گی"۔

"اور اس طرح قریباً سو سال تک دولت کے انبار اس بت کے
قدموں میں جمع ہوتے رہے اور وہاں سے قلعے کے تہ خانے میں جاتے
رہے.... اب آپ لوگ سوچیں.... اس تہ خانے میں کتنی دولت ہو گی'
جب کہ راجہ نے یہ اعلان کر رکھا تھا کہ چڑھاوے صرف سونے اور
چاندی کی صورت میں ہونے چاہییں.... روپے پیسے کی صورت میں
نہیں"۔ روح یہاں تک کہہ کر خاموش ہو گئی۔

"چلیے.... یہ باتیں تو تسلیم.... لیکن اب یہ جو کہا جاتا ہے کہ اس
خزانے میں اتنے بڑے بڑے ہیرے ہیں کہ پوری دنیا میں کسی کے پاس
نہیں ہوں گے.... یعنی سیب جتنے بڑے ہیرے.... یہ بات کہاں سے آ
گئی؟؟"

"ہاں! اس کے بارے میں بھی تفصیلات ملی ہیں.... راجہ کا اعلان
یہ تھا کہ جتنا بڑا زیور یا جتنا بڑا ہیرا کوئی لائے گا.... اتنی ہی بڑی نجات

حاصل اسے ملے گی.... لہٰذا دور دراز کے ہندو راجا اپنے تاج اور تاجوں
میں لگے بڑے بڑے ہیرے بھی لے کر آتے تھے.... اور یہ بات بھی
سب لوگ جانتے ہیں کہ ہندو راجے اپنے تاجوں میں بڑے بڑے ہیرے
جڑوانے کے بہت شوقین ہوتے تھے.... لہٰذا تاج سمیت ہیرے اس
خزانے میں شامل ہیں.... اور وہ تاج بھی عام دھات کے نہیں ہوتے
تھے.... خالص سونے کے ہوتے تھے' ان میں ایک ہیرا بڑا اور باقی ان
گنت چھوٹے ہیرے لگے ہوتے تھے.... اب ذرا سوچیں.... ایسے
سینکڑوں تاج اس خزانے میں شامل ہیں.... دوسرے زیورات جو عام
لوگ لاتے تھے.... ان کی تعداد کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا"۔

"اف مالک.... تب تو واقعی وہ خزانہ بہت بڑا ہو گا.... لیکن ہمارا
سوال پھر اپنی جگہ پر ہے.... اور وہ یہ کہ آخر یہ راز باہر کیسے آ گیا.... کہ
اس قلعے کے نیچے ایک اتنا بڑا خزانہ دفن ہے"۔

"راجا نے یہ راز صرف اپنے بڑے بیٹے کو بتایا تھا.... لیکن بڑے
بیٹے کو اس کے چھوٹے بھائیوں نے قتل کر دیا.... مرتے قت وہ صرف
اتنا کہہ سکا.... افسوس تم نے مجھے مار ڈالا' میں تمہیں باپ کے خزانے
سے حصہ دینے والا تھا.... اور ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ مر گیا.... اس
کے بعد ان بھائیوں نے خزانے کی تلاش شروع کی.... لیکن کامیاب
نہیں ہو سکے.... اور اپنی نسل کو یہ بات بتا کر مر گئے.... اس طرح سلسلہ
چلتا رہا.... آخر کار یہ راز اس خاندان سے باہر چلا گیا.... وہ اس طرح کہ

نسل سے کوئی شرابی بن گیا.... اس نے شراب کے نشے میں ایک رات اپنے ایک دوست کو اس خزانے کے بارے میں بتا دیا.... وہ دوست تاریخ دان تھا.... اس نے اس قلعے کی تاریخ کا مطالعہ کیا.... آثار قدیمہ کے چند ماہرین کو ساتھ ملایا اور خزانہ کی تلاش میں نکلا.... لیکن وہ بھی کامیاب نہیں ہو سکا.... تاہم یہ راز اب رازداری سے آگے بڑھنے لگا.... خزانہ تلاش کرنے والوں میں اضافہ ہونے لگا.... پھر ان میں آپس میں قتل و غارت ہونے لگی.... جہاں کسی کو موقع ملتا.... وہ کسی دوسرے کو مار ڈالتا.... صرف اس لیے کہ وہ خزانہ تک نہ پہنچ جائے.... وہ خود اگر خزانے تک پہنچ گیا تو دوسرے اسے قتل نہ کر دیں.... یہ خوف ان میں سما گیا.... قتل پر قتل ہونے لگے.... لیکن خزانہ نہ ملا.... اب لوگ ہمت ہار گئے.... تھک گئے.... خزانے کی کہانی سرد پڑتی چلی گئی.... لیکن چند لوگوں نے اس راز کو پھر بھی زندہ رکھا.... اور ان میں سے کچھ نے ہمیں دنیا میں واپس بلا لیا"۔

"کیا مطلب.... یہ کیا بات ہوئی؟"

"کون سی بات پر حیرت ہے؟"

"کن لوگوں نے روحوں کو بلا لیا.... اور کن کی روحوں کو؟"

"ہم نہیں جانتے.... کن لوگوں نے ہمیں بلایا ہے.... لیکن ہم بہرحال ان کے ماتحت ہیں.... کیونکہ انہوں نے اپنے عمل کے زور پر ہمیں عالم برزخ سے واپس دنیا میں کھینچا ہے.... اور ہمیں حکم دیا ہے کہ

خزانہ تلاش کریں"۔

"یہ بات حلق سے نہیں اتری.... عالم برزخ سے کوئی واپس نہیں آتا"۔

"نہ آتا ہو گا.... ہمارے ان عاملوں کا کہنا یہی ہے.... اور ہمیں انہوں نے یہی بتایا ہے.... اور کوئی بات ہمیں معلوم نہیں"۔

"لیکن فائدہ کیا ہوا.... خزانہ تو تم بھی تلاش نہیں کر سکیں"۔

"ہاں! جب ہم بھی تلاش کر کے تھک گئیں تو.... اس وقت یہ سوال پیدا ہوا کہ ایسے افراد کہاں سے لائیں جو اس خزانے کو تلاش کر دیں.... اس طرح نظریں آپ لوگوں پر پڑیں اور ہم نے فیصلہ کر لیا کہ یہ کام آپ سے لیں گی.... یہ ہے کل کہانی"۔

"اس کہانی میں ایک سوال کا جواب آپ گول کر گئیں روح صاحبہ"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے طنزیہ آواز میں کہا۔

"اور وہ کون سا سوال ہے؟" روح نے چونک کر کہا۔

"کن لوگوں نے کن کی روحوں کو برزخ سے بلایا ہے"۔

"بتا چکی ہوں.... یہ ہمیں معلوم نہیں"۔

"یہ تو کہا جا سکتا ہے کہ آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کو بلانے والے کون لوگ ہیں.... لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ آپ کو نہیں معلوم.... آپ کون ہیں.... آپ یہ بتائیں.... آپ کون ہیں؟"

"اسی راجا کی اولاد.... میں بڑا بیٹا ہوں.... جس کو باپ نے راز

بتایا تھا"۔

"کیا.... نہیں!!" وہ ایک ساتھ چلائے۔

"بہت خوب.... یہ ہوئی نا کچھ بات.... اب آگے چلیں"۔ آفتاب نے خوش ہو کر کہا۔

"اب آگے کہاں چلوں.... کہانی تو ختم ہو گئی"۔

"ابھی نہیں.... فرض کیا.... ہم خزانہ تلاش کر لیتے ہیں.... تو آپ اتنا بڑا خزانہ لے کر کیسے جائیں گی.... وہ بھی ملک سے باہر.... کم از کم آپ کے آقاؤں کا تعلق اس ملک سے تو ہے نہیں.... ضرور وہ غیر ملکی ہیں.... میں غلط تو نہیں کہہ رہا"۔

"چلو مان لی یہ بات.... لیکن تم لوگوں کو اس سے بھلا کیا فرق پڑتا ہے"۔

"ہمارا سوال یہ ہے کہ خزانہ منتقل کیسے کریں گے"۔

"ہمارے آقا اس کی تیاری کر چکے ہیں"۔

"وہ کیا؟"

"یہ آقا جانیں.... ہمیں نہیں معلوم.... ہم روحوں کا کام تو بس اتنا ہے کہ خزانہ تلاش کر دیں.... یا آپ لوگوں کے ذریعے تلاش کروا دیں"۔

"او کے.... ہم آپ لوگوں کے لیے یہ خزانہ تلاش کر دیں گے.... اگرچہ آپ لوگوں کے ارادے نیک نہیں ہیں.... خزانہ ملنے کے

بعد آپ ہی موت کے گھاٹ اتار دیں گے"۔

"اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں.... یہ ہمارے آقاؤں کا فیصلہ ہے"۔

"اچھی بات ہے.... ہم نے بھی ایک فیصلہ کیا ہے"۔ ایسے میں انسپکٹر جمشید بولے۔

"اور وہ فیصلہ کیا ہے؟"

"یہ کہ خزانہ تلاش کر دیتے ہیں.... اس کے بعد اپنی جانیں بچانے کی کوشش کریں گے"۔

"ضرور کوشش کرنا.... ہم کوشش سے نہیں روکیں گے"۔ روح نے ہنس کر کہا۔

"یہ بات بھی ابھی تک ہمارے حلق سے نہیں اتری.... کہ روحیں عالم برزخ سے واپس اس دنیا میں آ سکتی ہیں.... اس لیے کہ ہمارا مذہب اس بات کا کوئی اشارہ نہیں دیتا"۔

"تم لوگوں کے مذہب کے علاوہ بھی کچھ مذاہب دنیا میں ہیں"۔

"لیکن اسلام نے ان سب کو منسوخ کر دیا ہے.... اب پوری دنیا کے لیے مذہب اسلام ہی ہے.... کوئی مانے یا نہ مانے.... اس کا مطلب ہے، اسلام میں سب کچھ بتا دیا گیا ہے.... اس میں کوئی کمی نہیں، کوئی ٹیڑھا پن نہیں.... اور ہمارے مذہب میں عالم برزخ سے کسی کو نہیں بلایا جا سکتا"۔

"آپ نہ مانیں.... لیکن ہم آپ کے سامنے موجود ہیں.... ہمیں ٹٹول کر دیکھ لو.... ہمارا جسم آپ کو محسوس نہیں ہو گا.... میں ایک بار پھر یہاں بیٹھ جاتی ہوں.... بلکہ آپ یہاں فرش پر کوئی دائرہ نما چیز بنا دیں میں اس دائرے میں بیٹھ جاؤں گی.... اس کے بعد آپ باری باری چیک کر کے دیکھیں"۔

"چلئے.... یہ تجربہ بھی کر لیتے ہیں"۔

انسپکٹر جمشید نے اپنے بال پوائنٹ سے ایک دائرہ فرش پر بنا دیا۔

"یہ رہا دائرہ"۔

"اور یہ رہی روح.... اب میں اس دائرے میں ہوں.... آپ مجھ پر حملہ کریں مجھے چھو کر دیکھیں.... میں اس بات کا ثبوت بھی دے دیتی ہوں کہ میں دائرے میں موجود ہوں.... انسپکٹر جمشید.... آپ دائرے میں آئیں"۔

"اچھی بات ہے"۔ انہوں نے مسکرا کر کہا.... اور آگے بڑھ کر دائرے میں داخل ہو گئے۔

عین اس وقت انہیں اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا.... وہ چلائے۔

"یہ.... یہ تم کیا کر رہی ہو"۔

"اپنی موجودگی کا ثبوت دے رہی ہوں"۔

"اوہ اچھا.... خیر.... بس بس.... مل گیا ثبوت.... تم اس دائرے میں ہو.... لیکن میں تمہیں چھو نہیں سکتا"۔ یہ کہہ کر انہوں نے اوپر

نیچے ہاتھ چلائے۔

"یقین آ گیا"۔ یہ کہہ کر وہ دائرے سے نکل آئے۔

"چلو.... اتنا تو ہوا.... اب ذرا جلدی سے خزانہ تلاش کرو"۔

"اچھی بات ہے.... یونہی سہی.... آپ نے ہماری کوئی بات نہیں مانی.... لیکن ایک وقت آئے گا.... جب آپ بات ماننے پر مجبور ہوں گے"۔

"دیکھا جائے گا.... اس وقت کا انتظار بعد میں کریں گے.... فی الحال تو آپ خزانہ تلاش کریں"۔

"آؤ بھئی.... محمود وغیرہ.... اور بتاؤ.... اس کمرے کے فرش میں اور دوسرے کمروں کے فرشوں میں کیا فرق ہے"۔

"پھر وہی سوال.... ابا جان.... ہم آپ سے کہہ تو چکے ہیں.... کہہ تو چکے ہیں.... کہہ تو چکے ہیں"۔

فرزانہ کہتی چلی گئی اور ساتھ میں اس کی آنکھیں پھیلتی چلی گئیں۔

○☆○

16

خوف زدہ آواز

"اٹک گئی سوئی.... بے چاری فرزانہ کی تو.... اب کیا ہو گا"۔ فاروق نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"پہلے اس سے یہ پوچھو کہ اٹکی کیوں؟" محمود مسکرایا۔

"میں نے فرق معلوم کر لیا ہے.... جو دوسرے کمروں میں اور اس کمرے میں ہے.... یہ کمرہ باقی سب کمروں سے بالکل مختلف ہے.... میرا مطلب ہے.... فرش کے لحاظ سے"۔ اس نے جلدی جلدی کہا۔

"بہت خوب فرزانہ.... مان گیا میں تمہیں"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے خوش ہو کر کہا۔

"حد ہو گئی.... فرزانہ اپنے آپ کو منوا گئی اور ہم وہیں کے وہیں رہ گئے"۔ فرحت جھلا اٹھی۔

"جھلانے، تلملانے، بل کھانے اور آگ کے انگارے چبانے سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا.... یہ معلوم کرو کہ میں نے کیا معلوم کیا ہے"۔ فرزانہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"چیلنج کر رہی ہو"۔ فرحت نے اسے گھورا۔

"نہیں.... مشورہ دے رہی ہوں"۔

"اچھی بات ہے.... اب میں بھی.... ارے.... یہ کیا.... یہ تو بالکل سامنے کی بات ہے"۔ فرحت چلائی۔

"حد ہو گئی.... انہیں تو باری باری سامنے کی بات نظر آتی جا رہی ہے.... ہمیں بھی عقلوں کے گھوڑے دوڑانے چاہئیں.... ورنہ یہ مذاق اڑائیں گی"۔ محمود نے اعلان کرنے کے انداز میں کہا۔

اب تو ان سب نے جلدی جلدی فرش کا جائزہ لینا شروع کیا.... اچانک.... رفعت نے چلا کر کہا۔

"آہا.... میں بھی سمجھ گئی"۔

"بس تو پھر بات ابھی اپنے تک رکھنا"۔

"رکھ لو رکھ لو.... اتنے عقل سے پیدل نہیں ہیں ہم"۔ آفتاب نے جل کر کہا۔

"اس کا مطلب ہے.... تھوڑے بہت ضرور ہو"۔ فرزانہ مسکرائی۔

"دیکھو فرزانہ میرے منہ نہ لگنا.... ورنہ منہ کی کھاؤ گی"۔

"یہ منہ اور مسور کی دال"۔ فرزانہ نے فوراً کہا۔

"حد ہو گئی.... اس طرح وقت ضائع ہو گا"۔ انسپکٹر جمشید تلملا اٹھے۔

"اور ہم کیا چاہتے ہیں انکل"۔ آفتاب مسکرایا۔

"کیا مطلب؟"

"موت کے فرشتے ہمارے سروں پر موجود ہیں' ان حالات میں وقت ضائع نہ کریں تو کیا کریں"۔

"موت سے کوئی شخص بچ نہیں سکتا.... اسے جب جس لمحے آنا ہے' آ کر رہے گی.... اگر ہماری موت کا وقت آ چکا ہے تو تمہارا وقت گزارنا ہمارے کام نہیں آئے گا"۔

"بات معقول ہے.... خیر ہم جلد از جلد اس کمرے کے فرش کا معاملہ طے کر لیتے ہیں.... ہاں تو رفعت تم بتاؤ.... کیا سمجھی ہو"۔

"وہی سمجھی ہوں.... جو فرزانہ اور فرحت سمجھی ہیں"۔

"یہ ہوئی نا بات.... چونکہ تم کچھ نہیں سمجھیں' لہٰذا چکر دے رہی ہو"۔ آصف نے گویا اعلان کیا۔

"یہ مجھ پر الزام ہے.... سراسر الزام"۔ رفعت چلائی۔

"تو اس میں چلانے کی کیا بات ہے.... تم ثابت کر دو کہ یہ الزام ہے"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ضرور کیوں نہیں.... لیکن میں فرزانہ کے کان میں بتاؤں گی"۔

"ہاں! یہ ٹھیک رہے گا.... اب تم نے درست فیصلہ کیا ہے"۔

اور پھر اس نے فرزانہ کے کان سے منہ لگا کر کچھ کہا۔

"بہت خوب.... کمال ہے.... چلو بھئی تم بتاؤ.... اب"۔ فرزانہ نے شوخ انداز میں محمود وغیرہ کی طرف دیکھا۔

"اس کا مطلب ہے.... رفعت نے بھی جان لیا ہے"۔

"ہاں! تم رہ گئے پھسڈی کہیں کے"۔

"ارے منہ سنبھال کے.... لو جی.... اب ہم پھسڈی ہو گئے.... حالانکہ میں بہت دیر پہلے بلکہ فرزانہ سے بھی پہلے جان چکا ہوں فرش کا راز"۔

"کیا.... نہیں"۔ فرزانہ کی آنکھیں مارے حیرت کے پھیل گئیں۔

"یہ کیا بات ہوئی"۔ روح کے لہجے میں حیرت تھی۔

"کیوں.... اس میں حیرت کی کیا بات ہو گئی"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"محمود نے جب یہ کہا کہ وہ بہت پہلے جان چکا ہے.... تو فرزانہ نے اس بات پر یقین کیسے کر لیا.... یہ کیوں نہیں کہا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے"۔

"یہی تو مشکل ہے"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کیا مشکل ہے"۔

"پہلے آپ ان سے پوچھ لیں.... انہیں محمود کی بات پر یقین ہے یا نہیں"۔

"کیوں بھئی.... کیا تم سب کو محمود کی بات پر یقین آ چکا ہے"۔

"ہاں! سو فیصد"۔

"حیرت ہے.... کمال ہے.... کیا ایسا نہیں ہو سکتا ہے کہ محمود نے بس یونہی کہہ دیا ہو"۔

"نہیں.... ہم لوگ جھوٹ نہیں بولتے.... یہ ہماری خاص عادت ہے"۔

"کیا واقعی؟" روح کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! اگر محمود نے یہ کہا ہے کہ وہ بہت پہلے ہی جان گیا تھا کہ فرش کا راز کیا ہے تو اس کا مطلب یہی ہے کہ یہ پہلے جان گیا تھا"۔ انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"اچھا خیر.... سوال یہ ہے کہ فرش کا راز کیا ہے؟"

"ابھی نہیں بتائیں گے.... پہلے ہم خود تو دیکھ لیں کہ جو ہم نے اندازہ لگایا ہے.... وہ درست بھی ہے یا نہیں"۔

"حیرت یہ ہے کہ ہم سرتوڑ کوشش کے باوجود ان فرشوں میں کوئی فرق محسوس نہیں کر سکے"۔

"بس دیکھ لیں.... اب ہم اپنے منہ سے کیا کہیں"۔ فرزانہ نے شرما کر کہا۔

"محمود.... تم بھی فرزانہ کے کان میں بتا دو.... تاکہ روح صاحب کا مزید اطمینان ہو جائے"۔

"بہت بہتر"۔ اس نے کہا اور منہ فرزانہ کے کان سے لگا دیا۔

"بہت خوب محمود.... بالکل ٹھیک"۔

"میں بھی بتاؤں گا"۔ ایسے میں فاروق بولا اٹھا۔

"کیا مطلب.... تم بھی جان گئے ہو"۔

"اب نہیں.... بہت پہلے سے"۔

"ارے میاں جاؤ.... اب تم لوگ ڈراما کرنے لگے"۔ روح نے جھلا کر کہا۔

"ہمیں اس ڈرامے سے بھلا کیا حاصل ہو گا.... ذرا یہ تو بتائیے روح صاحب"۔ محمود نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

روح اس کی بات کا جواب نہ دے سکی.... اور وہ باری باری فرزانہ کے کان سے منہ لگاتے رہے.... آخر فرزانہ نے گھبرا کر کہا۔

"میرا کان دکھ گیا ہے.... اب فرحت کا کان کام میں لاؤ"۔

وہ سب مسکرا دیئے.... اور پھر فرحت کے کان کی شامت آ گئی.... وہ سنتی گئی.... اور سب بتاتے گئے.... آخر میں منور علی خان، خان رحمان اور ٹی ایس ایم رہ گئے۔

"گویا آپ تینوں نہیں بوجھ سکے"۔ آصف بولا۔

"نن نہیں"۔ ٹی ایس ایم نے فوراً کہا۔

"بھئی ذرا عقل استعمال کرنے کی ضرورت ہے"۔ محمود مسکرایا۔

"وہ تو میں نے بہت استعمال کی ہے"۔ ٹی ایس ایم بے چارگی کے عالم میں بولا۔

"گھسی ہوئی چیز استعمال کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا.... یہ

بات بھی ذہن میں رہے"۔

"ٹھیک ہے.... رہے گی ذہن میں.... اور کچھ"۔ ٹی ایس ایم نے پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا۔

"بھئی یہ بے چارہ تو نیا نیا ساتھی بنا ہے.... وہ بھی مستقل نہیں.... میں اور خان رحمان کچھ نہیں سمجھ سکے"۔

"اس لیے کہ آپ دونوں سراغرساں نہیں ہیں"۔

"اوہ ہاں! یہ بات بھی ہے"۔

"لیکن اس فرش میں دوسرے فرشوں کی نسبت کیا فرق ہے"۔

"یہ بات بتانے کی نہیں.... محسوس کرنے کی ہے.... بس آپ کھدائی کرنے والوں کو بلا لیں"۔

"بہت خوب.... اس کمرے کی فرش سے کھدائی شروع ہو گی"۔

"نہیں آپ پہلے کدالیں وغیرہ منگوا لیں"۔

"ابھی لیجیے"۔ روح نے جلدی سے کہا اور انہوں نے پھر ہوا کا جھونکا محسوس کیا۔

"بھلا یہ کس طرح کدالیں اور کھدائی کرنے والوں کو بلائے گی.... روحیں تو آ کر کھدائی کرنے سے رہیں.... اس کام کے لیے تو انسانوں کو ہی بلانا پڑے گا"۔ خان رحمان نے حیران ہو کر کہا۔

"یہی تو دیکھنا ہے.... کہ اب یہ کیا کرتی ہیں.... کسے بلاتی ہیں"۔

"اور وہ دوسرے بھائی کہاں گئے"۔ شوکی بولا۔

"دوسرے بھائی.... کیا مطلب.... کون سے دوسرے بھائی؟" آصف نے اسے گھورا۔

"بھئی وہی.... چھپے رستم صاحب.... جو روحوں سے بھی چھپے رہتے ہیں"۔

"م.... میں یہیں ہوں"۔ آواز ابھری۔

"اب آپ کیا کریں گے"۔

"فکر نہ کریں.... ہم ان روحوں کو خزانہ نہیں لے جانے دیں گے"۔ آواز سنائی دی۔

"لیکن کیسے.... اور اس سے ہمیں بھلا کیا فائدہ ہو گا.... ہم تو پھر بھی بے موت مارے جائیں گے"۔

"تو پھر آپ ہمارا ساتھ دینے کی کوشش کریں.... ہم آپ کو بھی ان روحوں کی نظروں سے غائب کر سکتے ہیں"۔

"کیا!!!"۔ وہ ایک ساتھ چلائے.... پھر انسپکٹر جمشید نے دبی آواز میں کہا۔

"بھائی نامعلوم.... کیا ایسا ممکن ہے"۔

"بالکل ممکن ہے.... کیا آپ مجھے دیکھ رہے ہیں"۔

"نہیں.... بالکل نہیں.... بس آواز سن رہے ہیں"۔

"تب پھر یقین کر لیں.... میں آپ کے آس پاس موجود ہوں.... آپ چاہیں تو مجھے چھو کر بھی دیکھ سکتے ہیں"۔

"بہت خوب.... آپ کہاں ہیں.... میں ذرا آپ کو چھو کر دیکھنا چاہتا ہوں"۔

"لیکن کوئی دھوکا نہ کیجئے گا.... ورنہ نقصان کی ذمہ داری خود آپ پر ہو گی"۔

"نہیں! میں دھوکا نہیں کروں گا"۔

"تو پھر میں آپ کے قریب آ رہا ہوں.... پہلے میں خود آپ کو چھو کر اپنی موجودگی ظاہر کروں گا، پھر آپ چھو کر دیکھ لیجئے گا"۔

"او کے"۔ وہ بولے۔

"جلد ہی کسی نے ان کا شانہ پکڑ کر ہلایا۔

"اوہ!" انسپکٹر جمشید کے منہ سے نکلا.... پھر انہوں نے اس کا ہاتھ تھام لیا.... وہ واقعی جیتا جاگتا آدمی تھا.... لیکن ان کی نظروں سے اوجھل.... اس کی کوئی چیز بھی انہیں نظر نہیں آ رہی تھی۔

"ٹھیک ہے.... کیا آپ ابطال ہیں"۔

"نہیں.... مسٹر ابطال تو خود کو بھی نہیں دیکھ سکتے.... جب کہ میں خود کو دیکھ سکتا ہوں"۔

"آخر کیسے؟"

"وہی.... آئن سٹائن والا تجربہ.... آخر ہم پورا کرنے میں کامیاب ہو گئے.... آئن سٹائن نے دشمن ملک کی فوج کی نظروں سے اپنی فوجیں اور بحری جہازوں کو غائب کرنے پر تجربات کیے تھے.... اور ایک دن

جہاز غائب کرنے میں کامیاب ہو گئے تھے.... لیکن پھر وہ مر گئے.... ان کے بعد ہم نے اس نظریے پر کام جاری رکھا.... اس طرح ہم آخر کار کامیاب ہو گئے.... لیکن اس تجربے میں اخراجات بے تحاشا ہوئے.... اور ایک آدمی کو غائب ہونے کے لیے جو آلات کام میں لائے جاتے ہیں.... وہ اس حد تک قیمتی ہیں کہ بیان سے باہر ہیں.... ہر آدمی کے لیے الگ آلات کی ضرورت ہے.... اس لیے بہت تھوڑی سی تعداد میں یہ آلات تیار کیے گئے ہیں.... کسی کو خاص مشن پر بھیجنا ہو تب وہ آلات دیئے جاتے ہیں.... یا پھر ملک کے صدر، وزیر وغیرہ کو دیئے جاتے ہیں.... اور پھر صرف اس صورت میں جب ان کی زندگیوں کو کوئی خطرہ ہو.... اس مہم پر مجھے اور میرے ساتھی کو یہ آلات دیئے گئے ہیں.... دراصل ہماری حکومت کو معلوم ہو گیا تھا.... کہ دوسری طرف ایک بڑی طاقت نے چند روحوں کو یہ کام سونپا ہے.... اب روحوں کی نظروں سے بچنے کے لیے ہمیں یہ آلات دیئے گئے ہیں.... اور سچ تو یہ ہے کہ ہم ان روحوں کے مقابلے میں ذرا بھی طاقت ور نہیں ہیں.... وہ اگر ہمیں دیکھ لیں تو پھر ہمیں فوراً ہلاک کر دیں گی.... اور ہم اپنا بچاؤ نہیں کر سکیں گے"۔

"یہ باتیں تو ذہن میں بیٹھ گئیں.... سوال یہ ہے کہ اب آپ لوگ کیا کریں گے"۔

"ہم تیل دیکھ رہے ہیں اور تیل کی دھار دیکھ رہے ہیں.... ابھی

کچھ نہیں کہہ سکتے"۔

"اور آپ کے ساتھی کہاں ہیں"۔

"وہ باہر ہیں.... روحوں کی آپس کی باتیں سن رہے ہیں"۔

"وہ آندھی کیسے آگئی تھی؟"

"ایسے شعبدے دکھانا ہمارے سائنس دانوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے.... ہم یہاں اپنی ٹیم کے ساتھ آئے ہیں.... لیکن.... باقی لوگ یہاں نہیں ہیں.... وہ ایک نامعلوم مقام پر ہیں"۔

"اگر آپ ہمیں غائب کر دیں تو ہم آپ کے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں"۔

"میں نے بتایا ہے نا.... کہ آلات دو آدمیوں کے لیے ہیں.... اور آپ کئی ہیں.... آپ میں سے صرف ایک کو غائب کرایا جا سکتا ہے"۔

"پھر ایک کو ہی سہی.... آپ مجھے غائب کرا دیں"۔

"اس سے پہلے کہ روح واپس آئے.... میرے ساتھ آئیں.... باقی لوگ یہیں ٹھہریں.... جب یہ لوٹیں گے تو آپ لوگوں کی نظروں سے بھی اوجھل ہو چکے ہوں گے"۔

"کاش! ہم سب روحوں کی نظروں سے اوجھل ہو سکتے"۔ فاروق نے سرد آہ بھری۔

سب ہنس دیے.... اور انسپکٹر جمشید ایک سمت میں چلے گئے....

باقی لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

"چکر گہرا ہوتا جا رہا ہے.... اور ابھی تک کسی کروٹ نہیں بیٹھا"۔ آفتاب بڑبڑایا۔

"اب آئے گا مزا.... اگر اباجان غائب ہو گئے تو بے چاری روحوں کا کیا حال ہو گا؟"

"ممکن ہے اس صورت میں بھی وہ روح کا کچھ بگاڑنے کی پوزیشن میں نہ ہوں"۔

"کوئی بات نہیں.... روح کے ہاتھوں محفوظ تو ہو جائیں گے"۔

"ہاں! یہ ضرور ہے.... اب دیکھیں پہلے روح واپس آتی ہے یا اباجان"۔

"اس سے بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا.... اباجان اس غائب انسان کے ساتھ جا تو چکے ہیں نا"۔

عین اس لمحے ہوا کا جھونکا انہوں نے محسوس کیا۔

"کک.... کیا.... آپ آگئی ہیں روح صاحبہ"۔ فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں آگئی ہوں.... چند منٹ تک یہاں کھدائی کرنے والے موجود ہوں گے.... اب تم بتاؤ.... کھدائی کہاں سے شروع کرنا ہے اور اس فرش میں دوسرے فرشوں کی نسبت کیا فرق ہے؟؟"

"ابھی نہیں بتا سکتے"۔ آصف نے منہ بنایا۔

"آخر کیوں.... کیوں نہیں بتا سکتے"۔
"جب کھدائی والے آ جائیں گے.... اس وقت بتائیں گے"۔
"اس سے کیا فرق پڑ جائے گا"۔
"پتا نہیں.... فرق پڑ جائے گا یا نہیں.... لیکن ہم اس وقت بتائیں گے"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے جھلا کر کہا۔
"ارے یہ کیا.... انسپکٹر جمشید نظر نہیں آ رہے"۔
"کک.... کیا"۔ محمود زور سے اچھلا.... پھر اس نے بوکھلا کر ادھر ادھر دیکھا۔
"روح صاحب.... یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے"۔
"کک.... کون سی بات؟" روح نے بھی بوکھلا کر کہا۔
"یہ بات.... ہمارے ساتھی کو غائب کر دیا اور خود ہی ہم سے پوچھ رہی ہیں.... وہ کہاں ہیں"۔ فرزانہ نے جلدی جلدی کہا۔
"دماغ تو نہیں چل گیا.... مجھے کیا پڑی تھی.... انسپکٹر جمشید کو غائب کرنے کی.... میں تو انہیں تم لوگوں کے پاس چھوڑ کر گئی تھی"۔
"ہاں گئی تھیں.... لیکن دیکھ لیں.... اب وہ ہمارے ساتھ موجود نہیں"۔
"اس میں ضرور تم لوگوں کی کوئی چال ہے.... لیکن ہم بھی آخر روحیں ہیں.... یہ چال کامیاب نہیں ہونے دیں گے"۔
"ٹھیک ہے پھر.... آپ چال کو ناکام بنا دیں"۔ خان رحمان نے

بھنا کر کہا۔
"انسپکٹر کامران مرزا.... یہ آپ کے ساتھی ہیں.... شوکی.... میں اس کا گلا گھونٹ رہی ہوں.... اب یا انہیں بچا لیں.... یا انسپکٹر جمشید کو چھپا رہنے دیں"۔
"نن نہیں.... ٹھہریں.... ایسا نہ کریں"۔ انسپکٹر کامران مرزا گھبرا گئے۔
"پھر.... کیسا کروں"۔ روح نے ہنس کر کہا۔
"میں.... میں یہیں ہوں"۔ انسپکٹر جمشید کی آواز ابھری۔
"دیکھا آپ نے"۔ انسپکٹر کامران مرزا بولے۔
"دیکھا نہیں.... صرف سنا ہے.... انسپکٹر جمشید.... آپ سامنے آئیں"۔
"سامنے ہی تو ہوں.... آپ کو نظر نہیں آ رہا تو اس میں میں کیا کر سکتا ہوں"۔
"کیا کہا.... نظر نہیں آ رہے.... یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔
"کیوں روح صاحب.... ہونے کے لیے دنیا میں کیا نہیں ہو سکتا.... آپ بھی تو ہمیں نظر نہیں آ رہی ہیں"۔ آفتاب نے جل کر کہا۔
"میں تو ایک روح ہوں"۔ روح نے کہا۔
"میں بھی روح میں تبدیل ہو گیا ہوں.... اسی لیے تو نظر نہیں آ

رہا"۔

"غلط.... بالکل غلط.... میں سمجھ گئی.... کیا چکر ہے"۔ روح نے ہنس کر کہا۔

"اور آپ کیا سمجھ گئیں.... ذرا ہمیں بھی سمجھا دیں.... تاکہ ہم دوسروں کو سمجھا سکیں"۔ فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"زبان سے الفاظ کلاشن کوف کی گولیوں کی طرح نکلتے ہیں"۔ آصف نے بھنا کر کہا۔

"انسپکٹر جمشید.... آس پاس کہیں چھپے ہوئے ہیں"۔

"نہیں! میں آپ کے بالکل سامنے موجود ہوں.... یہ دیکھئے.... میں فاروق کی جیب سے قلم نکال کر رہا ہوں"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی قلم فاروق کی جیب سے نکلتا ہوا نظر آیا۔

"اوہ! یہ میں کیا دیکھ رہی ہوں.... کمال ہے.... یہاں تو میری طرح انسپکٹر جمشید بھی غائب ہو گئے"۔

"بس دیکھ لیں.... اسے خدا کی قدرت کہتے ہیں"۔

"لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا.... انسپکٹر جمشید.... آپ غائب ہو گئے.... کیسے ہو گئے.... میں نہیں جانتی.... لیکن میں ایک بات ضرور جانتی ہوں"۔

"اور وہ کیا؟"

"آپ کا جسم آپ کے ساتھ ہو گا"۔

"ہاں! یہ تو خیر ہے"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"تو پھر میرا جسم تو میرے ساتھ نہیں ہے.... مطلب یہ کہ کوئی مجھ پر حملہ کرے.... میرا کچھ نہیں بگڑے گا.... کوئی آپ پر حملہ کرے.... اور اس کا نشانہ ٹھیک بیٹھ جائے.... آپ چوٹ کھائیں گے یا نہیں"۔

"ہاں! یہ تو ہے"۔

"تب پھر.... مجھے کیا پروا"۔

"کوئی بات نہیں.... آپ کو پروا نہیں ہے.... ہمیں بھی اس بات کی کوئی پروا نہیں ہے"۔ آفتاب بول اٹھا۔

"کس بات کی پروا؟"

"اس بات کی کہ آپ کو پروا نہیں ہے"۔

"حد ہو گئی.... تم لوگ باتوں میں بہت الجھا لیتے ہو"۔

"ہاں بس.... ہم میں یہ بات بہت بری ہے"۔

عین اس وقت قدموں کی آوازیں ابھریں.... انہوں نے دیکھا' کرالیں اٹھائے بیس کے قریب غیر ملکی چلے آ رہے ہیں۔

"حیرت ہے.... آپ نے اس قدر جلد اپنے ملک کے لوگ کس طرح منگوا لیے"۔ مکھن بولا۔

"یہ پہلے سے یہاں آئے ہوئے تھے"۔

"بہت خوب مکھن"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"جی.... یہ آپ کے مکھن کو کیا سوجھ گئی"۔ آصف کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

"یار سمجھا کرو.... ہر بات پوچھنے کی نہیں ہوتی"۔ آفتاب نے بھنا کر کہا۔

"اور نہ ہر بات بتانے کی ہوتی ہے.... آفتاب نے بالکل ٹھیک کہا آصف"۔ انسپکٹر جمشید کی آواز ابھری.... وہ انہیں واقعی نظر نہیں آ رہے تھے۔

"انکل! آپ اس حالت میں فوراً روح کو چھونے کی کوشش کریں"۔ شوکی نے خیال دلایا۔

"ضرور ضرور.... واقعی.... یہ اچھا خیال ہے"۔

"ضرور.... ضرور.... کیوں نہیں.... میں یہاں ہوں.... اس کونے میں.... جس کے پاس رفعت کھڑی ہے"۔

"کمال ہے.... آپ کو تو ہمارے نام اچھی طرح سے معلوم ہو گئے"۔

"یہاں آنے سے پہلے سب کے نام تصاویر سامنے رکھ کر یاد کیے تھے"۔

"اوہو اچھا.... کیا ان کی تصویر بھی ان تصاویر میں تھی"۔ آصف نے ٹی ایس ایم کی طرف اشارہ کیا۔

"نہیں.... یہ شاید آپ کے نئے ساتھی ہیں"۔

"ہاں! یہ نئے ساتھی ہیں.... لیکن ایسا لگتا ہے.... جیسے یہ برسوں سے آئے ہوں"۔

"یہ آپ کا.... ارے.... یہ کیا؟"

روح کی خوف زدہ آواز سنائی دی۔

○☆○

15

پھنکار

"اب کیا ہوا روح صاحب.... آپ کی آواز سے تو خوف جھانکنے لگا.... آپ کیسی روح ہیں.... جو خوف زدہ بھی ہو سکتی ہیں"۔

"ایک منٹ.... میں ابھی آئی"۔ روح نے جلدی سے کہا اور انہوں نے ہوا کے جھونکے کو نکلتے محسوس کیا۔

"نہ جانے بے چاری روح کو کیا ہو گیا؟" فاروق بڑبڑایا۔

"آپ انشارجہ کے ہیں"۔ انسپکٹر کامران مرزا کھدائی کے لیے آنے والوں کی طرف بڑھے۔

"ہاں!" ایک نے کہا۔

"تو آپ کو کھدائی کے لیے انشارجہ سے ساتھ لایا گیا.... کھدائی کرنے والے تو یہاں سے بھی پکڑے جا سکتے تھے"۔

"اس بارے میں ہم کیا کہہ سکتے ہیں"۔

"آپ کو روحوں کے لیے کام کرتے ہوئے ڈر محسوس ہو رہا ہے"۔

"اس میں ڈرنے کی کیا بات.... یہ روحیں آخر ہمارے ملک کی

روحیں ہیں"۔ ایک نے ہنس کر کہا۔

"اب اس وقت.... روح کس بات سے خوف زدہ ہو گئی ہے"۔

"ہمیں کوئی اندازہ نہیں"۔

"یہاں جو روح ہے کیا وہ بھی تم لوگوں کے ملک کی ہے؟"

"ہاں بالکل"۔ اس نے جواب دیا۔

"اوہ.... اس کا مطلب ہے.... یہ روحیں بھی ہم سے ڈرامے کر رہی ہیں"۔ انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"آپ یہیں ہیں ابا جان؟" فرزانہ نے سرگوشی کی۔

انسپکٹر جمشید کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔

"نامعلوم آدمی صاحب.... آپ تو یہاں ہیں"۔

"ہاں میں یہیں ہوں"۔ غائب انسان کی آواز سنائی دی۔

"ہمارے ساتھی کہاں ہیں.... کیا آپ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں"۔

"نہیں.... ہم ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے.... ہاں جب آلات آف کر دیں گے تو اس وقت ضرور ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے"۔

"اچھا ٹھیک ہے.... لیکن ہمارے ساتھی کہاں ہیں؟"

"وہ روح کے پیچھے گئے ہیں.... تاکہ معلوم ہو.... روح کو اچانک کیا ہوا ہے"۔

"بہت خوب.... یہ ہوئی نہ بات"۔

"کھدائی کہاں سے شروع کریں"۔

"ابھی نہیں.... روح کو واپس آنے دیں"۔ محمود نے منہ بنایا۔

پندرہ منٹ بعد ہوا کا جھونکا محسوس ہوا اور پھر اس کی آواز سنائی دی۔

"ہاں تو کہاں سے کام شروع کریں؟"

"پہلے یہ بتائیں.... آپ کہاں گئی تھیں"۔

"ایک خیال آیا تھا.... دوسری روح سے بات کرنے گئی تھی"۔

"اور وہ خیال کیا تھا؟"

"آپس کی بات ہے.... ہاں یہ بتاؤ کہ.... کھدائی کہاں سے شروع کریں؟"

"ابا جان! کیا آپ بھی روح کے ساتھ واپس آ چکے ہیں یا نہیں"۔ ایسے میں محمود نے قدرے بلند آواز میں کہا۔

"اوہ! تو انسپکٹر جمشید بھی میرے پیچھے گئے تھے"۔

"یہ تو معلوم کرنا تھا نا.... کہ آپ کہاں جا رہی ہیں"۔ خان رحمان نے ہنس کر کہا۔

"تب پھر انہیں تو میرے ساتھ ہی لوٹ کر آنا چاہیے تھا"۔

"اٹک گئے ہوں گے کہیں"۔

"کوئی بات نہیں.... لیکن مشکل ایک اور ہے"۔ محمود مسکرایا۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ کھدائی کے بارے میں ہمارے والد صاحب کو ہی معلوم ہے کہ کہاں سے شروع کی جائے گی"۔

"کیا!!!" روح نے چلا کر کہا۔

"کیوں.... اس میں چلانے کی کیا ضرورت ہے"۔

"یہ میں نے کیا کیا"۔

"آپ نے کیا کیا"۔ فاروق نے گھبرا کر کہا۔

"انسپکٹر جمشید کو ایک کھائی میں دھکا دے آئی ہوں"۔

"کیا.... نہیں"۔ وہ ایک ساتھ چلائے۔

"ہاں.... ان سے بچنے کے لیے مجھے ایسا کرنا پڑا"۔

"لیکن جناب.... آپ کو بھلا ان سے کیا خطرہ تھا.... خطرہ تو ہم سب کو آپ سے ہے"۔

"غائب ہو جانے کے بعد وہ ہمارے لیے خطرناک ہو گئے تھے.... اس لیے پیچھا چھڑا لیا گیا"۔

"لیکن کیسے؟"

"میں کھائی میں آسانی سے اتر سکتی ہوں.... اس لیے کہ میں روح ہوں.... جسم نہیں.... انسپکٹر جمشید غائب ہو جانے کے باوجود جسم رکھتے ہیں اور آسانی سے کسی کھائی میں نہیں اتر سکتے.... بہرحال میں نے اچانک انسپکٹر جمشید کے پیروں کے نیچے سے ایک پتھر اچانک نکال

دیا.... بس وہ نیچے گرتے چلے گئے.... جب وہ کھائی کی تہ میں پہنچ گئے تو میں یہاں آ گئی.... کیونکہ میری ضرورت یہاں زیادہ ہے"۔

"آپ نے یہ اچھا نہیں کیا روح صاحب.... اگر ہمارے والد صاحب زندہ ہیں تب تو ٹھیک ہے.... بہت جلد اس کھائی سے نکل آئیں گے.... لیکن اگر وہ ہلاک ہو گئے ہیں ت پھر اب ہم آپ کے لیے کوئی کام نہیں کریں گے"۔

"تم لوگ مجبور ہو.... کام کرنا ہو گا"۔

"نہیں کریں گے"۔ وہ بولے۔

"اگر ہمارے والد صاحب کو آپ کھائی میں گرا آئی ہیں تو پھر ہم آپ کے لیے کام کیوں کریں.... ہمیں کیا فائدہ ہو گا"۔ فرزانہ نے تلملا کر کہا۔

"اس طرح تم اپنی زندگیوں سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو گے"۔

"کوئی پروا نہیں.... اب ہم جی کر کریں گے بھی کیا"۔ محمود نے جذباتی انداز میں کہا۔

"تم بات کو سمجھنے کی کوشش کرو.... انسپکٹر جمشید مجھے نظر تو آ نہیں رہے تھے.... میں کھائی میں اتر گئی.... اور ساتھ ہی پتھروں کو لڑھکاتی چلی گئی.... تاکہ وہ پیچھے نہ آ سکیں.... ایک جگہ اچانک بہت سے پتھر اکھڑ کر نیچے جا گرے.... اور ایک دھماکا سا ہوا.... اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ وہ گر گئے ہیں.... اب اس میں میرا کیا قصور؟"

"لیکن تم کھائی میں کیوں اتریں"۔ محمود نے کاٹ کھانے والے انداز میں کہا۔

"نظر نہ آنے والا دشمن ہمارے نزدیک خطرناک ہوتا ہے.... میں ان سے پیچھا چھڑانا چاہتی تھی.... سو میں نے چھڑا لیا"۔

"لیکن ہم کام نہیں کریں گے"۔

"جیسے تم لوگوں کی مرضی.... میں اب تم سب کو ختم کرنے لگی ہوں"۔

"ہاں ہاں کرو"۔ آصف غرایا۔

عین اس لمحے اشفاق کو اپنا گلا گھٹتا ہوا محسوس ہوا.... سانس میں دقت پیدا ہو گئی.... آنکھیں لگیں باہر کو ابلنے۔

"مم.... میں گیا.... خدا حافظ.... لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ"۔ اس نے پھٹی پھٹی آواز میں کہا۔

"نن نہیں.... اشفاق"۔ شوکی چلایا۔

"ٹھہرو.... رک جاؤ.... ہم کام کریں گے"۔ آصف چلا اٹھا۔

"ابھی تو تم کہہ رہے تھے کہ کام نہیں کریں گے"۔

"ہم بھول گئے تھے.... تم یہ حربہ اختیار کر سکتی ہو.... کدالوں والوں سے کہیں.... قلعے کے گیٹ کے پاس کھدائی شروع کریں"۔

"یہ کیا بات ہوئی"۔ روح کی آواز سنائی دی۔

"کیوں.... یہ کوئی بات کیوں نہیں ہوئی"۔ محمود نے منہ بنایا۔

"تم نے کہا ہے.... گیٹ کے پاس کھدائی شروع کریں"۔

"ہاں تو اس میں بے تکی بات کیا ہے"۔

"آپ لوگوں کو فرق نظر آ رہا تھا اس کمرے کے فرش میں اور کھدائی آپ کروا رہے ہیں گیٹ پر.... آخر یہ کیا بات ہوئی"۔

"آپ خزانہ حاصل کرنا چاہتی ہیں یا نہیں"۔

"بالکل! اسی تو اس قدر پاپڑ بیلے ہیں"۔

"ٹھیک ہے.... پھر جو ہم کہہ رہے ہیں.... وہ کریں"۔

"ہمارے دماغ نہیں بگڑے.... آخر یہ گیٹ کے پاس کیوں کھدائی کریں.... آپ کو گیٹ کے آس پاس تو کوئی بات بھی نظر نہیں آئی تھی"۔

"آپ ہماری بات چھوڑیں کہ ہمیں کہاں کیا نظر آیا تھا اور کہاں کیا نظر نہیں آیا.... یہ ہمارا کام ہے.... اگر آپ خزانہ حاصل کرنا چاہتی ہیں تو جو ہم کہہ رہے ہیں' وہ کریں"۔

"یہ تو عجیب الجھن پیدا ہو گئی ہے"۔ روح بولی۔

"ہمارے لیے یہ بات بالکل الجھن والی نہیں ہے"۔ انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"کیا مطلب.... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں"۔ روح نے چیخ کر کہا۔

"اگر آپ خزانہ حاصل کرنا چاہتی ہیں تو جہاں سے ہم کہہ رہے ہیں.... وہاں سے کھدائی کریں اور چالیس فٹ گہرا گڑھا کھودیں.... پورا

چالیس فٹ گہرا.... اس سے اوپر خزانہ ہرگز نہیں ملے گا"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے سرد آواز میں کہا۔

"کیا کہا.... چالیس فٹ گہرا گڑھا"۔ روح ہکلائی۔

"ہاں کیوں.... کیا ہوا.... کیا اتنا گہرا گڑھا نہیں کھودا جا سکتا"۔

"کھودنے کو سو فٹ گہرا گڑھا کھودا جا سکتا ہے"۔

"تو پھر ہکلا کیوں رہی ہیں.... اگر خزانہ نہ ملے تو ہمیں پکڑ لیجیے گا"۔

"اچھی بات ہے.... لیکن کم از کم تم یہ تو بتا دو کہ تم نے یہ اندازہ کس طرح لگا لیا کہ خزانہ دروازہ کے نیچے دفن ہے اور ۴۰ فٹ گہرائی میں دفن ہے"۔

"یہ جاسوس اندازے ہیں.... انہی اندازوں کے لیے ہی ہماری خدمات حاصل کی جاتی ہیں.... آپ کو جو ہمارا کام دیا گیا ہے.... وہ بلاوجہ نہیں دیا گیا.... کیا سمجھیں"۔

"تو آپ کا خیال ہے کہ ہمیں آپ لوگوں کا کسی نے نام دیا تھا"۔

"ہاں! جب تم پوری طرح ناکام ہو گئیں.... تمہارے ماہرین بھی خزانہ تلاش نہ کر سکے.... اپنے آلات کے ذریعے بھی وہ خزانے کا سراغ نہ لگا سکے.... اس وقت یہ سوچا گیا کہ اب کیا کیا جائے.... کس کو بلایا جائے.... لہٰذا ہمارا نام تجویز ہوا.... ہمارا نام تجویز کرنے والوں نے یہ

بھی بتایا کہ ہم کوئی پرائیویٹ جاسوس نہیں ہیں کہ فوراً یہ کام کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے.... لہٰذا ہمیں قابو میں کرنے کا پورا پورا منصوبہ بنایا گیا.... انسانوں کی بجائے یہ روحیں بھیجیں گئیں.... کیونکہ انسان کے رعب میں آنے والے بھلا ہم کہاں تھے.... کیا خیال ہے.... میں غلط تو نہیں کہہ رہا"۔

"نہیں ٹھیک ہے.... لیکن ان باتوں کا کیا فائدہ.... بس کام کرو.... خزانہ بتاؤ کہاں ہے؟"

"بتا چکے.... گیٹ کے نیچے.... اگر خزانہ گیٹ کے نیچے نہ ہوتا تو کبھی کا تلاش کیا جا چکا تھا"۔

"اچھی بات ہے.... کھدائی شروع کروا رہے ہیں.... لیکن اگر خزانہ نہ ملا تو انجام بہت بھیانک ہو گا"۔

"پہلے کیا کم بھیانک ہوا ہے اپنا انجام.... ہمارے ساتھی انسپکٹر جمشید کے بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں"۔

"تم سب کو بھی کھائی میں پھینک دیا جائے گا"۔ روح نے سرد آواز میں کہا۔

"کھدائی کروائیں.... وقت آپ خود ضائع کر رہے ہیں"۔ آصف جھلا اٹھا۔

"کھدائی شروع کرو"۔

آخر کھدائی شروع کی گئی.... چالیس فٹ گہرا گڑھا اس قدر جلد تو

کھودا نہیں جا سکتا تھا.... لہٰذا وہ بیٹھے بور ہوتے رہے.... آخر خدا خدا کر کے گڑھا چالیس فٹ گہرا ہو گیا.... لیکن وہاں خزانہ کا نام و نشان نہیں تھا"۔

"یہ کیا ہوا.... یہاں تو خزانہ نہیں ہے"۔ روح چلا اٹھی۔

"گھبرانے اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں"۔ آصف بولا۔

"بلکہ میں تو کہتا ہوں.... چلانے کی بھی ضرورت نہیں"۔ آفتاب مسکرایا۔

"لیکن کیوں نہیں ہے.... سوال تو یہ ہے"۔

"جواب یہ ہے کہ اب آپ کو چالیس فٹ گہرائی میں اس کمرے کی طرف کھدائی کروانا ہو گی"۔

"لیکن پہلے ہی کمرے کے فرش سے کھدائی کروا لی گئی ہوتی"۔

"اس صورت میں یہ خزانہ نہیں مل سکتا تھا"۔

"کیوں؟"

"اس کمرے کے فرش پر دراصل نقشہ بنایا گیا ہے.... وہ نقش و نگار نہیں، باقاعدہ ایک نقشہ ہے"۔

"کیا.... نہیں!!!" روح نے چیخ کر کہا۔

"چل کر فرش کو غور سے دیکھ لیں"۔

وہ کمرے میں آئے.... اب جو فرش کو غور سے دیکھا گیا تو بھی روح کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

"میرے پلے تو کچھ نہیں پڑ رہا"۔

"پڑے گا بھی نہیں.... یہ کام آپ کا نہیں ہے.... بہر حال اس فرش پر باقاعدہ اشارات دیئے گئے ہیں.... وہ بھی اس طرح کہ فرش دوسرے فرشوں کے مطابق بھی نظر آئے"۔

"یہی تو عجیب بات ہے.... ہمیں تو کوئی فرق نظر نہیں آیا"۔

"اس فرش پر بہت باریک لکیریں نقش و نگار کے ساتھ ساتھ بنائی گئی ہیں.... اور یہ لکیریں تیر کے نشانوں کی طرح ہیں.... ایک تیر گیٹ کی طرف اشارہ کر رہا ہے.... وہاں سے ایک تیر نیچے کی طرف رخ کر رہا ہے.... اس کی نوک پر چالیس فٹ کا ہندسہ لکھا ہے.... اس کے بعد سیدھے رخ کھدائی کا اشارہ ہے.... واقعی یہ حکمت سمجھ میں نہیں آئی کہ پہلے ہی اگر کمرے کے فرش کو کھود لیا جائے تو خزانہ کیوں نہیں مل سکے گا.... بہر حال یہ اس وقت کی کاری گری کا کوئی منصوبہ ہو گا.... اب اگر آپ خزانہ حاصل کرنا چاہتی ہیں.... تو اسی حساب سے کھدائی کرنا ہو گی"۔

"لیکن چالیس فٹ گہرے گڑھے میں سرنگ کے انداز میں کھدائی تو اتنا آسان کام نہیں ہے.... اس میں تو بہت وقت لگ جائے گا"۔

"تو پھر آپ ہی بتائیں.... اس میں ہم کیا کر سکتے ہیں"۔

"اچھی بات ہے.... اب یہ کام بھی کرنا ہو گا"۔

کھدائی شروع کرائی گئی.... اور اس کام میں مسلسل تین دن لگ گئے.... وہ برابر بور ہوتے رہے.... اس دوران انسپکٹر جمشید بھی واپس نہیں آئے تھے.... وہ ان کی طرف سے بھی فکرمند تھے.... لیکن ان کی تلاش میں بھی نہیں نکل سکتے تھے.... روح بھلا انہیں جانے کی اجازت کیوں دیتی.... دوسرے وہ خود بھی چاہتے تھے.... انسپکٹر جمشید کا معاملہ راز ہی میں رہے.... اس بات کا زبردست امکان تھا.... کہ وہ جان بوجھ کر چھپ گئے ہوں.... اور اس وقت اپنا کام کرنے میں مصروف ہوں.... وہ کام جس سے روح بے خبر تھی.... ورنہ ان کے لئے تو روح کے سامنے سے غائب ہونا ممکن نہیں تھا.... آخر تین بعد کدالیں سخت چیز سے ٹکرائیں۔

"روح صاحبہ.... ہماری کدالیں سخت چیز سے ٹکرائی ہیں"۔

"ٹھہرو.... میں گڑھے میں آ رہی ہوں"۔ روح نے پکار کر کہا۔

"یہ.... یہ کیا.... یہ رسی کیوں تن گئی.... روح کا تو کوئی وزن نہیں ہوتا"۔ فرزانہ دبی آواز میں بولی۔

"ہاں واقعی.... یہ تو بہت عجیب سی بات ہو گئی"۔ انسپکٹر کامران مرزا حیران تھے.... باقی بھی پھٹی پھٹی آنکھوں سے رسی کو دیکھ رہے تھے.... ایسے میں روح کی آواز سنائی دی۔

"میں نیچے اتر گئی ہوں.... اور اب اس سرنگ میں آ رہی ہوں.... روشنی دکھاؤ"۔

"لو.... اب روح کو روشنی کی ضرورت بھی پیش آ گئی"۔

"آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا"۔

کچھ دیر خاموشی رہی.... وہ نیچے کی طرف کان لگائے گڑھے کے کنارے بیٹھے تھے.... دل دھک دھک کر رہے تھے.... اب اس کیس کا کوئی نیا موڑ سامنے آنے کے قریب تھا.... ایسے میں ایک بہت زبردست پھنکار سنائی دی۔

یہ وہی پھنکار تھی.... جو پہلے بھی ان کے کانوں میں آ چکی تھی.... انہیں اپنے رونگٹے کھڑے ہوتے محسوس ہوتے ہوئے۔

○☆○

16

خوفناک آواز

"منکل انور علی.... یہ.... یہ تو اسی اژدھے کی آواز ہے"۔ فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں.... لیکن حیرت ہے.... اگر یہ اژدھا زمین کے اس قدر نیچے تھا تو اس کی پھنکار ہمیں کیسے سنائی دے گئی تھی.... ہائیں، تم نے میرا کیا نام لیا"۔

"وہ.... جی وہ.... بس الٹ پلٹ بول گیا.... معاف کر دیجیے"۔

"چلو کر دیا معاف.... اب سوال یہ ہے کہ اژدھے کی آواز صاف طور پر کس طرح سنائی دے گئی"۔

"یہ تو اژدھا ہی بتا سکتا ہے"۔ آصف بولا۔

"دماغ تو نہیں چل گیا.... اژدھا کوئی باتیں کرتا ہے"۔ فاروق نے اسے گھورا۔

"روحیں باتیں کر سکتی ہیں تو اژدھے کیوں نہیں کر سکتے"۔ رفعت مسکرائی۔

"ہائیں.... تم آصف کی طرف داری کرو گی"۔ فاروق نے

آنکھیں نکالیں۔

"بات طرف داری کی نہیں.... میں نے تو بس ایک بات کہی ہے"۔ رفعت بوکھلا اٹھی۔

"رفعت تم تو فاروق سے اس طرح ڈر رہی ہو.... جیسے یہ کوئی ہوا ہے.... حالانکہ یہ صرف اور صرف فاروق ہے"۔

"لیکن میں ڈر کب رہی ہوں"۔ رفعت کے لہجے میں حیرت تھی۔

عین اس وقت اژدھے نے پھر پھنکار ماری.... اس بار پھنکار اس قدر خوفناک تھی کہ رفعت لرز اٹھی۔

"ابھی ابھی کہہ رہی تھیں.... میں ڈر کب رہی ہوں.... اور اب لرز رہی ہو"۔ محمود نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"وہ.... وہ.... مجھے یوں لگا تھا.... جیسے اژدھا بالکل میرے پیروں کے پاس پھنکارا ہے"۔

"صرف تمہیں ہی نہیں.... سبھی کو ایسا محسوس ہوا ہے"۔

"اور.... اور جو لوگ نیچے ہیں.... کھدائی کرنے والے.... ان کا کیا حال ہوا ہو گا"۔

"اوہ.... ان کا تو خیال ہی نہیں رہا"۔

وہ فوراً گڑھے کے کنارے پہنچے۔

"ہیلو.... بھئی کھدائی کرنے والو.... تم خیریت سے تو ہو"۔ فاروق

نے ہانک لگائی۔

"حد ہو گئی.... یہ مخاطب کرنے کا طریقہ ہے.... کھدائی کرنے والو"۔ آفتاب جل گیا۔

"تو پھر.... کیا کہہ کر مخاطب کروں"۔

"روح کے ساتھیو کہہ کر کام چلا لیتے"۔

"اوہ اچھا.... روح کے ساتھیو.... تم کس حال میں ہو.... جواب دو.... ہم یاد کرتے ہیں"۔

"اور گانا گانے کے لیے کس نے کہا تھا"۔

"میں نے گایا نہیں.... گنگنایا ہے.... وہ بھی گانا نہیں گنگنایا.... بلکہ یہ جملہ گنگنایا ہے"۔

"لیکن مشکل یہ ہے کہ نیچے سے کوئی آواز سنائی نہیں دی"۔ آصف بولا۔

"بھئی نیچے والو.... اوپر والوں سے بات تو کر لیں"۔ شوکی بولا۔

"حد ہو گئی.... اب انہیں نیچے والا کہہ دیا.... وہ لوگ بھی کیا خیال کریں گے"۔

"خیال کیا کریں گے.... یہ کہیں گے.... ہم بھی کتنے ان پڑھ قسم کے لوگ ہیں"۔ رفعت نے جل کر کہا۔

"روح صاحب.... تم.... تم کہاں ہو؟" ایسے میں فرزانہ بول اٹھی۔

"ہاں! یہ ٹھیک ہے.... ان لوگوں کے ساتھ نیچے روح بھی تو موجود ہے"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے مسکرا کر کہا۔

"میں اوپر آ گئی ہوں.... اف.... اف"۔ روح کی لرزتی کانپتی آواز سنائی دی۔

"دو اف اف کہنے کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے کوئی بہت ہولناک منظر دیکھا ہے"۔ خان رحمان نے ڈری ڈری آواز میں کہا۔

"کوئی ایسا ویسا.... میں نے اپنی زندگی میں ایسا منظر نہیں دیکھا"۔

"لیکن پیاری روح.... آپ زندہ کب ہیں"۔

"اوہو.... کبھی تو زندہ تھی"۔

"اچھا خیر نہیں دیکھا ہو گا.... ہمیں اس سے کیا.... ہمیں آم گننے سے غرض یا ہے پیڑ کھانے سے"۔ آفتاب جلدی جلدی بولا۔

"بالکل ٹھیک.... ہمیں تو پیڑ کھانے سے غرض ہے.... آموں کا کیا گننا.... آم گننا تو ایسا ہی ہے جیسے ناچ نہ جانے آنگن ٹیڑھا"۔

"اف.... اب میں کیا بتاؤں.... وہ تو پانی بن کر بہہ گئے.... اس کی پھنکار سے.... اتنا بڑا.... خوفناک اژدھا تو پوری دنیا میں نہیں ہو گا.... اگر اس کو پکڑ کر کسی چڑیا گھر میں رکھ دیا جائے تو پوری دنیا اس کو دیکھنے کے لیے آئے"۔ روح نے رکے بغیر کہا۔

"کیا کہا.... چڑیا گھر.... بھئی واہ.... بہت خوبصورت خیال ہے.... ہم ایسا ضرور کریں گے.... میں یہ اژدھا پکڑ کر لے جاؤں گا اور اپنے

ملک کے چڑیا گھر میں رکھ دوں گا"۔

"ناممکن"۔ روح چلائی۔

"کیا چیز ناممکن؟"

"اس اژدھے کو پکڑنا.... اس کی تو پھنکار سے آگ لگ جاتی ہے.... میرے ساتھیوں کے کپڑوں میں پہلے آگ لگی.... پھر اس کی پھنکار کے زہر سے' انہیں پانی بنتے دیکھا اور اگر میں روح نہ ہوتی تو میرا انجام بھی یہی ہوتا"۔

"لیکن آگ اور دھواں دیکھنے میں تو نہیں آئے"۔

"سرنگ تو نہ جانے کہاں تک پہنچ گئی ہے.... دراصل کھدائی اس رخ سے صرف تھوڑی دور تک گئی تھی.... اس کے بعد بنی بنائی سرنگ ہے.... اس سرنگ کے آخر پر ایک بہت بڑا ہال ہے اس ہال میں وہ خزانہ ہے.... اور اس ہال کے دہانے پر اژدھا.... اب کریں تو کیا' میں تو اپنے بیس آدمی ضائع کر بیٹھی"۔

"ایسے موقعوں پر ابا جان کام آتے رہے ہیں.... لیکن تم نے تو انہیں بھی کھائی میں دھکیل دیا.... اب روؤ سر پکڑ کر"۔ محمود نے جلے کٹے انداز میں کہا۔

"یہی تو مشکل ہے"۔ فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"کیا مطلب.... کس مشکل کی طرف اشارہ ہے جناب کا"۔ رفعت نے طنز بھرے انداز میں کہا۔

"اس مشکل کی طرف کہ اس بے چاری' کا تو سر ہے ہی نہیں.... جب جسم نہیں ہے تو سر کہاں ہو گا.... لہٰذا اگر سر پکڑ کر رونا بھی چاہے تو نہیں رو سکتی"۔

"حد ہو گئی.... بال کی کھال اتار لیتے ہو.... سوال یہ ہے کہ اب کیا کیا جائے"۔

"ظاہر ہے.... ان حالات میں کچھ نہیں کیا جا سکتا.... کون مائی کا لال ایسے خوفناک اژدھے سے لڑ سکتا ہے.... نہ بابا.... ہم تو لگاتے ہیں کانوں کو ہاتھ.... بھاڑ میں گیا خزانہ وزانہ"۔

"بھاڑ میں صرف خزانہ جا سکتا ہے.... وزانہ نہیں جا سکتا"۔ آفتاب نے فیصلہ سنایا۔

"اب تم سے کون مغز مارے"۔

"مہربانی فرما کر تم ہی مار لو مغز"۔

"انکل.... اب آپ بتائیں.... کیا کریں ہم"۔ محمود' انسپکٹر کامران مرزا کی طرف مڑا۔

"ہمارا اور ان کا معاہدہ خزانہ تلاش کر دینے کا تھا.... جو پورا ہو چکا.... کیوں روح صاحبہ"۔

"ہاں! اس میں شک نہیں"۔ روح بولی۔

"یہ اس کو حاصل کر سکتی ہیں یا نہیں.... یہ ان کا معاملہ ہے.... روح صاحبہ اب ہمیں تو آپ اجازت دیں.... ہم اپنے ساتھیوں کے ساتھ

یہاں سے رخصت ہونا چاہتے ہیں"۔

"تم لوگ آزاد ہو.... جانا چاہو تو جا سکتے ہو.... اور اگر خزانہ حاصل کرنے میں مدد کر سکتے ہو تو ہم اس خزانے میں سے آپ کو حصہ دینے کے لیے تیار ہیں"

"جب تک ہمارے ساتھی انسپکٹر جمشید کے بارے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں ہو جاتا.... اس وقت تک ہم کوئی بات نہیں کریں گے"۔

"میں آپ لوگوں کو نہیں روکوں گی.... آپ جانا چاہیں.... جا سکتے ہیں"۔

"شکریہ بہت بہت.... آؤ بھئی چلیں"۔ انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"ذرا سنیں.... میں اس بات پر حیران ہوں.... آپ لوگ انسپکٹر جمشید کے لیے فکرمند کیوں نہیں ہیں"۔

"اس لیے کہ ہمیں ان کی موت کا ایک فیصد بھی یقین نہیں آیا.... اگر یقین آ جاتا تو آپ ہمیں روتے ہوئے ضرور دیکھتیں"۔

"اچھا اگر وہ آپ کو مل جائیں اور آپ خزانہ حاصل کرنے میں مددگار ثابت ہو سکیں تو ضرور لوٹ آیئے گا"۔

"دیکھیں گے.... کہ کیا فیصلہ ہوتا ہے.... لیکن آپ پہلے بتا دیں"۔ انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"میں بتا دوں.... لیکن کیا بتا دوں؟" روح نے حیران ہو کر کہا۔

"یہ بتا دیں کہ اگر انسپکٹر جمشید ہمیں مل جاتے ہیں اور ہم خود کو اس قابل محسوس کرتے ہیں کہ خزانہ نکال سکیں تو پھر کیا معاملہ ہو گا.... کتنے فیصد خزانہ ہمیں دیا جائے گا"۔

"دس فیصد آپ لوگوں کا"۔ روح نے گویا حاتم طائی کی قبر پر لات ماری۔

"واہ! یہ بھی خوب کہی.... ساری محنت ہم نے کی.... جان خطرے میں ڈال کر اگر ہم خزانہ نکالیں تو ہمیں دس فیصد اور آپ لے جائیں نوے فیصد.... نہیں.... ہم یہ سودا منظور نہیں کر سکتے"۔

"افسوس! اس سے زیادہ کا معاہدہ میں نہیں کر سکتی"۔

"اور سارا خزانہ چھوڑ کر جا سکتی ہیں"۔

"ہاں بالکل.... اس صورت میں ہم اپنے عزیزوں کو کہہ دیں گے.... ہم خزانہ حاصل نہیں کر سکیں.... ان میں طاقت ہے تو خود جا کر نکال لیں.... ہم سے جو کچھ ہو سکتا تھا، ہم کر چکیں"۔

"اچھی بات ہے.... آپ کی مرضی.... لیکن آپ نے غور نہیں کیا"۔ انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"کس بات پر؟" وہ بولی۔

"اس بات پر کہ.... جب آپ لوگ ناکام ہو کر چلے جائیں گے، تو ہم خزانہ نکالنے کے لیے پھر آ جائیں گے.... اور اس طرح باقی نوے فیصد بھی ہمارا ہو گا"۔

"کوئی بات نہیں.... اول تو ہم اپنے ماہرین کے ذریعے اس خزانے کو یہاں سے نکال لے جائیں گے"۔

"ایک بات اور.... باہر جو روح موجود ہے.... کیا وہ واقعی آپ کے مخالفوں کی روح ہے"۔

"نہیں ہم دونوں ساتھی روحیں ہیں.... ظاہر یہ کرتے رہے ہیں کہ جیسے ہم آپس میں دشمن ہیں اور وہ شخص جو غائب ہے.... نظر نہیں آتا.... وہ بھی ہمارا ساتھی ہے"۔

"کیا.... یہ کیسے ہو سکتا ہے.... اس نے تو انسپکٹر جمشید کو غائب ہونے والے آلات دیئے تھے.... اگر وہ آپ لوگوں کا ساتھی ہے تو وہ ہمارے ساتھی کو آلات کس طرح دے سکتا تھا"۔

"یہ باتیں تم لوگوں کی سمجھ میں نہیں آئیں گی.... ناسمجھ ہو.... اب جاؤ.... پروفیسر داؤد کے پاس.... ان سے مشورہ کرنا"۔

"ہائیں.... تو کیا وہ وہیں ملیں گے"۔

"ہاں! اور اپنی اصل حالت پر ملیں گے"۔

"آخر یہ چکر کیا ہے.... آپ لوگ بتا کیوں نہیں دیتے"۔

"بتا دیا تو پھر مزا کیا رہ جائے گا"۔

اس وقت انہوں نے اس قدر شدید الجھن محسوس کی کہ برا حال ہو گیا۔

"اس قدر سسپنس میں تو کبھی ہم نے کسی کو مبتلا نہیں کیا ہو

گا.... جس قدر کہ آپ نے ہمیں کر ڈالا.... مہربانی فرما کر بتا دیں.... یہ سب کیا چکر ہے"۔

"افسوس! نہیں بتا سکتی"۔ روح نے ہنس کر کہا۔

"اب تو مجھے اس میں بھی شک ہو چلا ہے کہ تم روحیں ہو.... نہیں.... تم روحیں نہیں ہو"۔

"اگر ہم روحیں نہیں ہیں تو پھر تو ہمیں چھوا جا سکتا ہے.... تم اب بھی یہ کوشش کر کے دیکھ سکتے ہو.... ہاں ہمارا وہ ساتھی جو غائب ہے.... وہ ضرور انسان ہے اور روح نہیں.... کیونکہ غائب ہونے کی صورت میں بھی اسے چھو کر محسوس کیا جا سکتا ہے"۔

"ہوں.... تب پھر میں ایک بات یقین سے کہہ سکتا ہوں"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے سرد آواز میں کہا۔

"اور وہ کیا؟" روح ہنسی۔

"یہ خزانے کا چکر نہیں.... کوئی اور چکر ہے"۔

"اگر یہ نتیجہ نکال لیا ہے.... تو پھر یہ بھی نکال لیں.... کہ اگر یہ چکر خزانے کا نہیں.... تو پھر کس کا ہے.... اور بس.... اب ہم تم لوگوں کے کسی سوال کا جواب نہیں دیں گے.... ہاہاہا"۔

روح کا قہقہہ ان کے کانوں میں زہر گھولنے لگا.... پھر دروازے کے باہر سے بھی قہقہہ سنائی دیا.... گویا دوسری روح بھی اس قہقہے میں شامل ہو گئی تھی.... ایسے میں ایک تیسرا قہقہہ سنائی دیا.... یہ اس غائب

انسان کا تھا.... گویا وہ تینوں مل کر ان کا خوب مذاق اڑا رہے تھے۔

"ہاہاہا.... الو بنا دیا.... ہم نے انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا کو.... الو بنا دیا.... وہ کس قدر آسانی سے الو بن گئے.... دنیا کے چالاک ترین، عقل مند ترین اور ہوشیار ترین انسان.... ہمارے ہاتھوں الو بن گئے"۔

"غلط.... بالکل غلط"۔ انسپکٹر کامران مرزا دھاڑے۔

ان کی دھاڑ ان کے قہقہوں سے زیادہ بلند اور خوفناک تھی۔

"غلط.... بالکل غلط"۔

"کیا مطلب.... کیا غلط"۔

"ہم نے یہ سب کچھ الو بن کر نہیں.... مجبور ہو کر کیا.... تم جو کچھ بھی ہو.... ہمارے گلا گھونٹنے کے قابل بہرحال تھیں.... اپنی جانیں بچانے کے لیے ہم یہاں آئے.... اور ایسا کرنے پر ہم نے خود کو مجبور پایا.... لیکن اگر ہمیں یہ معلوم ہو جاتا.... کہ یہ چکر خزانے کا نہیں ہے.... اور کوئی ملکی اور قومی مسئلہ ہے.... تو پھر ہم اپنی جانیں دے ڈالتے.... اور اس طرف کا رخ نہ کرتے"۔

"لیکن اب تم لوگ آ چکے ہو.... کر چکے ہو.... لہٰذا اب سر پٹک کر روؤ"۔

"آخر بات کیا ہے.... یہ بھی تو بتاؤ نا"۔

"نہیں بتائیں گے.... خود معلوم کرو.... اور معلوم کرنے کے لیے

اس گڑھے میں اتر جاؤ.... جو تم نے خود کھدوایا ہے"۔ روح نے ہنس کر کہا۔

"اور تم نے اس چکر میں اپنے بیس آدمی بھی مروا دیئے"۔ انسپکٹر کامران مرزا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"نہیں.... ہم اتنے بے وقوف نہیں.... غائب انسان نے اپنے غائب پن کو دور کیا اور شہر سے بیس آدمیوں کو معاوضے پر تیار کیا.... لیکن شرط یہ لگائی کہ وہ غیرملکیوں کے میک اپ میں چلیں گے.... انہیں کئی گنا معاوضہ کا لالچ دیا گیا تھا لہٰذا وہ فوراً میک اپ کرانے پر تیار ہو گئے.... ہمارا تیسرا ساتھی میک آپ کا ماہر ہے.... اس نے یہ کام پہلے ہی کر ڈالا تھا ان بیس کو ایک ہوٹل میں ٹھہرایا گیا تھا.... تاکہ جونہی ضرورت پیش آئے.... وہ ان تک پہنچ جائے اور انہیں لے کر یہاں آ جائے"۔

"لیکن انہیں غائب انسان لے کر نہیں آیا.... وہ تو اس وقت ہم سے باتیں کر رہا تھا"۔

"اوہو دوسری روح جا کر انہیں لے آئی تھی.... ان لوگوں کے لیے یہ غائب انسان اور روح برابر تھے"۔

"اوہ ہاں! یہ بات تو ہے.... خیر.... تم نے اپنا الو بنا کر سیدھا کر لیا.... اب تو یہ بتا دیں کہ یہ چکر کیا ہے"۔

"چکر آپ کو پروفیسر داؤد بتائیں گے"۔

"اور انہیں کس طرح غائب کیا"۔

"یہ ہمارے لیے کیا مشکل ہے.... انہیں باندھ کر آلات ان کے جسم کے ساتھ چپکا دیئے گئے اور آلات آن کر دیئے گئے.... لہٰذا انسپکٹر جمشید کی طرح وہ غائب ہو گئے"۔

"اف مالک.... یہ تو ہم واقعی الو بن گئے ان لوگوں کے ہاتھوں"۔

"لیکن اب کیا ہو سکتا ہے.... اب تو آپ"۔

ایسے میں انہیں ایک عجیب خوفناک سی آواز سنائی دی.... جیسے کسی کا گلا گھونٹا جا رہا ہو۔

"غخ.... غخ.... پھس.... شا.... غرغر"۔

"یہ.... یہ کیسی آواز ہے؟" روح نے چیخ کر کہا۔

لیکن جواب میں وہی گلا گھونٹنے کی آواز پھر سنائی دی.... آواز اس قدر تکلیف دہ تھی کہ ان کے رونگٹے کھڑے ہوتے چلے گئے۔

○☆○

17

نشانے کی آواز

"یہ.... کس کی آواز ہے.... اف.... کس کا گلا گھوٹ رہا ہے"۔ روح نے بلند آواز میں کہا۔

کوئی جواب نہ ملا.... ادھر ان کا برا حال تھا۔

"اللہ اپنا رحم کرے.... یہ کیا ہو رہا ہے یہاں.... یہ روحیں کیا چکر چلا رہی ہیں"۔ شوکی نے کپکپاتی آواز میں کہا۔

"ہمیں کچھ معلوم نہیں.... نہ یہ کچھ بتا رہی ہیں"۔

اسی وقت گلا گھونٹے جانے کی آواز ختم ہو گئی.... روح نے بلند آواز میں کہا۔

"مسٹر راجر.... آپ کہاں ہیں؟"

"یہ.... راجر کون صاحب ہیں؟" آفتاب ہکلایا۔

"وہی.... غائب انسان.... ایسا معلوم ہوتا ہے.... جیسے انسپکٹر جمشید نے ہمارے ساتھی راجر کا گلا گھونٹ دیا ہے"۔

"ارے نہیں.... وہ ایسا کیوں کرنے لگے.... انہیں ایسا کرنے کی بھلا کیا ضرورت ہے.... ہم تو جا کر اپنے ساتھی کو تلاش کر سکتے ہیں

نا.... اب شاید ہمیں کھائی میں اترنا پڑے"۔

"ہوں.... ہاں ٹھیک ہے.... تم جا سکتے ہو"۔

"آؤ بھئی چلیں.... ہمارا یہاں کام ختم ہو گیا.... جو یہ چاہتے تھے.... کر گزرے"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا.... اور وہاں سے چل پڑے ان کے باقی ساتھی ان کے ساتھ قدم اٹھانے لگے.... مارے الجھن، حیرت اور سسپنس کے ان کا برا حال تھا.... وہ جلد از جلد یہ جان لینا چاہتے تھے کہ آخر ہوا کیا ہے.... اور یہ چکر کیا تھا.... انسپکٹر جمشید کہاں ہیں.... اور وہ غرغر کی آواز کس کی تھی.... ویسے اتنا انہیں اطمینان تھا کہ آواز انسپکٹر جمشید کی نہیں تھی۔

وہ کھائیوں کی طرف آئے.... انسپکٹر کامران مرزا نے منہ سے الو کی آواز نکالی.... لیکن جواب میں انہیں الو کی آواز سنائی نہ دی.... اب تو وہ بہت گھبرائے۔

"اباجان! آپ کہاں ہیں.... آواز دیں.... ہم آپ کو یاد کرتے ہیں"۔ فاروق نے بے تابانہ انداز میں کہا۔

"حد ہو گئی.... پریشانی کے ان شدید ترین لمحات میں بھی یہ حضرت باز نہیں آئے"۔

"میں خود بہت زیادہ پریشان ہوں مجھے اور زیادہ پریشان نہ کرو"۔

"حد ہو گئی.... اب بھی باز نہیں آئے"۔

"میں سنجیدہ ہوں.... بلکہ رنجیدہ.... اباجان کو آواز دو فرزانہ"۔

"آپ کہاں ہیں اباجان.... بولیں"۔

"انکل.... آپ کہاں ہیں؟" وہ سب چلائے۔

لیکن انسپکٹر جمشید کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا.... ایسے میں انسپکٹر کامرن مرزا نے بلند آواز میں کہا۔

"یوں بات نہیں بنے گی.... ہم پہلے شہر چلتے ہیں.... وہاں سے مدد لے کر آئیں گے.... کھائیوں میں اترنے کا سامان لے کر آئیں گے.... پھر انہیں تلاش کریں گے.... ہو سکتا ہے.... وہ کسی کھائی میں بے ہوش پڑے ہوں"۔

"ہوں.... ٹھیک ہے"۔ محمود نے فوراً کہا۔

"ہم.... میرا تو یہاں سے جانے کو جی نہیں چاہ رہا.... میں جاؤں گا تو جمشید کو ساتھ لے کر"۔ خان رحمان بولے۔

"یہاں اکیلے آپ گھبرائیں گے.... پریشان ہوں گے.... اس لیے ہمارے ساتھ چلیں.... ہم بہت جلد سب یہاں واپس آئیں گے.... یہاں تو ہمیں یوں بھی واپس آنا پڑے گا.... اس لیے کہ ہمیں یہ بھی تو معلوم کرنا پڑے گا کہ آخر اس تہ خانے میں کیا ہے.... اگر یہ خزانے کا چکر نہیں تھا تو پھر کیا چکر ہے"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے جلدی جلدی کہا۔

"اچھی بات ہے"۔

اور پھر وہ وہاں سے شہر کی طرف روانہ ہوئے.... پہلے سیدھے

انسپکٹر جمشید کے گھر پہنچے.... لیکن انسپکٹر جمشید وہاں نہیں تھے.... پھر انہوں نے تجربہ گاہ کا رخ کیا.... وہاں پروفیسر داؤد موجود تھے.... اور بالکل درست حالت میں نظر آ رہے تھے۔

"ہائیں.... آپ سب لوگ اچانک.... اور انسپکٹر جمشید کہاں ہیں؟"

"یہی تو ہم آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں.... وہ کہاں ہیں؟"

"کیا مطلب؟" وہ حیران ہو کر بولے۔

"پہلے تو آپ اپنی کہانی سنائیں"۔

"میں اپنی کہانی سناؤں.... کون سی کہانی؟"

"آپ روحوں والے معاملے کا مطالعہ کرنے انسپکٹر جمشید کے گھر سے یہاں آئے تھے.... پھر یہاں آپ غائب ہو گئے تھے.... لیکن ہم آپ کی آواز سنتے رہے تھے.... آخر ایسا کس طرح ہوا تھا؟"

"مجھے کچھ یاد نہیں مجھے تو یہ بھی یاد نہیں کہ میں یہاں روحوں کے بارے میں مطالعہ کرنے آیا تھا"۔

"حیرت ہے.... آپ کو بالکل یاد نہیں کہ ہم کس کیس میں الجھے ہوئے ہیں.... انکل وہ خزانے والا چکر"۔

"خزانے والا چکر.... نہیں.... مجھے کچھ یاد نہیں"۔

"لیجیے.... کر لیں بات"۔ محمود نے منہ بنایا۔

باقی لوگ مسکرا کر رہ گئے۔

"کوئی بات نہیں.... اب آپ اپنے آلات لے لیں.... ہمیں ایک جگہ جانا ہے.... وہاں آپ آلات کی مدد سے دیکھیں گے کہ کیا چکر ہے؟"

"اچھا.... لیکن انسپکٹر جمشید کہاں ہیں؟"

"ان کے بارے میں راستے میں بتا دیں گے"۔

"اچھی بات ہے.... میں آلات سمیٹ لوں"۔

ایک گھنٹے بعد وہ وہاں سے رخصت ہوئے.... وہ خان رحمان کی بڑی گاڑی میں سب سما جاتے تھے.... ایسے موقعوں پر وہی گاڑی کام آتی تھی۔

"ہاں! اب مجھے ساری کہانی سناؤ"۔ پروفیسر بولے۔

"ایک منٹ انکل"۔ ایسے میں فرزانہ بولی۔

"کک.... کیا ہوا؟" پروفیسر بولے۔

"کک.... کچھ نہیں ہوا.... میں ذرا کچھ محسوس کرنے کی کوشش کر رہی ہوں"۔ فرزانہ بولی۔

"لیکن کیا محسوس کرنے کی کوشش کر رہی ہو"۔ آفتاب نے اسے گھورا۔

"یہی تو محسوس کرنے کی کوشش کر رہی ہوں کہ میں کیا محسوس کرنے کی کوشش کر رہی ہوں"۔

"دھت تیرے کی"۔ محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا....

لیکن ہاتھ آصف کی ران پر لگا، کیونکہ دونوں ساتھ بیٹھے تھے۔

"اپنے نشانے کا علاج کراؤ.... روز بروز کمزور ہوتا جا رہا ہے"۔

"فرزانہ تم محسوس کر چکی میں ہو یا نہیں"۔ خان رحمان بولے۔

"نہیں.... میں محسوس نہیں کر سکی.... کہانی شروع کر دیں.... میں ساتھ ساتھ محسوس کرنے کی کوشش کرتی رہوں گی"۔

"لیکن کیا؟" پروفیسر جلدی سے بولے۔

"انکل بتا تو چکی ہوں کہ نہیں معلوم.... کیا؟"

"اچھا بابا.... تم جانو.... اور تمہارے محسوسات جانیں"۔ فاروق بھنا اٹھا۔

اور پھر انسپکٹر کامران مرزا ساری کہانی پروفیسر داؤد کو سنانے لگے.... ان سب کو حیرت اس پر تھی کہ پروفیسر داؤد کو انسپکٹر جمشید کے گھر سے روحوں کے بارے میں کتابیں اٹھا کر لانا تک یاد نہیں تھا.... جب انہیں ساری کہانی سنائی گئی تو وہ بولے۔

"حیرت انگیز کہانی ہے.... خاص پور پر اس کہانی کا زیادہ حیرت انگیز حصہ وہ ہے.... جو میرے ساتھ گزرا.... آخر مجھے کچھ کیوں یاد نہیں"۔

"اس کا جواب صرف اور صرف ایک ہے.... اور وہ یہ کہ آپ پر کسی نے غیر محسوس طور پر ہپناٹزم کیا ہے.... اور آپ کو تمام باتیں بھول جانے کی ہدایات دی ہیں.... تاکہ آپ کہیں آلات لے کر اس

قلعے تک نہ پہنچ جائیں.... اس طرح شاید ان کے کام میں خلل پڑتا"۔

"لیکن وہ کیا کام کرنا چاہتے تھے"۔ انہوں نے پوچھا۔

"یہ تو آپ ہمیں بتائیں گے.... ہم اب تک کچھ اندازہ نہیں لگا سکے"۔

"لیکن وہاں جانے سے پہلے ہمیں انسپکٹر جمشید کی تلاش کرنا چاہیے تھی"۔

"وہ بھی کریں گے.... ان کی تلاش بھی تو وہیں سے شروع ہو گی"۔

"اوہ ہاں اچھا"۔

وہ ایک بار پھر قلعے کے پاس پہنچ گئے.... پہلے تو انہوں نے الووں کی آوازیں نکالیں.... انسپکٹر جمشید کو آوازیں دیں.... لیکن ان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔

"نہیں.... جمشید یہاں نہیں ہے.... اگر ہوتا تو آواز ضرور دیتا"۔ پروفیسر بولے.... ان کی آواز سے غم جھانک رہا تھا۔

"لیکن آپ غمگین کیوں ہو گئے؟"

"میں سوچ رہا ہوں.... کہیں ایسا تو نہیں ہے.... آلات کی وجہ سے ان کا جسم ہمیں نظر نہیں آ رہا.... اور وہ کسی کھائی میں مردہ پڑے ہیں"۔

"نن نہیں"۔ وہ سب ایک ساتھ بولے۔

"یا پھر ہو سکتا ہے.... شدید زخمی حالت میں بے ہوش پڑے ہوں.... اب جب تک انہیں ہوش نہیں آ جاتا، اس وقت تک وہ ہمیں آواز نہیں دے سکتے"۔

"اور اس قدر لمبی چوڑی کھائیاں ہیں.... ہم کسی غائب جسم کو تلاش بھی نہیں کر سکتے.... ان کھائیوں میں تو اترنا بھی جان جوکھوں کا کام ہے"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"لیکن اگر ان کی طرف سے جواب نہ ملا.... اور وہ ہم تک نہ پہنچے.... تو پھر ہمیں ان کھائیوں میں بھٹکنا پڑے گا"۔

"ہاں! واقعی.... اللہ اپنا رحم کرے اور اس وقت سے پہلے ہی وہ ہمیں مل جائیں"۔ پروفیسر بولے۔

"آمین!" سب نے ایک ساتھ کہا۔

"اور اب آئیں آپ اس گڑھے کے پاس جو کھودا گیا ہے"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے کہا اور چل پڑے۔

سب اس گڑھے تک آ گئے۔

"پیاری روح صاحبہ.... کیا آپ اب تک یہاں موجود ہیں اور آپ کی ساتھی روح بھی"۔ فاروق نے بلند آواز میں ہانک لگائی۔

جواب میں انہیں روح کی آواز سنائی نہ دی۔

"مسٹر راجر.... کیا آپ لوگ یہاں سے جا چکے ہیں؟"

راجر کی طرف سے بھی کوئی جواب نہ ملا۔

"ایسا محسوس ہوتا ہے.... یہ لوگ یہاں سے جا چکے ہیں"۔

"اچھا ہے.... اب ہم آزادانہ اپنا کام تو کر سکیں گے.... کیا آپ لوگوں نے اپنی آنکھوں سے بیس آدمیوں کو نیچے اترتے دیکھا تھا؟"

"ہاں بالکل"۔ وہ بولے۔

"اور وہ واپس نہیں آئے"۔

"کم از کم ہم نے تو انہیں واپس آتے نہیں دیکھا.... ہاں ہمارے یہاں سے چلے جانے کے بعد اگر وہ باہر نکلے ہوں تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں"۔

"اچھی بات ہے.... ہمیں گڑھے میں اترنے اور آگے تہ خانے تک جانے کی ضرورت نہیں.... میں یہیں اپنے آلات کی مدد سے جائزہ لے لوں گا.... ہاں اگر.... اترے بغیر کچھ معلوم نہ ہوا تو پھر اتریں گے بھی ان شاء اللہ"۔

یہ کہہ کر وہ گڑھے کے کنارے اپنے آلات نصب کرنے لگے.... محمود وغیرہ ان کی مدد کرنے لگے.... باقی لوگ ایک طرف ہٹ کر کھڑے ہو گئے.... آلات نصب کرنے کے بعد وہ ان پر جٹ گئے.... اور بار بار مختلف بٹن دبانے لگے.... اچانک ان کی آنکھوں میں خوف ابھرا.... اور پھر وہ خوف گہرا ہوتا چلا گیا.... اچانک ان کے منہ سے نکلا۔

"اف میرے مالک.... یہ میں کیا دیکھ رہا ہوں"۔

"کیا.... کیا دیکھ رہے ہیں.... جلدی سے ہمیں بھی دکھا دیں....

کیونکہ مارے بے چینی کے ہمارا برا حال ہے"۔

"ذرا ٹھہرو.... میں اپنا مزید اطمینان کر لوں.... لیکن دعا کریں.... میرا اندازہ غلط ثابت ہو جائے"۔

"یعنی ہم یہ دعا کریں کہ آپ کا اندازہ غلط ثابت ہو جائے"۔ فاروق نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! یہ ضروری ہے.... یہ دعا ضرور کرو"۔

"اچھی بات ہے.... یا اللہ ہمارے پروفیسر انکل کا اندازہ غلط ثابت ہو جائے"۔ فاروق بولا۔

"آمین!!" ان سب نے ایک ساتھ کہا۔

وہ ایک بار پھر بٹن دباتے چلے گئے.... اب تو ان کی پیشانی پسینے سے بھیگ گئی۔

"کک.... کیا ہوا انکل؟"

"پوری کوشش کے باوجود میرا اندازہ غلط ثابت نہیں ہو رہا"۔

"اور وہ کیا ہے.... یہ بھی تو بتائیں"۔

"کیسے بتاؤں.... یہ بات تو میں پوری قوم کو بتانے کی ہمت نہیں رکھتا"۔

"پھر کیسے بات بنے گی.... ہمیں اصل معاملے کا پتا کس طرح چلے گا"۔

"سب سے پہلے انسپکٹر جمشید کو تلاش کیا جائے"۔ وہ بولے۔

"ہم ایک بار پھر انہیں آواز دیتے ہیں"۔ محمود بولا۔

"ضرور دو"۔

انہوں نے پہلے باری باری اور پھر سب نے مل کر انہیں پکارا.... لیکن ان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا.... آخر وہ مایوس ہو گئے۔

"اب کیا کیا جا سکتا ہے"۔

"کچھ نہیں.... لیکن ہم اپنا کام تو کریں گے.... آپ صرف یہ بتا دیں.... آپ کے آلات نے آپ کو کیا بتایا ہے؟" انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"سن سکو گے کامران مرزا"۔

"مجبوری ہے.... سننا ہی پڑے گا"۔

"لیکن میں بتانے کی ہمت کہاں سے لاؤں"۔

"آپ کو بھی بتانا ہو گا"۔

"ہم سب سے ایک بہت بڑی.... اور بہت خوفناک چال کھیلی گئی ہے.... ایک ایسی چال.... جس کے بارے میں پہلے ہم میں سے کسی کا دھیان تک نہیں گیا تھا"۔

"آخر وہ کیا ہے؟"

"کیا تم اندازہ لگا سکتے ہو"۔

"میں کسی حد تک.... اندازہ لگا چکا ہوں"۔ انسپکٹر کامران مرزا مردہ سی آواز میں بولے۔

"اسی لیے آپ کی آواز سے مردنی جھانک رہی ہے"۔

"ہاں! میری آواز سے تو اور بہت کچھ جھلک سکتا ہے.... میں نے تو نہ جانے کس طرح خود پر قابو پایا ہے"۔ انہوں نے پریشان آواز میں کہا۔

"بتا دیں آپ.... اب اور کیا کیا جا سکتا ہے"۔

"اچھی بات ہے.... تو پھر سنو.... وہ دونوں روحیں اور ان کے ساتھ ایک غائب انسان ہیں.... میرا مطلب ہے.... ہمارے ملک کا بیڑہ غرق کرنے آئے تھے"۔

"کیا فرمایا.... بیڑہ غرق کرنے آئے تھے"۔ فاروق کے لہجے میں بلا کی حیرت تھی۔

"ہاں.... بالکل یہی بات ہے.... کامران مرزا نے بالکل درست اندازہ لگا لیا ہے"۔ پروفیسر داؤد نے فوراً ان کی تائید کی۔

"لیکن کیسے.... یہ بھی تو بتائیں نا"۔

انسپکٹر کامران مرزا نے پروفیسر داؤد کی طرف دیکھا.... جیسے پوچھ رہے ہوں.... انہیں بتایا جائے یا نہیں.... پروفیسر داؤد بولے۔

"پہلے ہمیں انسپکٹر جمشید کو تلاش کرنا ہو گا"۔

"میری طرف دیکھیں"۔ ایسے میں انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"جی.... آپ کی طرف دیکھیں.... کیوں.... کوئی خاص بات ہے"۔

"ہاں! دیکھو"۔ وہ بولے۔

سب نے ان کی طرف دیکھا.... ان کی آنکھیں کچھ کہہ رہی تھیں.... پھر ہونٹ ہلے.... اور انہوں نے ہونٹوں کی حرکات سے اندازہ لگا لیا کہ وہ کیا کہہ رہے تھے.... انہوں نے کہا تھا۔

"میں جانتا ہوں.... انسپکٹر جمشید کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں"۔

"تو پھر چلئے.... پہلے وہاں چلتے ہیں"۔ محمود نے بے چین ہو کر کہا۔

"نہیں پہلے ہم اس بات کا اطمینان کریں گے.... دونوں روحوں اور ان کے تیسرے ساتھی میں سے کوئی یہاں تو چھپا ہوا نہیں ہے"۔

"لیکن اب انہیں چھپے رہنے کی کیا ضرورت.... وہ تو اپنا کام کر چکے ہیں"۔ پروفیسر بولے۔

"اس خیال سے کہ دیکھیں.... اب ہم کیا کرتے ہیں"۔

"لیکن ہم کیسے معلوم کریں گے.... کہ ان میں سے کوئی یہاں چھپا ہوا ہے یا نہیں.... جب کہ ہم ان تینوں کو دیکھ ہی نہیں سکتے"۔

"ہاں! ہمارے لیے یہ بھی ایک سوال ہے.... لیکن میں تجربہ کر سکتا ہوں.... اس تجربے کے ذریعے ہم جان جائیں گے کہ وہ جا چکے ہیں.... یا ابھی یہیں ہیں"۔

پروفیسر داؤد نے پراسرار انداز میں اشاروں میں کہا.... اب ان کی

بے چینی اور بڑھ گئی۔

○☆○

18

ٹھہرو

پروفیسر داؤد اپنے کام میں مصروف ہو گئے.... تھوڑی دیر بعد ان کی آواز ابھری۔

"وہ مارا.... میں کامیاب ہو گیا"۔

"جی.... کیا ہوا"۔ فاروق کے لہجے میں حیرت در آئی۔

"میں یہاں چند آلات نصب کر رہا ہوں.... ان آلات کے ذریعے وہ یہاں جو کچھ لے کر گئے ہیں.... بیکار ہو کر رہ جائے گا"۔

"کیا!!!" وہ سب چلائے۔

"ہاں! بالکل یہی بات ہے"۔

"لیکن.... آپ نے تو ہمیں ابھی تک بتایا ہی نہیں.... کہ وہ کر کے کیا گئے ہیں"۔

"بتا دیں گے.... پہلے اصل کام تو کر لیں"۔

اور پھر وہ اپنے آلات سے جٹ گئے.... ایک گھنٹے کے بعد انہوں نے ان کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"بس! کام مکمل ہو گیا.... اب ہمیں یہاں رکنے کی کوئی ضرورت

نہیں.... یہ آلات خود کار ہیں.... اپنے آپ کام کرتے رہیں گے"۔

"بہت خوب! یہ ہوئی نا بات"۔

اور وہ گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے روانہ ہو گئے۔

"اب بتائیں.... آپ کیا کر کے آئے ہیں"۔

"اگر وہ لوگ وہاں چھپے ہوئے ہیں تو وہ فوراً ان آلات کو ہٹا دیں گے"۔

"اوہ.... اوہ.... انکل.... آپ تو پورے جاسوس بنتے جا رہے ہیں"۔

"صحبت کا اثر ہے نا بھئی"۔ وہ مسکرائے۔

اور پھر دوسرے دن وہ واپس وہاں پہنچے.... آلات جوں کے توں موجود تھے"۔

"اب مجھے یقین ہو گیا ہے.... وہ لوگ جا چکے ہیں"۔ پروفیسر بولے۔

"تب پھر ہم انسپکٹر جمشید کے پاس جا سکتے ہیں"۔

"کیا مطلب.... کیا آپ کو واقعی معلوم ہے.... وہ کہاں ہیں"۔ محمود نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں بالکل.... وہ اپنے خفیہ ٹھکانوں میں سے کسی ایک میں ہیں.... آؤ چلیں"۔

وہ ایک ایک کر کے خفیہ ٹھکانے دیکھتے چلے گئے.... آخر ایک

ٹھکانے کا دروازہ انہیں اندر سے بند ملا.... دستک کے جواب میں دروازہ فوراً کھل گیا.... اور انسپکٹر جمشید کا مسکراتا چہرہ انہیں نظر آیا۔

"خدا کا شکر ہے.... آپ زندہ تو نظر آئے"۔

"مجھے امید تھی.... آپ لوگ یہاں آ جائیں گے.... لیکن روحوں کے بارے میں اپنا پورا اطمینان کرنے کے بعد کہ وہ واپس جا چکی ہیں"۔

"ہاں انکل.... وہ اپنے غائب ساتھی کو ساتھ لے جا چکی ہیں"۔ آصف بولا۔

"کیا کہا.... اپنے غائب ساتھی کے ساتھ"۔ انسپکٹر جمشید بولے.... انسپکٹر کامران مرزا عجیب سے انداز مسکرا دیئے.... ان کی مسکراہٹ کو سب نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ انکل جمشید کی بات پر مسکرائے کیوں.... اور ان کا لہجہ بھی عجیب سا کیوں محسوس ہوا"۔ آصف بولا۔

"یہ بھی تم خود بتاؤ گے"۔ انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"ہاں! یہ ٹھیک رہے گا"۔ انسپکٹر جمشید نے بھی فوراً کہا۔

"ہم بتائیں گے، لیکن کیا.... یہ بھی تو بتائیں آپ"۔ آفتاب نے منہ بنایا۔

"یہ بھی تم ہی بتاؤ گے"۔ انسپکٹر کامران مرزا ہنسے۔

"آپ تو آگے ہی آگے بڑھ رہے ہیں.... خیر میں بتائے دیتی

ہوں"۔ فرزانہ کی شوخ آواز کانوں سے ٹکرائی۔

"کیا بتانے جا رہی ہو فرزانہ.... پہلے یہ تو بتا دو"۔ محمود گھبرا گیا۔

"لیکن اس میں گھبرانے کی کیا ضرورت پڑ گئی"۔ آصف نے اسے گھورا۔

"گھبرانے کی ضرورت جس میں ہے.... تم بتا دو.... میں اس گھبرا لیتا ہوں.... میرا کیا جاتا ہے"۔ محمود نے فوراً جواب دیا۔

"یار اب تم بھی فاروق اور آفتاب کے انداز میں باتیں کرو گے"۔

"بلکہ مکھن کے انداز میں بھی"۔ شوکی مسکرایا۔

"محمود کو بات بتانے کا موقع نہیں دے رہے ہیں.... جانتے ہیں کیوں"۔ انسپکٹر جمشید کے لہجے میں بھی شوخی آ گئی۔

"تاکہ پہلے خود اندازہ لگا لیں کہ بات کیا ہے؟" انسپکٹر کامران مرزا نے ہنس کر کہا۔

آپ تو آج ہم سب کے کان کاٹنے پر تل گئے ہیں"۔

"تلیں ہمارے دشمن.... ہمیں کیا پڑی ہے تلنے کی.... کیوں انسپکٹر کامران مرزا"۔ انسپکٹر جمشید کے لہجے میں بھی شوخی آ گئی۔

"اور کیا.... سو فیصد درست بات کہی"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے فوراً ان کی تائید کی۔

"ارے ارے.... کہیں آج آپ ہم سے مقابلہ کرنے کی تو نہیں

ٹھان چکے"۔ فرزانہ بوکھلا اٹھی۔

"محاورے پر محاورہ چلا آ رہا ہے.... جیسے کمانیں تیروں سے نکل رہی ہوں"۔ رفعت نے بھنا کر کہا۔

"بے چاری کمانیں.... اب تیروں کی بجائے یہ خود نکلنے لگیں.... عجیب وقت آ گیا ہے"۔ فرحت نے سرد آہ بھری۔

"ثابت ہو گیا"۔ ایسے میں ٹی ایس ایم کی آواز ابھری۔

"چلو شکر ہے.... کچھ ثابت تو ہوا.... میرا خیال ہے.... اب اندر چل کر اطمینان سے بیٹھ کر باتیں کر لیں.... یوں کھڑے کھڑے تو ٹانگیں بھی محاورے اگلنے لگیں ہیں"۔

"ارے باپ رے.... اپنی ٹانگوں کو محاورات سے بچاؤ"۔ مکھن چلا اٹھا۔

"توبہ ہے.... ڈرا ہی دیا"۔ شوکی بھنا کر اس کی طرف پلٹا۔

اور پھر وہ سب اندر داخل ہو گئے.... انسپکٹر جمشید انہیں ایک بڑے کمرے میں لے آئے.... یہاں وہ سب قالین پر ڈھیر ہو گئے۔

"بات درمیان میں رہ گئی.... آپ نے وہ بات عجیب لہجے میں کیوں کی تھی اور انکل آپ عجیب انداز میں مسکرائے کیوں تھے.... اس کی وجہ فرزانہ بتانے لگی تھی کہ محاورے درمیان میں کود پڑے.... اب جب کہ ہم نے وقتی طور پر محاورات سے چھٹکارا حاصل کر لیا ہے.... اور محاورات نے سکھ کا سانس لیا ہے.... تو کیوں نہ پہلے اصل بات سن

لی جائے"۔

"جب سے ہم یہاں پہنچے ہیں.... یہ پہلی معقول بات ہے.... جو کسی نے کہی ہے"۔ پروفیسر داؤد نے برا سا منہ بنایا۔

"آج آپ کا موڈ آف لگتا ہے"۔

"صرف لگتا ہے نہیں.... بلکہ آف ہے.... ان حالات میں موڈ آف نہیں ہو گا تو کیا ہو گا.... خود سوچ.... میرا تو ان روحوں نے سوچ آف کر دیا تھا"۔ انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"معلوم ہو گیا.... آج پروفیسر انکل.... ہماری باتیں سننے کے موڈ میں نہیں ہیں.... لہٰذا اب کوئی ادھر ادھر کی بات نہیں ہو گی"۔ محمود نے اعلان کرنے والے انداز میں کہا۔

"بالکل ٹھیک.... ہمارے دماغ نہیں چل گئے کہ پروفیسر انکل کا موڈ تو آف ہو اور ہم ادھر ادھر کی ہانکیں"۔

"ہرگز نہیں ہانکیں گے.... وعدہ کرتے ہیں.... اور جب تک پروفیسر انکل اجازت نہیں دیتے.... ہم دم نہیں ماریں گے"۔

"دم مارنے کی کسی میں ہمت ہو بھی نہیں سکتی.... پروفیسر انکل کی مدد کے بغیر تو ہماری محاورات کی گاڑی آگے نہیں بڑھتی نا.... بڑوں میں ایک یہ ہیں.... ایک انکل خان رحمان ہیں.... جن کی شہ پر ہم بات پر بات، بات بے بات کہے چلے جاتے ہیں"۔

"توبہ ہے تم سے.... مجھے بھول گئے"۔ منور علی خان بولے۔

"جی نہیں تو.... آپ کو کب بھولے ہم"۔ آصف نے فوراً کہا۔
"آپ کو بھولیں ہمارے دشمن"۔ آفتاب بولا۔
"آمین"۔ سب نے ایک ساتھ کہا۔
"دیکھ لیا پروفیسر صاحب آپ نے.... آپ نے ان کی طرف داری کر کر کے انہیں اس قدر نڈر بنا دیا ہے.... کہ اب یہ آپ کا بھی رعب نہیں مان رہے.... آپ کا موڈ آف ہونے کی صورت میں بھی خاموش نہیں ہو رہے"۔
"بری بات ہے.... اب کوئی نہ بولے"۔ پروفیسر داؤد نے انہیں ڈانٹا۔
"ہم سمجھ گئے"۔ فاروق مسکرایا۔
"کیا سمجھ گئے تم"۔ انسپکٹر جمشید نے آنکھیں نکالیں
"دراصل پروفیسر انکل فرزانہ کی بات سننے کے لیے بہت بے چین ہیں.... اسی لیے ہماری باتیں ان پر گراں گزر رہی ہیں.... ورنہ عام حالات میں تو یہ اس قدر ذوق و شوق سے سنتے ہیں کہ کیا بتاؤں"۔ فاروق بولا۔
"اچھا تم سب کی سب باتیں درست ہیں.... اب تو فرزانہ کی بات سننے دو"۔
"ہاں فرزانہ کہو.... دیکھو.... سب کو صرف تمہاری وجہ سے خاموش ہونا پڑا ہے"۔

"اچھا شکریہ.... بات دراصل یہ ہے کہ روحیں اپنے غائب ساتھی کے ساتھ نہیں گئیں.... وہ تو اسے تلاش ہی نہیں کر سکیں.... اس لیے کہ اسے اباجان بے ہوش کر کے یہاں لے آئے تھے"۔
"کیا.... نہیں"۔ وہ سب ایک ساتھ چلائے۔
"فرزانہ کا یہ اندازہ سو فیصد درست ہے.... لہٰذا فرزانہ ایک بار پھر سب سے بازی لے گئی"۔
"یہ تو پیدا ہی بازیاں لے جانے کے لیے ہوئی تھی شاید"۔ فاروق جھلا اٹھا.... وہ سب مسکرا دیئے۔
"تو وہ غائب آدمی یہاں ہے؟" خان رحمان بولے۔
"ہاں.... لیکن اب وہ غائب نہیں ہے.... میں نے اس کے جسم سے آلات اتار لیے ہیں"۔
"اگر! یہ ان روحوں کا ساتھی تھا.... تو پھر اس نے آپ کو غائب ہونے والے آلات کیوں دیئے تھے.... یہ بات سمجھ میں نہیں آئی"۔
"بس یونہی.... باتوں باتوں میں شغل کے طور پر دے بیٹھا.... ایسا اس کا یا روحوں کا کوئی پروگرام نہیں تھا"۔ روحیں بھی اس پر بہت جھنجھلائیں ہوں گی.... لیکن بس ہو گئی اس سے غلطی آئیں اب اس سے ملاقات کریں"۔
"اب تک اس نے کیا کچھ بتایا ہے"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے پوچھا۔

"کچھ بھی نہیں.... اس نے زبان نہیں کھولی.... میں ہر طریقہ اختیار کر چکا ہوں.... لیکن وہ تو شاید گوشت پوست کا بنا ہوا ہے ہی نہیں.... کسی چیز کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا"۔ انہوں نے مایوسانہ انداز میں کہا۔

"خیر چلیے.... شاید ہم اسے زبان کھولنے پر مجبور کر دیں"۔ محمود نے پرجوش انداز میں کہا۔

"تم اس کی زبان کھلواؤ گے.... جب کہ میں نہیں کھلوا سکا"۔ انسپکٹر جمشید نے برا سا منہ بنایا۔

"یہ واقعی بہت مشکل کام ہوگا.... لیکن آپ ہمیں کوشش کرنے کی اجازت بھی نہیں دے سکتے"۔

"ضرور.... کیوں نہیں"۔ وہ مسکرائے۔

اور پھر وہ انہیں ایک اندرونی کمرے میں لائے.... وہاں ایک غیر ملکی بندھا پڑا تھا.... اسے اس انداز سے باندھا گیا تھا کہ جوں جوں وہ رسیاں کھولنے کے لیے زور لگاتا.... رسیاں اور کستی چلی جاتیں.... لہٰذا انہوں نے دیکھا.... رسیاں اس کے گوشت میں دھنسی نظر آ رہی تھیں۔

"اوہ ابا جان.... یہ تو اس بے چارے کے ساتھ بہت زیادتی ہے"۔ محمود نے گھبرا کر کہا۔

"یہ زیادتی اس نے خود اپنے ساتھ کی ہے.... میں نے اسے

خبردار کر دیا تھا کہ رسی پر زور ہرگز نہ لگائے.... لیکن اس نے میری بات کے بالکل الٹ کیا.... خوب زور لگایا.... حالانکہ یہ بے وقوف اگر رسیاں کھول بھی لیتا.... تو بھی فرار نہیں ہو سکتا تھا.... اس لیے کہ یہ عمارت تو اس کے لیے چوہے دان ہے"۔

"ہاں! یہ تو خیر ہے.... لیکن اب آپ ہمارے کہنے پر اس کی رسیاں ڈھیلی کر دیں"۔

"نہیں.... مجھے رحم کی بھیک نہیں چاہیے.... ان رسیوں کو اور کس دو اگر کس سکتے ہو"۔ وہ چلا اٹھا.... یہ بالکل وہی آواز تھی.... جو وہ قلعے میں غائب انسان کی سن چکے تھے۔

"کیوں.... اب اندازہ لگایا.... یہ کس قسم کا انسان ہے"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

انہوں نے دیکھا.... اس کے بال بالکل سیاہ تھے.... آنکھیں بھی سیاہ تھیں.... اس کے باوجود وہ انہیں غیر ملکی نظر آتا تھا.... اور تھا بھی غیر ملکی ہی.... کیونکہ چہرے کے نقوش بالکل مختلف تھے۔

"اس کے باوجود ہم اس کی رسیاں ڈھیلی کرنے کے حق میں ہیں.... بلکہ کاٹ دیں رسیاں"۔

"اگر تم رسیاں کاٹ دو گے تو میں فرار ہو جاؤں گا"۔ اس نے ہنس کر کہا۔

"کوئی بات نہیں.... ہو جانا فرار"۔ آصف نے خوش ہو کر کہا۔

"اور کیا.... ہم تمہیں یہاں رکھ کر کریں گے بھی کیا.... وہ روحیں تو جا بھی چکی ہیں"۔

"ہاں! میں جانتا ہوں.... وہ جا چکی ہیں.... ان کا یہاں کام ختم ہو گیا.... وہ ٹھہر کر کیا کرتیں"۔

"افسوس.... وہ آپ کو ساتھ نہیں لے گئیں.... کس قدر بے وفا ساتھی تھیں"۔

"ہاں! وہ بے وفا تھیں.... لیکن مجھے ان کے جانے کا کوئی افسوس نہیں.... اس لیے کہ میں اپنا کام کر چکا ہوں.... اپنے مشن میں کامیاب ہو چکا ہوں"۔

"لیکن.... وہ آپ کو ساتھ لے جا سکتی تھیں.... وہ تو روحیں ہیں.... انہیں یہاں ٹھہرنے کی صورت میں بھلا کیا خطرہ تھا۔

"لیکن انہیں اپنے ملک پہنچ کر رپورٹ بھی تو دینا تھی.... اور میں خوش ہوں کہ انہوں نے اپنا کام پورا کر دیا.... رہ گیا میں.... میرا کچھ نہیں"۔

"یہ مشن کیا تھا؟" انسپکٹر جمشید بولے۔

"اپنے ساتھیوں سے پوچھ لیں نا.... انہیں تو سب کچھ معلوم ہے"۔ وہ ہنسا۔

"ہمیں صرف یہ معلوم ہے.... کہ اس قلعے کے نیچے کوئی خزانہ نہیں تھا.... اور نہ وہ روحیں خزانے کے چکر میں تھیں.... یہ تو صرف

ان کا چکر تھا"۔

"چلو.... تم اس نتیجے پر تو پہنچے"۔ اس نے خوش ہو کر کہا۔

"لیکن چکر تو بہرحال کوئی ہے.... وہ تم بتاؤ"۔

"اب میں کیا بتاؤں.... میرے پاس بتانے کے لیے ہے ہی کیا"۔

"جب تک تم نہیں بتاؤ گے.... اس وقت تک یہاں سے نہیں جا سکو گے"۔

"کوئی پروا نہیں.... مجھے جانے کی کوئی جلدی نہیں.... نہ بھی جاؤں گا تو کوئی فرق نہیں پڑے گا"۔

"عجیب آدمی ہو.... اپنے وطن نہیں جانا چاہتے"۔ آصف نے بھنا کر کہا۔

"میں نے یہ کب کہا کہ جانا نہیں چاہتا"۔ اس نے برا سا منہ بنایا۔

"یہ بھی کہ رہے ہو اور وہ بھی.... تم آدمی ہو یا گرگٹ"۔ فرحت نے جھلا کر کہا۔

"گرگٹ لفظ پر یاد آیا.... گرگٹ تو بس مرزا قادیانی تھا.... اس نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا.... لیکن گرگٹ کی طرح رنگ بدل بدل کر.... کبھی کہا.... میں محدث ہوں.... کبھی کہا، میں معلم ہوں.... کبھی کہا، میں مثل مسیح ہوں.... کبھی کہا، میں نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا اور جو ایسا سمجھتے ہیں، وہ کم فہم ہیں.... کبھی کہا، میں ہی

مسیح موعود ہوں.... کبھی کہا، میں تشریعی نبی ہوں.... مجھ پر وحی آتی ہے.... اور وحی لانے والے فرشتے کا نام ٹیچی ٹیچی ہے.... کبھی اس نے کہا میں عیسیٰ ہوں.... کبھی کہا، میں خدا ہوں.... کبھی کہا، میں خدا کا بیٹا ہوں.... کبھی کہا میں خدا کا باپ ہوں.... غرض کوئی بات اس نے چھوڑی نہیں.... اور حیرت ان لوگوں پہ ہے جو ایسے شخص کو نبی مانتے ہیں"۔ اشفاق کہتا چلا گیا۔

"اگرچہ.... اس موقعے پر اس تقریر کا کوئی موقع نہیں تھا.... لیکن پھر بھی یہ تقریر بہت اچھی لگی.... ایسے شخص کو نبی ماننے والوں کو غور کرنا چاہیے کہ وہ کس قسم کے شخص کو نبی مان رہے ہیں.... ان حالات میں تو ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں آخری نبی ہوں.... میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا.... جب یہ واضح ارشاد ہے تو پھر ان لوگوں کی عقلوں کو کیا ہو گیا ہے.... جو اتنا بھی نہیں سمجھتے.... افسوس صد افسوس.... قیامت سے پہلے احادیث کی روشنی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ضرور آسمان سے نازل ہوں گے.... دمشق کی ایک مسجد کے مینارے پر.... آسمان سے اتریں گے.... لوگ انہیں اترتے دیکھیں گے.... لیکن یہ ذکر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اترنے کا ہے.... نہ کہ کسی نئے نبی کے آنے کا.... حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نبی ہو چکے ہیں.... اب وہ نبی بن کر نہیں آئیں گے.... نہ نبوت کا دعویٰ کریں گے....

اپنے بارے میں کوئی دعویٰ نہیں کریں گے.... نہ انہیں دعویٰ کرنے کی ضرورت ہو گی.... کیونکہ آسمان سے اترتے دیکھ کر پوری دنیا خود بخود جان جائے گی کہ جس نبی کے آسمان سے نازل ہونے کی پیش گوئیاں قرآن میں اور احادیث میں موجود ہیں.... وہ آ گئے ہیں.... ان کے آنے کی سب ے بڑی نشانی آسمان سے نازل ہونا ہے.... لہذا ان لوگوں کو کسی ثبوت کی ضرورت نہیں ہوگی.... نہ انہیں ثبوت کا دعویٰ کرنے کی ضرورت ہو گی.... اس دن نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں کی تمام باتیں اوٹ پٹانگ ثابت ہو جائیں گی"۔

"بہت خوب.... یہ باتیں تو بہت ایمان افروز ہیں.... شکریہ.... اشفاق"۔ انسپکٹر جمشید نے خوش ہو کر کہا۔

"شکریہ ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں"۔

"اب رہ گئے یہ حضرت.... ان کا کیا کیا جائے"۔

"ٹھہرو.... میں سب کچھ بتانے کے لیے تیار ہوں.... میرے ہاتھ پیر کھول دیں"۔ اس نے چیخ کر کہا۔

ان سب نے حیران ہو کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔

○☆○

کھٹکا

"یہ کیا بات ہوئی.... ابھی تم نے کہا تھا' میں کچھ نہیں بتاؤں گا.... مجھے کوئی پروا نہیں.... نہ اپنے ملک جانے کی کوئی جلدی ہے.... اب تم کہہ رہے ہو' میں سب کچھ بتانے کو تیار ہوں.... آخر اچانک یہ تبدیلی تم میں کیسے آ گئی"۔

"ان کی باتیں سن کر"۔ اس نے اشفاق کی طرف اشارہ کیا۔

"لیکن انہوں نے تو ایک جھوٹے نبی کے بارے میں بتایا ہے.... اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے بارے میں بتایا ہے"۔

"ہاں! بس.... میں ان کی باتیں سن کر بدل گیا ہوں.... آپ پوچھیں.... کیا پوچھنا چاہتے ہیں"۔

"اگرچہ یہ بات بہت عجیب ہے.... اس طرح کسی کو بدلتے نہیں دیکھا آج تک.... تم مسلمان نہیں ہو.... پھر یہ باتیں تم پر کیوں اثر کر گئیں"۔

"میں مسلمان نہیں ہوں' لیکن عیسائی ت ہوں.... ہمارے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہا جاتا ہے.... جب کہ میں نے

مرزائیوں کی اوٹ پٹانگ باتیں آج سنی ہیں.... نہ جانے ان باتوں میں کیا اثر تھا.... میری حالت بدل سی گئی.... مم.... میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں"۔

"کیا کہا؟" وہ دھک سے رہ گئے۔

"ہاں! میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں"۔

ہمارے لیے اس سے بڑھ کر خوشی کی کیا بات ہو سکتی ہے.... ضرور مسلمان ہو جائیں آپ.... پہلے ہم یہی کام کریں گے.... آپ غسل کر لیں.... محمود اپنے چاقو سے ان کی رسیاں کاٹ دو"۔

"جی بہتر"۔ محمود فوراً بولا۔

اس کی رسیاں کاٹ دی گئیں.... پھر وہ غسل خانے میں چلا گیا۔

"کیا یہ شخص ہمیں دھوکا دے رہا ہے"۔ فرزانہ بڑبڑائی۔

"ہو سکتا ہے.... لیکن اس بات کا امکان بھی ہے کہ مسلمان ہونے پر مجبور ہو گیا ہو.... خیر دیکھتے ہیں"۔

کافی دیر گزر گئی.... لیکن غسل خانے کا دروازہ نہ کھلا.... اندر پانی گرنے کی آواز مسلسل آ رہی تھی۔

"ارے بھئی.... کتنی دیر تک غسل کرتے رہیں گے.... ہم تو انتظار کرتے کرتے تھک گئے ہیں"۔

اب بھی اندر سے کوئی آواز سنائی نہ دی.... انسپکٹر جمشید اچھل کر کھڑے ہو گئے.... انہوں نے غسل خانے کے دروازے پر زوردار

دستک دی.... اور پھر دروازے پر ایک زوردار ٹکر رسید کی.... دروازے کے قبضے اکھڑ گئے.... انہوں نے دیکھا.... اندر غیر ملکی کی لاش پڑی تھی۔

"افسوس! اس نے ہمیں دھوکا دیا.... خیر"۔ انسپکٹر جمشید نے سرد آہ بھری۔

"پروفیسر انکل.... آخر یہ کیا چکر ہے.... وہ روحیں یہاں کیا کرنے آئیں تھیں.... وہ خزانہ وغیرہ آخر کیا تھا.... ہم نے انہیں کوئی خزانہ وہاں سے لے جاتے نہیں دیکھا.... ان کے وہ بیس آدمی کہاں گئے.... جو گڑھے میں اترے تھے"۔

"اب ہمیں اس گڑھے میں اترنا پڑے گا"۔

"اور.... اور وہ اژدھا"۔ شوکی کانپ گیا۔

"گڑھے میں پہلے ایسی گیس چھوڑی جائے گی کہ اژدھا مر جائے گا"۔

انتظامات کر کے وہ پھر قلعے کے پاس پہنچے.... گڑھے میں گیس چھوڑی گئی.... اب وہاں ہر طرف ہو کا عالم طاری تھا.... یوں لگتا تھا جیسے صدیوں سے اس طرف کسی کا گزر نہ ہوا ہو، جب کہ دو روز پہلے تک وہاں وہ سب موجود رہے تھے اور روحیں بھی موجود تھیں.... غائب انسان بھی تھا۔

گیس کا اثر گڑھے میں تین گھنٹے تک باقی رکھا گیا.... پھر ایک دوسری گیس چھوڑ کر اس کے اثر کو ختم کیا گیا.... اس کے بعد بھی کافی

دیر تک انتظار کیا گیا.... پھر سب سے پہلے انسپکٹر جمشید گڑھے میں اترے.... اگرچہ باقی سب ڈر رہے تھے اور خان رحمان نے دبی آاز میں کہا تھا کہ جمشید پہلے میں اتر کر دیکھتا ہوں، تم نہ جاؤ.... لیکن انہوں نے یہ بات منظور نہ کی.... نیچے پہنچ کر پہلے انہوں نے گڑھے کا اور پھر سرنگ کے دہانے کا جائزہ لیا.... پھر ٹارچ کی روشنی اس سرنگ میں ڈالی.... جہاں تک روشنی گئی.... سرنگ نظر آئی.... اس کے آگے بھی سرنگ تھی.... لیکن روشنی اس کے دوسرے سرے تک نہ جا سکی.... انہیں سرنگ میں داخل ہونا پڑا.... داخل ہونے سے پہلے انہوں نے بلند آواز میں کہا۔

"میں سرنگ میں داخل ہو رہا ہوں"۔

"لیکن پہلے ہم تو گڑھے میں اتر جائیں"۔

"نہیں.... سب لوگ اوپر رہیں گے"۔ وہ چلائے۔

اور پھر وہ ایک ہاتھ میں ٹارچ لیے دوسرے میں پستول سنبھالے آگے بڑھتے چلے گئے.... ان کا دل زور زور سے دھڑک رہا تھا.... انہیں پانچ منٹ تک چلنا پڑا.... تب کہیں جا کر سرنگ ختم ہوئی.... اور اس جگہ انہیں نیچے سیڑھیاں جاتی نظر آئیں.... انہوں نے ٹارچ کی روشنی نیچے ڈالی تو وہاں ایک لمبا چوڑا کمرہ نظر آیا.... سیڑھیاں اتر کر وہ اس کمرے میں آ گئے.... کمرہ بالکل خالی تھا.... نہ وہاں کوئی خزانہ تھا.... نہ اژدھا.... انہں نے باریک بینی سے کمرے کا جائزہ لیا اور آخر واپس چل

پڑے۔

انہیں واپس آتے دیکھ کر ان کے ساتھیوں کی جان میں جان آئی۔

"خدا کا شکر ہے.... آپ بخیریت واپس تو آئے"۔

"نیچے بہت لمبی سرنگ ہے.... پانچ منٹ تک چلتے رہنے کے بعد وہ ختم ہوئی.... پھر اس کے نیچے ایک کمرہ ہے.... کمرے کے فرش تک جانے کے لیے سیڑھیاں موجود ہیں.... لیکن اس کمرے میں بھی کچھ نہیں ہے.... وہ بالکل خالی ہے.... ہاں بیس آدمیوں کے مارے جانے کے بھی کوئی آثار نہیں.... نہ کسی اژدھے کی لاش ملی ہے.... فرش پر خزانہ ہونے کے آثار بھی نہیں ہیں.... نہ قدموں کے نشانات ہیں.... اگر کچھ لوگوں نے خزانہ حاصل کیا ہے.... تو پھر ان لوگوں کے قدموں کے نشانات تو ہونے چاہئیں"۔

"اس کا مطلب ہے.... یہ سب دھوکا تھا.... چکر بازی تھی"۔ خان رحمان بولے۔

"لیکن کیوں.... سوال تو یہ ہے.... ان روحوں کو ہم سے یہ دھوکا بازی کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" انسپکٹر کامران مرزا چلا اٹھے۔

"یہ سوال بہت اہم ہے.... بہت خاص ہے.... اس کا جواب جب تک ہم تلاش نہیں کر لیتے، اس وقت تک ہم اس کیس کی تہ میں نہیں پہنچ سکیں گے"۔

"کیس کی تہ"۔ فاروق نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"تک.... کیا ہوا.... کہ یہ کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے؟" محمود نے جل کر کہا۔

"سوچ رہا ہوں"۔ فاروق بولا۔

"کیا سوچ رہے ہو"۔ آصف نے اسے گھورا۔

"یہی.... کیا یہ کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے یا نہیں"۔

"حد ہو گئی"۔ محمود نے جھلا کر اپنی ران پر ہاتھ مارا۔

"مجھے ایک خیال سوجھ رہا ہے.... اگر آپ سننا پسند کریں"۔

ایسے میں ٹی ایس ایم کی آواز سنائی دی۔

"اوہ.... یہ آواز تو ہمارے پی سی او کی ہے"۔ آفتاب چونکا۔

"جی نہیں.... ٹی ایس ایم کی"۔ ٹی ایس ایم نے جھلا کر کہا۔

"بھئی اس میں جھلانے، انگارے چبانے اور مرچیں کھانے کی ضرورت نہیں.... ہمارے ساتھ رہیں گے تو ایسی باتیں تو ہضم کرنا ہی ہوں گی"۔

"اوہ.... معافی چاہتا ہوں"۔

"معاف کیا.... ہاں اب بتائیں.... آپ کے دماغ میں کیا بات سرسرا رہی ہے"۔

"یہ سارا چکر کسی خزانے کے لیے نہیں تھا.... آپ سب کو اس طرف الجھا کر شہر میں کوئی خاص کام نکالنے کا منصوبہ تھا.... ایسا لگتا ہے

کہ دارالحکومت میں یہ لوگ کوئی بڑا ہاتھ مار گئے ہیں.... وہ بڑا ہاتھ
آپ لوگوں کی وہاں موجودگی کی صورت میں نہیں مارا جا سکتا تھا.... یہ
صرف میرا خیال ہے.... جو غلط بھی ہو سکتا ہے"۔ ٹی ایس ایم نے
جلدی جلدی کہا۔

"بہت خوب! اس کیس کے دوران یہ خیال مجھے بارہا آیا.... ہم
اس پہلو سے اس کا جائزہ ضرور لیں گے.... شکریہ ٹی ٹی ایس"۔ انسپکٹر
کامران مرزا نے فوراً کہا۔

"کم از کم انکل.... آپ تو خیال کریں.... میں ٹی ایس ایم
ہوں"۔

"میں واقعی بھول گیا تھا"۔ انہوں نے گھبرا کر کہا۔

"اوہ تب تو کوئی بات نہیں"۔

"لیکن میں تم سے معافی چاہتا ہوں"۔ وہ بولے۔

"کوئی بات نہیں"۔

"اور کوئی خیال کسی کے دماغ میں اگر آرہا ہو تو بیان کر سکتا
ہے"۔

"میرا خیال ہے.... یہاں خزانہ تھا.... اور اس خزانے کو وہ
روحیں لے اڑی ہیں"۔ رفعت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس سے زیادہ فضول خیال شاید کسی کو نہیں آئے گا"۔ آصف
نے جیسے اعلان کیا۔

"انکل نے خیال پوچھا.... میرے ذہن میں جو بات آئی، میں نے
بتا دی.... خیال غلط ہو سکتا ہے.... میں نے یہ دعویٰ تو کیا ہی نہیں کہ یہ
خیال غلط نہیں ہو سکتا"۔ رفعت نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بالکل ٹھیک رفعت.... آصف تمہیں اس انداز میں تبصرہ نہیں
کرنا چاہیے تھا.... تبصرہ کرنے کے بھی کچھ آداب ہوتے ہیں"۔ انسپکٹر
کامران مرزا بولے۔

"اوہ.... مجھے افسوس ہے.... واقعی میرا انداز غلط تھا"۔ آصف
نے فوراً کہا۔

"کوئی بات نہیں"۔ رفعت مسکرائی۔

"لیکن رفعت.... تم نے ابھی اپنی بات پوری نہیں کی"۔ انسپکٹر
جمشید نے گویا اسے یاد دلایا۔

"لیکن انکل میری بات تو پوری ہو چکی ہے.... بس میرا یہ خیال
تھا کہ اس جگہ خزانہ موجود تھا.... روحیں اپنے طریقے سے اس خزانہ کو
یہاں سے منتقل کر چکی ہیں"۔

"لیکن کیسے.... وہ اژدھا کہاں گیا.... خزانہ کیسے لے جایا گیا....
روحیں تو اس خزانے کو اٹھا نہیں سکتی تھیں"۔

"ان سوالات کے جوابات میرے پاس نہیں"۔ رفعت نے بے
چارگی کے عالم میں کہا۔

"خیر.... کوئی اور خیال؟"

سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

"پروفیسر انکل.... آپ نے جو گیس چھوڑی تھی.... اس گیس سے اژدھا مر سکتا تھا.... یا بے ہوش ہو سکتا تھا"۔ فرزانہ نے پوچھا۔

"اس کی موت یقینی تھی"۔

"اور لاش.... وہ ہمیں ملنی چاہیے تھی یا نہیں"۔

"بالکل ملنی چاہیے تھی"۔

"لیکن ابا جان کو اژدھے کی لاش نظر نہیں آئی"۔

"ہاں! یہی بات ہے"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"تو پھر.... کیا اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہاں کوئی اژدھا تھا ہی نہیں.... اور اگر کوئی اژدھا نہیں تھا.... خزانہ بھی نہیں رہا ہو گا"۔ فرزانہ بولی۔

"تب پھر.... یہ اتنا لمبا چوڑا چکر کس لیے چلایا گیا.... وہ بھی اس قلعے میں.... ہمیں مصروف ہی کرنا تھا تو وہ کسی اور جگہ بھی کیا جا سکتا تھا.... اس کے لیے اتنی لمبی چوڑی سرنگ بنانے کی کیا ضرورت تھی"۔

"اس کیس میں الجھنیں ہی الجھنیں ہیں.... ان کا کوئی حل نہیں سوجھ رہا"۔ خان رحمان بڑبڑائے۔

"میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے"۔

"اور وہ کیا؟" ایسے میں انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"یہ کہ ہم اس قلعے کی تاریخ کا مطالعہ کریں.... اس غرض کے

لیے ہمیں آثار قدیمہ جانا ہو گا.... آثار قدیمہ کے ماہرین سے اس قلعے کی معلومات حاصل کرنا ہوں گی.... شاید اس طرح ہم کچھ جان سکیں"۔

"تجویز معقول ہے.... اور یہی میں فیصلہ کر چکا ہوں"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"تو پھر بسم اللہ کریں.... ہم بہت بے چین ہیں"۔ محمود نے کہا۔

محکمہ آثار قدیمہ کے انچارج کا نام الطاف تابانی تھا.... اس نے پرجوش انداز میں ان کا استقبال کیا.... ان کی ساری کہانی سن کر حیرت سے پلکیں جھپکائیں، پھر بولے۔

"ہم اس قلعے سے واقف ہیں.... لیکن آج تک کسی نے یہ نہیں بتایا کہ وہاں روحیں دیکھی گئی ہیں.... یا جنوں اور بھوتوں کو دیکھا گیا ہے.... اور بھی کوئی بات اس قلعے کے بارے میں سننے میں نہیں آئی"۔

"ہاں یہی بات ہے.... لیکن.... ہم تو اس کی تاریخ جاننا چاہتے ہیں.... یہ قلعہ کب بنا.... اس میں کون کون سے راجے مہاراجے رہے"۔ انہوں نے کہا۔

"تاریخ کا مطالعہ کرنا پڑے گا.... تب شاید اس قلعے کا ذکر مل جائے"۔

"تو پھر مہربانی فرما کر ہمیں.... کتابیں دے دیں جن میں اس قلعے کا ذکر مل جائے"۔

"ہاں! یہ ہو سکتا ہے.... آپ تشریف رکھیں.... میں لائبریری
سے کتابیں لے آتا ہوں"۔

"بہت بہت شکریہ"۔

آدھ گھنٹے کے بعد وہ کئی موٹی موٹی کتابیں اٹھا لایا۔

"ان کتابوں میں اس قلعے کا ذکر موجود ہے.... اور مجھے دو صفحات
دیکھ کر حیرت ہوئی ہے"۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"حیرت کی بات ہے.... اس لیے کہ اس قلعے پر معلومات کے
صفحات بھرے پڑے ہیں.... افسوس کہ ہم نے کیوں ان صفحات کا
مطالعہ نہیں کیا.... کیوں توجہ نہ دی.... خزانے والی باتیں غلط معلوم
نہیں ہوتیں"۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟" انسپکٹر جمشید حیران رہ گئے۔

"ان کتابوں کو میں نے تلاش کرنے کے دوران سرسری دیکھا
ہے.... کیونکہ یہاں آپ انتظار کر رہے تھے.... اب آپ پہلے ان کا
مطالعہ کر لیں.... پھر ہم بعد میں پڑھیں گے.... ہماری پورا محکمہ اس پر
غور کرے گا"۔

"بہت خوب! آپ کا شکریہ.... کیا یہ کتابیں ہم لے جا سکتے
ہیں.... یا یہیں بیٹھ کر مطالعہ کرنا ہو گا"۔ انہوں نے مسکرا کر پوچھا۔

"اگرچہ کتابیں کسی کو دینے کی اجازت نہیں ہے، لیکن میرا خیال

ہے.... آپ کو لے جانے کی اجازت دینی چاہیے"۔

"ٹھیک ہے.... شکریہ.... ہم بہت جلد آپ کو یہ لوٹا دیں گے....
بلکہ مطالعہ کرنے کے بعد پہلے کتابیں لوٹائیں گے.... پھر ہم کام کریں
گے"۔

"ٹھیک ہے.... لے جائیں"۔

اور وہ اپنے گھر چلے آئے.... بیگم جمشید کا چہرہ انہیں دیکھ کر کھل
گیا.... فوراً بولیں۔

"آپ لوگوں کے لیے بہت مزے کی چیز تیار کی ہے"۔

"واہ! پھر تو مزا رہے گا.... لیکن اس سے پہلے ہم ذرا کچھ کتابوں
کا مطالعہ کریں گے"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"وہ آپ کھانے کے بعد بھی کر سکتے ہیں"۔

"نہیں.... ہم کسی سے وعدہ کر کے آئے ہیں کہ سب سے پہلے
ان کتابوں کا مطالعہ کریں گے اور اس کے بعد کتابیں انہیں لوٹائیں
گے.... پھر کوئی اور کام کریں گے"۔

"اچھا.... جیسے آپ کی مرضی.... لیکن ان کتابوں کے مطالعے
میں تو زیادہ وقت بھی لگ سکتا ہے"۔

"ہاں شاید ایک گھنٹا یا دو گھنٹے لگ جائیں"۔ انہوں نے مسکرا کر
کہا۔

اور وہ منہ بنا کر رہ گئیں.... اب مطالعہ شروع ہوا.... ایک کتاب

کو چار پانچ افراد پکڑ کر بیٹھ گئے.... کل تین کتابیں تھیں.... اس طرح
ایک ہی وقت میں تینوں کا مطالعہ شروع ہوا.... جوں جوں وہ پڑھتے
گئے.... ان کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں.... یہ قلعہ ایک ایسے
ہندو راجہ نے بنوایا تھا جو مندر کا پجاری بھی خود تھا.... اس نے اس قلعے
سے کچھ فاصلے پر ایک بہت بڑا مندر بھی بنوایا تھا.... اس مندر میں اس
نے ایک بہت بڑا بت بنوایا تھا.... اس بت کے بارے میں عجیب و
غریب قصے بیان کرائے تھے.... عجیب کہانیاں مشہور کرائیں.... لوگ دور
دراز سے سفر کر کے آتے اور اس پر چڑھاوے چڑھاتے.... چڑھاوں
میں وہ زیورات' سونا' چاندی' ہیرے' جواہرات' موتی' غرض ہر قسم کی
قیمتی ترین چیزیں لے کر آتے.... کیونکہ اس راجا نے مشہور بھی یہی
کرایا تھا کہ جتنی بڑی سے بڑی اور قیمتی سے قیمتی چیز چڑھائی جاتی
ہے.... اتنی ہی جلد مراد بر آتی ہے.... بے وقوف لوگ روزانہ سیکڑوں
کی تعداد میں دوسرے شہروں سے آتے.... اور اس شہر کے لوگ بھی
آتے.... اور اس طرح روزانہ جواہرات کا ایک چھوٹا سا انبار جمع ہو
جاتا.... جو رات کے وقت راجا اٹھا لاتا اور اس قلعے میں جمع کرتا رہتا....
پھر ایک دن اسے اس خزانے کو محفوظ کرنے کا خیال آیا.... اس نے
اس قلعے کے نیچے ایک بہت خفیہ تہ خانہ بنوایا اور خزانہ اس تہ خانے
میں جمع کرنے لگا.... اس کی موت کے بعد اس کے بیٹے نے بھی یہی
کاروبار جاری رکھا.... اس طرح تین چار نسلوں تک خزانہ جمع ہوتا

رہا.... اس کے بعد پھر سلطان غزنوی کے حملے ہندوؤں پر شروع ہوئے....
اس غازی مرد نے ہندوؤں کے چھکے چھڑا دیے.... انہیں سر پر پیر رکھ کر
بھاگنے پر مجبور کر دیا.... اس علاقے کی بھی باری آئی.... اور ہندو راجا
اور فوج جنگ میں ماری گئی.... اس جگہ مسلمان ریاست قائم ہو گئی....
لیکن اس قلعے کے بارے میں کسی کو کچھ معلوم نہ تھا کہ اس میں کتنا بڑا
خزانہ جمع ہے.... اس میں ہندو خاندان کا کوئی فرد جنگ میں بچ گیا تھا....
وہ گمنامی کی زندگی گزارنے لگا.... لیکن ہر وقت اپنا خزانہ حاصل کرنے
کے بارے میں سوچا کرتا تھا.... اس نے اس سلسلے میں ایک کتاب بھی
لکھی تھی.... یہ کتاب اس کی موت کے بعد ایک انگریز کے ہاتھ لگ
گئی.... اس نے خفیہ انداز میں اس قلعے کے بارے میں تحقیقات
کرائیں.... اس وقت مسلمان حکمران قلعے پر قابض تھے.... لہٰذا خزانہ
تلاش نہیں کیا جا سکتا تھا.... لہٰذا کتابوں میں خفیہ طور پر یہ سلسلہ جاری
رکھا گیا.... کہانی محفوظ طریقے سے آگے بڑھتی رہی.... ہندو خاندان اور
انگریز خاندان یہ سوچتے ہوئے دوسری دنیا میں پہنچ گئے کہ کبھی ہندوؤں
کی حکومت اس علاقے پر ہو گی' یہ قلعہ مسلمان خالی کر کے بھاگ
جائیں گے تو پھر وہ یہ خزانہ حاصل کریں گے.... لیکن ایسا نہ ہو سکا....
ادھر مسلمان اس کہانی سے بالکل بے خبر رہے.... یہاں تک کہ آہستہ
آہستہ قلعہ ویران ہو گیا.... جس مسلمان خاندان کے قبضے میں یہ تھا....
وہ طاعون کی وبا کے دوران مر گیا.... اس کی لاشیں اس قلعے میں سڑتی

رہیں اور کسی دوسرے خاندان نے پھر اس قلعے کو آباد نہ کیا.... یہ قلعہ منحوس مشہور ہو گیا.... لوگ اس کے پاس سے گزرتے ہوئے بھی ڈرنے لگے.... پھر اس قلعے کی ساری آبادی ختم ہو گئی.... اس کے گرد جنگل اگ آیا.... یہ تھی اس قلعے کی کہانی جو انہوں نے ان تینوں کتابوں سے خود ترتیب دی.... ورنہ ایک کتاب کو پڑھنے کے بعد یہ کہانی مکمل نہیں ہوتی تھی.... اس کا مطلب تھا.... کچھ لوگ ایک مدت سے اس خزانے کو حاصل کرنے کے چکر میں تھے.... لیکن سرتوڑ کوشش کے باوجود خزانہ تلاش نہیں کر پائے تھے.... پھر یہ معاملہ ان کے دور تک آ گیا.... اور کسی کے ذہن میں یہ بات آئی کہ ان کے ذریعے یہ خانے تک پہنچا جا سکتا ہے.... اور پھر انہوں نے ان سے کام لینے کا منصوبہ بنا ڈالا"۔

"لیکن.... یہ منصوبہ کس طرح ترتیب دیا گیا.... ہم ان روحوں کو کس خانے میں فٹ کریں گے"۔

"یہ سب باتیں ہم بعد میں کریں گے.... پہلے میں یہ کتابیں لوٹا آؤں"۔

"اکرام کو فون کر کے بلا لو.... اس کے ہاتھ بھیج دو"۔ خان رحمان بولے۔

"یہ اچھا نہیں لگتا.... لینے کے لیے تو ہم اتنے لوگ گئے تھے.... دینے کے لیے ہم میں سے ایک بھی نہ جائے.... میں خود لے کر جاؤں گا"۔

"تب پھر بھی چلتے ہیں"۔ انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"بہت خوب! یہ ٹھیک رہے گا"۔

"تب تو گیا کھانا وانا"۔ بیگم جمشید نے برا سا منہ بنایا۔

"فکر نہ کرو بیگم.... کتابیں دینے کے فوراً بعد یہاں آئیں گے اور پہلے کھانا کھائیں گے.... پھر کوئی اور کام کریں گے.... یہ وعدہ رہا"۔

"چلئے ٹھیک ہے"۔ وہ مسکرا دیں۔

وہ کتابیں اٹھا کر باہر نکلے.... ایسے میں ٹی ایس ایم زور سے چونکا۔

"ارے! یہ کیا"۔

"کہاں کیا ہے بھائی.... کچھ وضاحت ہو جائے ذرا"۔

"مم.... میری دوربین.... اپنی جگہ پر نہیں ہے.... جگہ سے ہٹی ہوئی ہے"۔

"تب تمہارے دوست چم پانگ آ گئے ہوں گے"۔

"جی نہیں.... اس کے آنے میں ابھی کئی دن باقی ہیں.... میرا خیال ہے.... گھر میں ضرور کوئی ہے.... کیا میں دیکھ آؤں ذرا"۔

"پھر وہاں بھی چلتے ہیں"۔

"شکریہ"۔ اس نے خوش ہو کر کہا۔

"وہ سب ٹی ایس ایم کے گھر میں داخل ہوئے.... پھر اوپر والی منزل پر پہنچے.... ٹی ایس ایم چلا اٹھا۔

"یہ دیکھیں.... جوتوں کے نشانات.... یہاں ضرور کوئی آیا تھا"۔

"ہاں ٹھیک ہے.... تم اپنی چیزوں کو دیکھ لو"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"حیرت ہے.... چور کچھ لے کر نہیں گیا.... گھر بھر میں گھوما پھرا اور چلا گیا.... اس دوران نے اس نے شاید دوربین سے باہر کا نظارہ بھی کیا ہے.... جس کی وجہ سے وہ اپنی جگہ سے ہٹ گئی"۔

"ہوں.... خیر آؤ بھئی.... ارے مگر.... کیا تم بیرونی دروازے کو تالا لگا کر نہیں رکھتے"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"تالا کھول کر ہی تو ہم اندر داخل ہوئے ہیں انکل"۔

"تب پھر.... چور کس طرح داخل ہوا.... ایک منٹ ٹھہرو.... محمود.... تم ذرا اکرام کو فون کرو"۔

"جی.... کیا مطلب؟"

"یہ معاملہ کچھ عجیب سا لگتا ہے.... اگر تالا ٹوٹا ہوا ملتا تو پھر ہم اس کارروائی کو ایک عام چور کی خیال کر سکتے تھے"۔

"اچھی بات ہے"۔ محمود نے کہا اور اکرام کو فون پر ہدایات دیں.... جلد ہی وہ پہنچ گیا۔

"اکرام.... تم جوتوں کے ان نشانات کی تصاویر لے لو.... اور یہاں سے انگلیوں کے شنانات بھی اٹھا لو.... اس دوربین پر بھی کسی کی انگلیوں کے نشانات ملیں گے"۔

"او کے سر"۔

اور پھر وہ محکمہ آثار قدیمہ پہنچے.... دروازے پر موجود نگران نے انہیں فوراً اندر پہنچا دیا لیکن الطاف تابانی وہاں موجود نہیں تھے"۔

"کہاں گئے ہیں؟"

"جی گھر.... گھر سے فون آیا تھا.... ان کی بیگم کافی گھبرائی ہوئی تھیں"۔

"کیا مطلب.... گھبرائی ہوئی تھیں"۔

"ہاں! بس وہ فون پر ان کی آواز سنتے ہی دوڑ لگا گئے"۔

"ان کے گھر کا فون نمبر ڈائل کریں آپ"۔ انہوں نے نگران سے کہا.... اس نے جلدی جلدی نمبر ملائے.... دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی۔

"کوئی نہیں اٹھا رہا ہے سر"۔ نگران نے پریشان ہو کر کہا۔

"حیرت ہے.... گھر کا پتا لکھ دیں.... یا پھر آپ ہی ہمارے ساتھ چلیں.... شاید وہاں کوئی گڑبڑ ہے"۔

"میں ساتھ چلتا ہوں.... گھر زیادہ دور نہیں ہے"۔

وہ اس کے ساتھ الطاف تابانی کے گھر پہنچے.... گھر کا بیرونی دروازہ کھلا تھا.... محمود نے پھر بھی دستک دی.... کوئی دروازے پر نہ آیا.... تو دوسری بار اور تیسری بار دستک دی.... اس طرح آخر کار وہ اندر داخل ہوئے.... اندر موت کا سناٹا طاری تھا۔

"سر.... آپ کہاں ہیں؟" نگران کی خوف زدہ آواز ابھری۔

لیکن سر کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا.... وہ آگے بڑھے.... ایک کمرے کا دروازہ کھلا دیکھ کر ان کے قدم تیز ہو گئے۔

کمرے کے سامنے ان کے قدم رک گئے.... الطاف تابانی اور اس کی بیوی اندر موجود تھے.... دونوں بستر پر بالکل سیدھے لیٹے ہوئے تھے.... ان کی آنکھیں کھلی تھیں.... اور وہ چھت کو گھور رہے تھے۔

"اف مالک! یہ.... یہ کیا ہوا.... ہماری وجہ سے ان دونوں کی زندگیاں چلی گئیں"۔ انسپکٹر جمشید نے لرزتی آواز میں کہا۔

"جی.... کیا فرمایا.... ہماری جہ سے"۔ آصف نے بوکھلا کر کہا۔

"ہاں! نہ ہم ان سے وہ کتابیں لیتے.... نہ کسی کو ان کا خیال آتا.... اس قلعے کے بارے میں یہ ذاتی طور پر کچھ جانتے تھے"۔

"لیکن کیا.... سوال تو یہ ہے.... اور کیا اتنی سی بات کے لیے کوئی نامعلوم آدمی ان کی جان لے سکتا تھا"۔

"میرے خیال میں تو ایسا ہی ہوا ہے"۔

عین اسی لمحے کسی کمرے میں ایک ہلکا سا کھٹکا ہوا.... انسپکٹر جمشید بلا کی رفتار سے بیرونی دروازے کی طرف دوڑ پڑے۔

○☆○
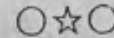
20

پہلا خریدار

"یہ.... یہ کیا انکل.... کھٹکا اندر کی طرف ہوا ہے اور آپ باہر کی طرف دوڑ رہے ہیں"۔

"اور تم باہر نکل کر مکان کے پچھلی طرف پہنچ جاؤ.... کہیں اس طرف بھی کوئی دروازہ نہ ہو اور قاتل اس طرف سے نہ نکل جائے"۔

"ق.... قاتل"۔ شوکی نے خوف زدہ آواز میں کہا۔

"ہاں قاتل.... وہ اپنا کام کر کے گیا نہیں.... یہیں ہے"۔ وہ بولے۔

"کیوں انکل.... کیا وہ ہمارا انتظار کر رہا تھا"۔ آصف نے پوچھا۔

"نہیں! کسی چیز کی تلاش میں ہو گا.... ورنہ کب کا چلا گیا ہوتا"۔

انہوں نے جلدی جلدی پورے مکان کو گھیرے میں لے لیا.... پھر انسپکٹر کامران مرزا نے بلند آواز میں کہا۔

"ہم نے مکان کو گھیرے میں لے لیا ہے.... لہٰذا اب تم خود کو ہمارے حوالے کر دو.... اسی میں تمہاری بھلائی ہے"۔

لیکن اندر سے کوئی جواب نہ ملا۔

"وہ کھٹکا... کسی بلی وغیرہ سے بھی تو ہو سکتا تھا اباجان"۔ فاروق نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"نہیں... وہ انسانی کھٹکا تھا"۔ وہ مسکرائے۔

"دھک... کیا کہا... انسانی کھٹکا... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے"۔

"ہو سکتا ہو گا... میرا فی الحال کوئی ناول لکھنے کا پروگرام نہیں ہے"۔

اوہ تب تو ٹھیک ہے... میں یہ نام کسی ناول نگار کو دے دوں گا"۔

انسپکٹر جمشید برا سا منہ بنا کر رہ گئے... پھر جب قاتل کی طرف سے کوئی ہلچل نہ ہوئی تو انہوں نے کہا۔

"سب لوگ باہر پوزیشن سنبھالے رہیں میں اندر کی تلاشی لیتا ہوں"۔

"دیکھ لیں انکل... وہ دو آدمیوں کا قاتل ہے... آپ پر وار کرنے سے بھی نہیں چوکے گا"۔

"دیکھا جائے گا... اللہ مالک ہے... آخر ہم اس طرح کب تک کھڑے رہیں گے"۔ انہوں نے کہا اور اندر داخل ہو گئے۔

ایک ایک کمرے کا احتیاط سے جائزہ لیا گیا... لیکن کہیں کسی کی

موجودگی ثابت نہ ہو سکی... آخر انہوں نے تنگ آ کر بلند آواز میں کہا۔

"آ جائیں اندر... یہاں کوئی نہیں ہے"۔

سب اندر آ گئے... اکرام کو فون کیا گیا... مکان کے باقی تمام حصوں کی اچھی طرح دیکھا بھالا گیا... لیکن کوئی خاص چیز نہ مل سکی... پھر جب اکرام آیا... اس نے اپنی کارروائی شروع کی اور لاشوں کو اٹھایا گیا تو اس وقت انہوں نے دیکھا... الطاف تابانی کی دائیں مٹھی میں ننھی سی مورتی تھی... پیتل کی مورتی... اس قسم کی مورتیاں بڑے سائز میں وہ مندروں میں دیکھ چکے تھے۔

"حیرت ہے... آخر اس کے ہاتھ میں مورتی کیوں ہے؟"

قاتل کو دیکھ کر اس نے مورتی کو جیب سے نکال کر ہاتھ میں لے لیا تھا... تاکہ مورتی اسے قاتل سے بچا سکے... لیکن بھلا یہ بے جان بت... مورتیاں اور پتلے وغیرہ بھی انسان کو کسی مصیبت سے بچا سکتے ہیں... نہیں... ہرگز نہیں"۔ انسپکٹر جمشید نے کہا۔

آپ نے کیا کہا... قاتل کو دیکھ کر... مورتی کو ہاتھ میں لے لیا... کیا یہ جانتے تھے کہ فلاں شخص انہیں قتل کرنا چاہتا ہے"۔

"شاید جانتے ہی تھے... تبھی تو فوراً دفتر سے گھر آ گئے تھے... ایسا معلوم ہوتا ہے... جیسے قلعے کا راز انہیں پہلے سے معلوم تھا... اور کچھ اور لوگوں کو انہوں نے قلعے کا راز بیچ دیا تھا... کیونکہ یہ خود وہ خزانہ حاصل کرنے کے قابل نہیں تھے... ہو سکتا ہے... راز رکھنے کی

شرط پر کسی نے ان سے سودا کیا ہو.... لیکن اب جب کہ ان کی طرف سے راز کھلنے کا ڈر ہوا.... تو انہوں نے ان دونوں کو قتل کر دیا.... اگر انہوں نے اس سودے میں کوئی بڑی رقم حاصل کی ہے تو اس کا سراغ بھی لگ سکتا ہے"۔

اکرام کے ماتحت اپنا کام کر رہے تھے.... انہوں نے باقی چیزوں کی تلاشی شروع کی۔

"ایسے میں انہیں ایک چیک بک ملی.... اس چیک بک کا کوئی چیک نہیں لکھا گیا تھا.... اس شخص کو فون کر کے انہوں نے اپنا تعارف کرایا.... اور بولے۔

"میں جاننا چاہتا ہوں.... الطاف تابانی کے اکاؤنٹ میں کل کتنی رقم جمع ہے"۔

"افسوس سر! ہم یہ بات نہیں بتا سکتے"۔

"الطاف تابانی اور ان کی بیگم کو کسی نے قتل کر دیا ہے.... اس صورت میں تو بتا سکتے ہیں"۔

"کیا کہا"۔ مینجر چلایا۔

"کیوں.... کیا مسٹر الطاف تابانی آپ کے دوست تھے"۔

"نن نہیں.... ان سے واقفیت ابھی کچھ عرصہ پہلے ہوئی تھی.... جب وہ اکاؤنٹ کھلوانے کے لیے آئے تھے"۔

"ان کی موت کی صورت میں تو آپ ان کا بیلنس بتا سکتے ہیں"۔

"ہاں کیوں نہیں.... بنک میں انہوں نے پندرہ لاکھ روپے جمع کروائے تھے.... ویسے اس وقت مجھے بھی بہت حیرت ہوئی تھی کہ اتنے پیسے ایک ملازم پیشہ کے پاس کہاں سے آ گئے.... لیکن بنک ملازم کو ایسے سوالات پوچھنے کا کوئی حق نہیں ہے.... اس لیے میں خاموش رہا"۔

"ہوں اچھا.... شکریہ"۔

"تو کیا واقعی انہیں قتل کر دیا گیا ہے"۔

"ہاں! اس میں کوئی شک نہیں"۔

"اف مالک! یہ کیا چکر ہے"۔

"پندرہ لاکھ روپے ناجائز طریقے سے حاصل کرنے سے بہتر ہے.... آدمی دو ہزار روپے ماہوار کما لے.... مگر ایمان نہ فروخت کرے.... انسان جب بھی لالچ میں آتا ہے.... نقصان ہی اٹھاتا ہے"۔

"ہاں! یہی بات ہے"۔

اور انہوں نے ریسیور رکھ دیا.... وہ سب یہ گفتگو سن چکے تھے.... اور اب ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے.... ایسے میں رفعت نے کہا۔

"ایک سوال بہت دیر سے میرے ذہن میں گھوم رہا ہے"۔

"تو اس کو باہر لے آؤ نا"۔ فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"کیا الطاف تابانی.... ایک عدد ہندو تھا"۔

"ہاں! وہ دراصل ہندو تھا، جھوٹ موٹ کا مسلمان بن کر اس ملک میں رہ رہا تھا اور اسے ملازمت بھی ملی ہوئی تھی.... اس ملازمت کے دوران اسے اس قلعے کے بارے میں معلوم ہوا، اس نے اپنے ملک یا کسی دوسرے ملک کے کچھ ایسے لوگوں سے رابطہ کیا جو خزانوں میں بہت دلچسپی رکھتے ہیں.... اور ان سے سودا کرنا شروع کیا.... اس طرح کئی ملکوں کے درمیان یہ بات چیت ہونے لگی.... جس ملک نے سب سے زیادہ معاوضہ دیا، اس کے ہاتھوں اس نے سودا کر لیا اور تمام معلومات ان کے حوالے کر دیں.... ان پارٹیوں نے خزانہ تلاش کرنا شروع کیا، لیکن تہ خانے تک نہ پہنچ سکے.... اب ان لوگوں نے رقم خرچ کر ڈالی تھی.... لہٰذا انہوں نے ان معلومات کا سودا آگے کر ڈالا.... اس طرح یہ معلومات بکتی رہیں.... یہاں تک کہ کچھ ایسے لوگوں تک پہنچ گئیں.... جو روحوں کے ذریعے بھی لے کام سکتے ہیں.... انہوں نے سوچا، وہ روحوں کے ذریعے خزانہ تلاش کر لیں گے.... چنانچہ ایک بار پھر سودا ہو گیا۔

لیکن روحیں بھی خزانہ تلاش نہ کر سکیں.... آخر کار ان لوگوں کا دھیان ہماری طرف گیا.... ہم اس قسم کے کاموں کے ماہر خیال کیے جاتے ہیں.... بس ان لوگوں نے ہمیں جال میں پھانس لیا.... یہ ہے کل کہانی"۔

"لیکن ابا جان.... وہاں تو کوئی خزانہ نہیں تھا.... نہ روحوں کو

خزانہ لے جاتے دیکھا گیا.... روحوں کے مددگار بھی اس سلسلے میں کچھ نہیں کر سکے.... نہ ہی ہم لوگ"۔

"ہم نے وہ جگہ ضرور تلاش کر لی.... جس جگہ خزانہ رکھا گیا تھا.... ہو سکتا ہے.... خزانہ ان تمام کارروائیوں سے پہلے نکالا جا چکا ہو.... اور اس کے کاغذات فروخت کر کے بلاوجہ پیسہ کمایا جا رہا ہو"۔

"اوہ ہاں! یہ بہت زوردار خیال ہے.... ایسا لگتا ہے.... کہ پہلی پارٹی نے جب الطاف تابانی یا جو کچھ بھی اس کا نام تھا، سے معلومات خرید لیں تو اس نے تہ خانہ تلاش کرنے کی سرتوڑ کوشش کر ڈالی.... لیکن تہ خانہ نہ ملا.... اور اس نے کاغذ آگے فروخت کر دیے.... لیکن.... اس بات کا بھی امکان ہے کہ اسے خزانہ مل گیا ہو.... اس کے باوجود اس نے کاغذات آگے فروخت کر دیے ہوں.... کیونکہ لالچی کا پیٹ کبھی نہیں بھرتا.... اس طرح کاغذات بکتے رہے، لیکن خزانہ کس کو ملتا.... وہ تو پہلے ہی نکال لیا گیا تھا"۔

"یہ باتیں بہت خوفناک ہیں.... پہلے خریدار کے بارے میں صرف اور صرف الطاف تابانی بتا سکتا تھا.... لہٰذا اسے ختم کر دیا گیا.... تاکہ وہ پہلے خریدار کے بارے میں نہ بتا سکے.... گویا اصل مجرم پہلا خریدار ہے.... اگرچہ اس بات کا بھی امکان ہے کہ اسے بھی خزانہ نہ ملا ہو.... مطلب یہ کہ ہمیں کسی طرح پہلے خریدار تک پہنچنا ہو گا.... الطاف کے گھر سے جو بھی چیزیں کام کی ملیں.... ان کو ایک طرف جمع کر

لو.... شاید ہمیں ایسے کاغذات مل جائیں.... جو ہماری رہنمائی کر سکیں"۔

"وہ اس کام میں جت گئے.... اور جتنے کاغذات وغیرہ مل سکے.... وہ انہوں نے جمع کر لیے.... پھر ان کا مطالعہ شروع کیا.... ان کاغذات کو وہ جوں جوں پڑھتے گئے.... ان کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں.... ان کی مدد سے الطاف تابانی کا اصل نام جے چند تھا.... شارجستھان سے اسے آج سے پچیس سال پہلے ادھر بھیجا گیا تھا.... تاکہ یہاں رہ کر وہ شارجستھان کے لیے جاسوسی کرے.... اس وقت وہ ایک لڑکا تھا.... یہاں آکر وہ مسلمان کے طور پر زندگی گزارنے لگا.... تعلیم حاصل کرتا رہا.... ایک جاسوس گھرانے میں ہی اس کی رہائش تھی.... وہ جاسوس گھرانا اس سے بھی پہلے یہاں شارجستھان کے لیے کام کر رہا تھا.... اس گھرانے کی مدد سے اسے محکمہ آثار قدیمہ میں ملازمت ملی.... اور اس گھرانے کے مالک کا نام تھا.... شاکر نیاز.... کاغذات میں اس کا پتا بھی موجود تھا.... لہٰذا انہوں نے فوری طور پر شاکر نیاز سے ملنے کا پروگرام بنایا.... شاکر نیاز خود ایک سرکاری دفتر میں ملازم تھا.... اور نہ جانے کب سے ملک کی جڑیں کاٹ رہا تھا.... اور مزے کی بات یہ تھی کہ اس کے بارے میں آج سے پہلے کسی کو شک نہیں گزرا تھا کہ وہ ایک غیر ملکی جاسوس ہے.... نہ صرف وہ .... بلکہ اس کا پورا گھرانا.... اس کی بیوی بھی غیر ملکی تھی.... اس کے پتے پر پہنچ کر محمود نے دستک دی....

ایک ملازم نے دروازہ کھولا۔

"جی فرمائیے"۔ اس نے بہت سے لوگوں کو دیکھ کر آنکھیں جھپکائیں۔

"ہمیں شاکر نیاز صاحب سے ملنا ہے"۔

"اپنے کارڈ دے دیں"۔

"کارڈ کی ضرورت نہیں.... ان سے کہیں.... انسپکٹر جمشید ملنا چاہتے ہیں"۔ وہ مسکرائے۔

"جی اچھا"۔ اس نے کسی قدر حیران ہو کر کہا اور پھر اندر چلا گیا.... جلد ہی اس کی واپسی ہوئی۔

"آئیے جناب"۔

ملازم انہیں ڈرائنگ روم میں بٹھا کر چلا گیا.... شاکر نیاز کی کوٹھی شاندار تھی.... اسی وقت قدموں کی آواز سنائی دی.... انہوں نے دیکھا.... پچاس سال سے زائد عمر کا ایک آدمی چلا آ رہا تھا.... چہرے پر تھکن کے آثار تھے۔

"ارے! ملازم نے تو بتایا تھا.... انسپکٹر جمشید صاحب ملنا چاہتے ہیں.... لیکن یہاں تو بہت سے لوگ موجود ہیں"۔

"انسپکٹر جمشید میں ہوں.... اور یہ میرے ساتھی ہیں.... آپ تشریف رکھیں"۔

"آپ محکمہ داخلہ میں ملازم ہیں"۔

"جی ہاں! اب تو ریٹائر ہونے والا ہوں"۔

"ہاں واقعی.... آپ ریٹائر ہونے والے ہیں"۔ فاروق بول اٹھا۔

"جی کیا مطلب"۔ اس نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ کسی الطاف تابانی کو جانتے ہیں"۔

"جی ہاں! اچھی طرح.... وہ تو ایک طرح سے ہمارے گھر کا ہی فرد ہے.... ہمارے ہاں ہی اس نے زندگی گزاری.... دراصل وہ ایک یتیم بچہ تھا.... بے سہارا.... میں نے اسے اپنے گھر میں رکھ لیا.... لکھایا پڑھایا اور پھر ملازمت کے لیے بھی کوشش کی.... میری کوشش سے اسے محکمہ آثار قدیمہ میں ملازمت مل گئی تھی.... لیکن آپ اس کے بارے میں کیوں پوچھ رہے ہیں.... وہ خیریت سے تو ہے"۔

"نہیں.... وہ خیریت سے نہیں ہے"۔ انسپکٹر جمشید فوراً بول اٹھے۔

"کیا مطلب.... اسے کیا ہوا؟"

"آپ اس کی بات چھوڑیں.... اپنی بات کریں.... آپ کہاں پیدا ہوئے تھے؟"

"کیا مطلب.... یہ آپ کیسی باتیں پوچھ رہے ہیں"۔

"انسپکٹر کامران مرزا.... آپ اپنا کام شروع کر دیں"۔

"ٹھیک ہے"۔ انہوں نے کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔

"کیا۔کیا.... انسپکٹر کامران مرزا"۔ وہ دھک سے رہ گئے۔

"ہاں.... یہ انسپکٹر کامران مرزا ہیں.... یہ ان کے بچے آفتاب، آصف اور فرحت ہیں.... اور ادھر یہ میرے بچے، محمود، فاروق اور فرزانہ ہیں.... باقی رہ گئے یہ.... یہ شوکی برادرز ہیں.... اور یہ ہمارے دوست ہیں، خان رحمان، منور علی خان اور یہ نئے دوست ٹی ٹی.... میرا مطلب ہے ٹی ایس ایم ہیں.... یہ مکمل تعارف ہو گیا.... آپ زیادہ بنیں نہیں.... آپ ہم سب کو بہت اچھی جانتے ہیں اور آپ ہی نے الطاف تابانی اور اس کی بیوی کو قتل کیا ہے"۔

"کیا!!!" وہ بری طرح اچھلا.... اس کی آنکھیں مارے خوف کے پھیلتی چلی گئیں۔

اتنے میں انسپکٹر کامران مرزا، آفتاب، آصف اور فرحت اٹھ کر کمرے سے نکل گئے۔

"یہ کہاں جا رہے ہیں؟"

"آپ کے گھر کے باقی افراد کو قابو کرنے اور گھر کی تلاشی لینے"۔

"آپ ہوش میں تو ہیں.... تلاشی کے وارنٹ کے بغیر آپ کس طرح تلاشی لے سکتے ہیں اور پھر کیا خبر.... جو چیز آپ یہاں سے برآمد کرنے کے چکر میں ہیں.... وہ اپنی جیبوں میں رکھ کر لائے ہوں"۔

"ہم جو چیز برآمد کریں گے.... وہ ہماری جیبوں سے نکل ہی نہیں سکتی.... کیونکہ اس کا تعلق صرف اور صرف آپ سے اور آپ کے گھر

تے ہے.... وہ اگر برآمد ہو سکتی ہے تو آپ کے گھر سے اور کہیں وہ ہو بھی نہیں سکتی"۔

"اور وہ کیا چیز ہے.... آلہ قتل"۔ اس نے فوراً کہا۔

"ارے نہیں.... ہم آلہ قتل کو اتنی اہمیت نہیں دیتے.... اگر ہم اس سے بھی خوفناک چیز برآمد کر لیں تو پھر آلہ قتل کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے"۔

"اور وہ کیا چیز ہے؟"

"آپ کے غیر ملکی جاسوس ہونے کا ثبوت"۔

"کیا کہا"۔ وہ اور بھی بری طرح اچھلا.... اب تو اس کا رنگ اڑ گیا۔

"اب آپ کے لیے بہتر یہ ہے کہ پوری کہانی فرفر سنا دیں"۔

"کیسی کہانی؟"

"کیوں آپ نے الطاف تابانی اور اس کی بیوی کو قتل کیا"۔

"میں نے ایسا کوئی جرم نہیں کیا"۔ یہ کہہ کر وہ لگا اٹھنے۔

"اور آپ کہاں چلے؟"

"میں.... ذرا ایک فون کروں گا.... آپ ضرور میرے خلاف کوئی جال بچھا کر آئے ہیں.... لہٰذا میں اپنے وکیل کی ضرورت شدت سے محسوس کر رہا ہوں"۔

"آپ وکیل کا فون نمبر بتا دیں.... میں ابھی اسے یہاں بلا لیتا

ہوں.... وکیل کی خدمات حاصل کرنا آپ کا حق ہے.... اور آپ فکر نہ کریں.... آپ کے ساتھ کوئی غیر قانونی حرکت نہیں کی جائے گی.... جو کام ہو گا.... قانون کے مطابق ہو گا.... غیر قانونی کام ہم ان کے خلاف کرتے ہیں.... جو کسی طرح عدالتوں سے مجرم ثابت نہیں ہوتے.... جو ثابت ہو سکتے ہیں.... انہیں پولیس مقابلوں میں مروانے کی کیا ضرورت ہے"۔

"پتا نہیں.... آپ کیا کہہ رہے ہیں.... میری سمجھ میں تو آپ کا ایک لفظ بھی نہیں آیا"۔

"آ جائے گا.... فکر نہ کریں.... ہماری ایک ایک بات آپ کی سمجھ میں جب تک نہیں آ جائے گی.... اس وقت تک ہم آپ کو گرفتار نہیں کریں گے.... یہ ہمارا وعدہ ہے.... اب آپ الطاف تابانی کے بارے میں بتائیں.... اسے آپ نے پالا.... بڑے ہونے پر آپ نے اسے ملازمت دلوا دی"۔

"آپ بھول رہے ہیں.... پہلے آپ میرے وکیل کو بلائیں"۔

"اوہ ہاں.... واقعی.... خیر.... نمبر بتائیں"۔

"اس نے نمبر بتا دیے.... انسپکٹر جمشید نے ایک نمبر ڈائل کیا.... وہ نمبر بتاتے ہوئے بولے۔

"ذرا جلدی سے بتا دیں.... یہ نمبر کس کے ہیں"۔

"وزیر داخلہ کے نمبر ہیں سر.... ان کے ذاتی نمبر"۔

"اوہ.... اچھا شکریہ"۔ یہ کہہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔

"جناب! یہ نمبر تو وزیر داخلہ کے نمبر ہیں.... آپ وکیل کے نمبر بتائیں"۔

اب اس نے ایک اور نمبر بتایا.... انہوں نے پہلے اس نمبر کی بھی تصدیق کی اور جب وہ نمبر واقعی ایک وکیل کا ثابت ہو گیا تو وہ ڈائل کیا، سلسلہ ملنے پر بولے۔

"آپ خادم بجرانی بول رہے ہیں"۔

"جی ہاں.... بالکل"۔

"دوسری طرف سے ایک دھماکے کی آواز سنائی دی.... پھر ایک چیخ گونجی۔

○☆○

21

کان میں

"لو جی.... آپ کے وکیل تو گئے"۔

"جی.... کیا مطلب.... وکیل گئے.... کہاں گئے"۔ اس نے بوکھلا کر کہا۔

"دوسری دنیا میں.... ابھی فون پر انہوں نے صرف اتنا کہا تھا.... جی ہاں بالکل.... عین اس وقت ادھر ایک دھماکا ہوا اور پھر ان کی چیخ سنائی دی.... مطلب یہ کہ آپ کے مددگار کو بھی قتل کر دیا گیا ہے.... تاکہ ہم اپنی تفتیش آگے نہ بڑھا سکیں.... اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آپ ہمارے لیے بیکار ہیں"۔

"جی.... کیا مطلب؟"

"یار ہر بات تم اچھی طرح سمجھ رہے ہو اور پھر بھی ہر بات پر کیا مطلب، کیا مطلب کہہ رہے ہو.... اب اس ایکٹنگ کو ختم کرو.... سیدھی سی بات ہے.... تم **شارجستان** کے ایجنٹ ہو.... الطاف تابانی بھی **شارجستان** کا ایجنٹ تھا.... اسے تم نے، اپنی سفارش سے آثار قدیمہ میں ملازم کروا دیا تھا.... تاکہ وہ وہاں رہ کر ہمارے ملک کے راز

شاہجستان پہنچاتا رہے اور آپ یہاں رہ کر.... وہ وکیل بھی تم لوگوں کے ساتھ تھا.... جو ابھی ابھی مارا گیا ہے.... مطلب یہ کہ ہم آگے سراغ نہ لگا سکیں.... شاید وہ وکیل زیادہ اہم آدمی تھا اور بہت کچھ ہمیں بتا سکتا تھا.... لیکن اصل گروہ نے سوچا.... کہ اگر ہماری ملاقات وکیل سے ہو گئی ہے تو پھر معاملہ خراب ہو جائے گا.... چنانچہ اس نے اس کا کام تمام کر دیا.... اب تو آپ ساری باتیں سمجھ گئے ہیں.... اب تو نہیں کہیں گے.... کیا مطلب"۔ انسپکٹر جمشید نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"کیا مطلب؟" اس نے بے ساختہ کہا۔

اور وہ مسکرانے لگے.... آخر انسپکٹر کامران مرزا اندر داخل ہوئے.... ان کے ہاتھ میں کاغذات تھے۔

"ثبوت مکمل ہو گیا.... اس گھرانے کے غیر ملکی ایجنٹ ہونے میں اب ایک فیصد بھی شک نہیں رہا"۔

"چلیے چھٹی ہو گئی.... لیکن افسوس.... یہ ہمیں کوئی کام کی بات نہیں بتا سکتا"۔

"کیوں؟" وہ بولے۔

انہیں وکیل کے بارے میں بتایا گیا.... سن کر انہوں نے بھی سر ہلا دیا۔

"اس قلعے کے بارے میں کیا کہتے ہو؟"

"کک.... کون سے قلعے کے بارے میں"۔ اس نے بھنا کر کہا۔

"ہاں جیسے جانتے نہیں.... شمالی جنگل میں جو قلعہ ہے.... اس کے بارے میں تمہیں الطاف تابانی نے کبھی نہیں بتایا"۔

"بتایا تھا"۔

"اوہو اچھا.... تو پھر اس کا مطلب ہے.... تم نے بھی اپنے ملک سے غداری کی ہے"۔

"جی.... کیا مطلب"۔ اس بار محمود، فاروق وغیرہ ایک ساتھ بولے تھے۔

"ہاں! یہ کہانی بہت گہری ہے.... الطاف تابانی کو جب سے اس قلعے کے بارے میں سن گن لگی.... یعنی آثار قدیمہ کی کتب کا مطالعہ کرنے سے تب اس نے اس قلعے کا جائزہ لینے کا پروگرام بنایا.... اس وقت اس نے شاکر نیاز کو بتا کر اس معاملے میں شریک کر لیا.... پھر انہوں نے ان کاغذات کو ترتیب دیا.... اور سوچا.... اگر وہ خزانے کی اطلاع اپنے ملک کو دیں گے تو انہیں شاباش اور تھوڑے بہت انعام کے علاوہ کچھ نہیں ملے گا.... لیکن اگر وہ ان کاغذات کا سودا کسی دوسرے ملک سے کرتے ہیں.... تو اس کے انہیں بہت اچھے پیسے ملیں گے.... چنانچہ یہی ہوا.... ان لوگوں نے انشارجہ کے مقامی ایجنٹ سے بات کی.... ان کا آپس میں پہلے بھی تعاون چلا آ رہا ہو گا.... انشارجہ کے ایجنٹ نے یہ بات اپنے ملک کے ذمے دار لوگوں سے کی.... وہ فوراً یہاں آ گئے.... انہوں نے تابانی سے ملاقات کی.... قلعے کے کاغذات دیکھنے کی خواہش

کی.... لیکن کاغذ وہ انہیں اس وقت تک نہیں دے سکتا تھا جب تک کہ معاوضہ نہ مل جاتا.... چنانچہ پہلے اس نے قیمت وصول کی.... پھر کاغذات ان کے حوالے کیے.... اس طرح یہ معاملہ انشارجہ کی گود میں چلا گیا.... اب انہوں نے اس خزانے کو حاصل کرنے کی کوششیں شروع کیں.... سرتوڑ کوشش کے باوجود وہ خزانے کا راستا تلاش کرنے میں کامیاب نہ ہو سکے.... کئی سال تک وہ کوشش کرتے رہے.... لیکن کام نہ بنا.... آخر انہوں نے وہ خزانہ ہمارے ذریعے تلاش کرانے کا پروگرام بنایا"۔

"کیا کہا.... آپ نے"۔ محمود دھک سے رہ گیا۔

"ہاں! انہوں نے منصوبہ بنایا کہ جیسے بھی ہو.... پاک لینڈ کے سراغرسانوں کے ذریعے اس خزانے کو حاصل کریں گے.... اس طرح اس منصوبے میں ہم شامل کیے گئے"۔

"لیکن کیسے .... ان روحوں کو آپ کس خانے میں فٹ کریں گے"۔

"اصل مسئلہ خزانے کا ہے"۔ انسپکٹر جمشید۔

"وہی ہم کہ رہے ہیں.... روحوں کو آپ کس خانے میں فٹ کریں گے"۔

"وہ ہم کرلیں گے.... لیکن اصل مسئلہ خزانے کا ہے"۔

"خزانہ تو وہاں تھا ہی نہیں.... نہ خزانہ وہاں سے نکالا گیا"۔

"اس میں غور کرنے کے قابل باتیں ہیں.... تم ان پر غور کر سکتے ہو"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے مسکرا کر کہا۔

"آپ کیا کہنا چاہتے ہیں"۔

"ایک منٹ.... مسٹر شاکر نیاز.... آپ صرف اتنا بتا دیں کہ آپ نے انشارجہ کے کس آدمی سے بات کی تھی"۔

"مم.... میں.... نن نہیں.... نہیں"۔ وہ حد درجے خوف زدہ ہو گیا۔

اسے اس حد تک خوف میں مبتلا دیکھ کر وہ حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

"جلدی بتاؤ.... ورنہ پھر ہم تمہیں شکنجے میں کس دیں گے.... وہاں تم فر فر بولو گے"۔

"مم.... میں یہ بات نہیں بتا سکتا.... کہ ہم نے انشارجہ کے کس آدمی سے اس بارے میں یہ بات چیت کی تھی"۔

"تو پھر کیا بتا سکتے ہو؟"

"بس اتنا ہی بتا سکتا ہوں.... جو بتا چکا ہوں"۔

"تب تمہیں کمرۂ امتحان تک لے جانا ہو گا"۔

"وہ مجھے وہاں تک نہیں پہنچنے دیں گے.... راستے میں ہی ختم کر دیں گے"۔ اس نے خوف زدہ آواز میں کہا۔

"کون ختم کر دیں گے؟"

"وہ.... جنہیں میں نے قلعے کا راز فروخت کیا تھا.... وہ انشارجہ کے لوگ نہیں تھے"۔

"کیا کہا.... انشارجہ کے لوگ نہیں تھے"۔

"ہاں! انشارجہ والے اس راز کی اتنی قیمت نہیں دے سکتے تھے"۔

"تب پھر.... تم نے راز کن کے حوالے کیا تھا؟"

"بنگال کا ایک محکمہ ہے.... جاف.... اس نے ہمیں بہت بھاری قیمت دی تھی.... لیکن ان لوگوں نے یہ بات واضح کر دی تھی کہ اگر راز کسی اور کو بتایا تو پھر وہ ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے.... اور یہ آپ جانتے ہی ہوں گے کہ جاف کے لوگ کس قدر خطرناک ہیں"۔

"ہاں.... جانتے ہیں.... ہمارا ان سے واسطہ پڑ چکا ہے" انسپکٹر جمشید بولے۔

"ہم نے یہ راز جاف کو فروخت کیا.... اس کے بعد انہوں نے خزانہ حاصل کرنے کے سلسلے میں کیا کچھ کوششیں کیں.... یہ ہمیں نہیں معلوم"۔

"یوں تو مزا نہیں آئے گا"۔

"کیا مطلب.... مزا نہیں آئے گا"۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں.... اس وکیل کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہے....

جس سے کچھ معلوم ہونے کی امید تھی.... اس کے گھر میں دھماکے کا مطلب ہے.... وہاں سب کچھ تباہ ہو گیا ہے.... اور اب شاید ہی وہاں سے کسی قسم کا ثبوت ملے.... اچھا یہ بتاؤ.... تم نے جاف سے رابطہ کس طرح کیا تھا؟"

"وکیل کے ذریعے"۔ وہ بولا۔

"تمہارا مطلب ہے.... وکیل نے ہی جاف کے آدمیوں سے تمہاری ملاقات کرائی تھی"۔

"ہاں! یہی بات ہے"۔

"گویا ہماری کوئی اس سلسلے میں مدد کر سکتا تھا.... تو وہ تھا وکیل"۔

"ہاں جناب یہی بات ہے"۔

انسپکٹر جمشید نے اکرام کو فون کیا.... اسے شاکر نیاز کے بارے میں ہدایات دیں.... پھر ساتھ میں وکیل خادم بجرانی کے گھر کا پتا بھی بتایا.... تاکہ وہ اپنے ماتحتوں کو ادھر بھی بھیج سکے۔

"اوہ ہاں اکرام.... خادم بجرانی کے گھر میں اگر ملبہ ہٹانے سے کچھ کام کی چیزیں ملنے کا امکان ہو تو مجھے خبر کرنا اور ان چیزوں کو ضرور نکلوانا"۔

"او کے.... لیکن سر.... یہ معاملہ تو تھا اس قلعے کا.... آپ کس طرف نکل آئے"۔

"یہ اسی قسم کا معاملہ ہے.... ہم ادھر سے ادھر نہیں ہٹے"۔

"سب سے بڑا سوال تو یہ ہے کہ خزانہ کہاں گیا.... نہ تو خزانہ کسی کو نظر آیا.... نہ کسی نے نکالنے کی کوشش کی"۔ اکرام کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ہاں! یہ سب باتیں میری نظر میں ہیں.... تم فکر نہ کرو"۔ وہ مسکرائے۔

اور پھر انہوں نے ریسیور رکھ دیا.... تھوڑی دیر بعد اکرام وہاں پہنچ گیا.... انہوں نے شاکر نیاز اور اس کے گھر والوں کو اس کے حوالے کیا اور پھر وکیل کے ہاں پہنچے' وہ گھر اب ملبے کا ڈھیر بن چکا تھا۔

"یہاں اب ہم کچھ نہیں کر سکتے.... اکرام کے ماتحت دیکھ لیں گے.... کوئی چیز مل گئی تو ٹھیک.... ورنہ"۔

"ورنہ کیا؟"

"ورنہ یہ کہ.... ارے اس ورنہ کے بعد تو کچھ بجھائی نہیں دے رہا.... بھلا ہم کیا کریں گے فرزانہ"۔ انہوں نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"واقعی.... یہ تو.... ارے مم.... مگر نہیں"۔ فرزانہ زور سے اچھلی۔

"سوجھ گئی.... اسے کوئی بات.... پتا نہیں.... دماغ ہے یا کیا.... اس کے پاس"۔

"ہم نے شاکر نیاز سے جاف کے کارکنوں کا حلیہ نہیں پوچھا.... یہ بہت ضروری تھا"۔

"اوہ.... بھول ہو گئی.... ادھر جاف کے آدمی ہو سکتا ہے.... شاکر نیاز کو بھی ٹھکانے لگا دیں.... ہم نے انہیں اکرام کے حوالے کر کے غلطی کی.... دوڑو"۔

خان رحمان کی گاڑی آندھی اور طوفان کی طرح دوڑ پڑی.... اور وہ بہت جلد دفتر پہنچ گئے.... اکرام کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر وہ بھی پرسکون ہو گئے۔

"اس کا مطلب ہے.... کوئی گڑبڑ نہیں ہوئی"۔ وہ بولے۔

"کیسی گڑبڑ سر؟" اکرام نے حیران ہو کر پوچھا۔

"راستے میں شاکر نیاز اور اس کے گھر والوں پر حملہ کرنے کی کوشش تو نہیں کی گئی؟"

"جی نہیں.... وہ یہاں حوالات میں پہنچا دیے گئے ہیں"۔

"بہت خوب.... آئیں پھر"۔

شاکر نیز نے انہیں دیکھ کر حیرت زدہ انداز میں پلکیں جھپکائیں۔

"کیا کوئی بات رہ گئی ہے"۔

"پہلی بات تو یہ کہ آپ کو مبارک ہو.... آپ یہاں خیریت سے پہنچ گئے"۔

"یا فرز پڑتا ہے.... اب آپ کی عدالت کون سا موت کی سزا

سے کم سزا سنائے گی"۔

"آپ ایک ملک کی جڑیں کاٹتے رہے ہیں.... اس ملک کا قانون آپ کو موت کی سزا نہیں سنائے گا تو اور کیا کرے گا"۔

"بس تو پھر.... اس سے تو بہتر تھا کہ جاف کے آدمی ہمیں گولیوں سے اڑا دیتے.... قصہ تو ختم ہوتا.... اب موت کا انتظار کرنا پڑے گا.... اور آپ جانتے ہیں.... یہ کوئی آسان کام نہیں ہے"۔

"یہ آپ کو اس وقت سوچنا تھا.... جب یہ کام شروع کیا تھا"۔

"کام تو اپنے ملک کے لیے کر رہے تھے"۔

"تب پھر افسوس کیسا.... ہمارے ملک کے جاسوس بھی تو دوسرے ملکوں میں کام کر رہے ہیں.... اگر ان میں سے کوئی پکڑا جاتا ہے.... تو ہنس کر سزا سنتا ہے.... اور خوش ہو کر پھانسی پاتا ہے.... لیکن یہ صرف اس لیے کہ مسلمان اپنے اللہ کو راضی کرنے کی خاطر ہر کام کرتا ہے.... جب کہ غیر مسلم دنیا حاصل کرنے کے لیے ہر کام کرتا ہے"۔

"میں یہ بحث نہیں سن سکتا"۔ اس نے تلملا کر کہا۔

"اچھا.... جاف کے ان ارکان کے حلیے بتاؤ جن کے ہاتھوں تم نے راز فروخت کیا تھا؟"

"حلیے.... بھلا میں حلیے کس طرح بتا سکتا ہوں"۔ اس کے لہجے میں حیرت در آئی۔

"کیوں.... کیا بات ہے؟" آصف نے اسے گھورا۔

"میں نے ان کی اصلی شکلیں نہیں دیکھی تھیں.... اس لیے کہ میک اپ میں تھے اور انہوں نے یہ بات ظاہر بھی کر دی تھی"۔

"کیا بات ظاہر کر دی تھی"۔

"یہ کہ وہ میک اپ میں ہیں"۔

"یہ بات انہوں نے خود کہی تھی"۔

"ہاں بالکل"۔ اس نے فوراً کہا۔

"اچھی بات ہے.... وہ کتنے آدمی تھے"۔

"صرف دو.... ایک لمبا، دوسرا چھوٹے قد کا تھا"۔

"جس قدر حلیے بتا سکتے ہو.... بتاؤ.... میرا مطلب ہے، میک اپ کے باوجود بتاؤ"۔

"لمبے قد والے کا چہرہ لمبا.... بڑی بڑی مونچھیں.... سیاہ آنکھیں.... سنہری بال.... جب کہ چھوٹے قد والے کا چہرہ گول.... آنکھیں نیلی.... بال سیاہ.... جسم بھاری بھر کم.... لمبے قد والے کا جسم دبلا پتلا تھا"۔

"شکریہ.... ہم اسی سے کام چلانے کی کوشش کریں گے"۔

وہ ان معلومات کے ساتھ گھر آ گئے.... اور سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔

"ایسا لگتا ہے.... جیسے ہم یہ کیس حل نہیں کر سکیں گے"۔ انسپکٹر جمشید تھکے تھکے انداز میں بولے۔

"میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے"۔ فرحت کی آواز سنائی

دی۔

"چلو شکر ہے.... تم ہی بتا دو"۔ آصف بولا۔

"میں اپنا خیال صرف پروفیسر انکل کو بتا سکتی ہوں"۔ فرحت بولی۔

"یہ کیا بات ہو گئی"۔ پروفیسر فوراً بولے۔

"اگر انکل نے مذاق نہ اڑایا تو سب کو سنا دوں گی.... ورنہ ان سے بھی درخواست کروں گی کہ یہ بھی کسی کو نہ بتائیں"۔

"یہ کیا بات ہوئی"۔ پروفیسر داؤد نے منہ بنایا۔

"یہ بات اس طرح ہوئی کہ میرا خیال ہے.... میرا آئیڈیا سن کر آپ مجھ پر ہنسیں گے.... اگر میں نے صرف آپ کو بتایا تو بس آپ ہنس سکیں گے.... اور اگر سب کو بتایا تو پھر سب ہنسیں گے"۔

"چلو ہم وعدہ کر لیتے ہیں.... کوئی نہیں ہنسے گا"۔

"یہ نہیں ہو سکتا.... میرا خیال ہے.... سب ہنسیں گے"۔

"اچھا خیر.... تم صرف مجھے بتا دو.... کیا ہم الگ کمرے میں چلیں"۔

"ہاں انکل.... یہ ٹھیک رہے گا"۔ فرحت نے فوراً کہا۔

"فرحت.... ہمارے کان کاٹنے کی کوشش کر رہی ہے"۔ رفعت بولی۔

"نہیں تو.... میرے ہاتھوں میں قینچی نہیں ہے.... یہ دیکھ لیں

ہاتھ"۔ اس نے دونوں ہاتھ سامنے کر دیے۔

"آؤ فرحت.... تمہاری ترکیب سن ہی لوں.... ویسے مجھے حیرت اس بات پر ہے کہ تم مجھے کیوں ترکیب بتانا چاہتی ہو.... مطلب یہ کہ کسی اور کو کیوں نہیں بتا سکتی"۔

"اس لیے کہ اس ترکیب کا اور آپ کا چولی دامن کا ساتھ ہے"۔

"لو.... اور سنو.... اب ترکیب کا اور میرا چولی دامن کا ساتھ ہو گیا"۔

"آگے آگے دیکھیے گا.... کیا ہوتا ہے"۔

اور پروفیسر داؤد اور فرحت اٹھ کر الگ کمرے میں چلے گئے.... فرحت نے کمرے کا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

"ہاں! فرحت.... اب کہو"۔

"انکل! کیا آپ کو یقین ہے کہ ہماری باتیں کوئی نہیں سن سکے گا"۔

"خیال تو یہی ہے"۔ وہ مسکرائے۔

"پھر بھی انکل.... میں آپ کے کان میں بات کرنا پسند کروں گی"۔

"یہ رہا میرا کان"۔ پروفیسر داؤد نے جھلا کر کہا۔

فرحت نے مسکراتے ہوئے اپنا منہ ان کے کان سے لگا دیا.... وہ

جلدی جلدی روانی کے عالم میں کہتی چلی گئی.... پھر جونہی اس نے بات ختم کی.... پروفیسر داؤد زور سے اچھلے۔

"کک.... کیا.... نن.... نہیں"۔ پروفیسر چلائے اور پھر فوراً پہلے کمرے میں آ گئے.... مارے حیرت کے ان کا برا حال تھا"۔

○☆○

یہ دیکھو

پروفیسر داؤد کی آنکھوں میں اس قدر حیرت دیکھ کر سب بہت حیران ہوئے.... ادھر فرحت بھی کم حیران نہیں تھی۔

"یہ.... یہ کیا انکل.... آپ مجھ پر ہنسے نہیں"۔

"نن.... نہیں.... نہیں ہنس سکتا"۔ وہ کھوئے کھوئے انداز میں بولے۔

"کیا فرمایا.... نہیں ہنس سکتا"۔ فرزانہ بوکھلا اٹھی۔

"ہاں! نہیں ہنس سکتا.... فرحت کا خیال ایسا حیرت انگیز ہے کہ اس پر ہنسی آ ہی نہیں سکتی"۔

"تو پھر کیا آ سکتا ہے.... جو آ سکتا ہے.... وہ کیے لیتے ہیں.... رونا آ سکتا ہے کیا"۔ فاروق مسکرایا۔

"نن نہیں.... رونا بھی نہیں آ سکتا"۔

"انکل آپ تو ہمیں حیران کیے دے رہے ہیں"۔ محمود کی آواز سنائی دی۔

"میں اور کر بھی کیا سکتا ہوں"۔ انہوں نے فوراً جواب دیا۔

"ہائیں ہائیں انکل.... آپ کو ہو کیا گیا ہے.... آپ تو آج ہم سب کو پیچھے چھوڑے دے رہے ہیں"۔ آصف کی تیز آواز گونجی۔

"میرا خیال ہے.... آپ مذاق کے موڈ میں ہیں.... اور ابھی قہقہہ مار کر ہنسیں گے"۔ خان رحمان بولے۔

"بالکل نہیں.... میں سو فیصد سنجیدہ ہوں اور ایک ہزار فیصد رنجیدہ ہوں"۔

"یہ کیا بات ہوئی.... ایک ہزار فیصد رنجیدہ ہیں.... آپ کو رنجیدہ ہونے کی ایسی کیا خاص ضرور پیش آ گئی.... اور اگر آپ فرحت کی بات سن کر رنجیدہ ہوئے ہیں تو میں فرحت کے ابھی کان پکڑ لیتا ہوں.... اور اس وقت تک کان نہیں چھوڑوں گا جب تک یہ اپنے الفاظ واپس نہیں لے لیتی اور آپ سے معافی نہیں مانگ لیتی"۔

"میں کان پکڑوانے سے بھی پہلے معافی مانگ لیتی ہوں.... انکل جی مجھے معاف کر دیں"۔ فرحت نے ہاتھ جوڑے۔

"نن نہیں.... فرحت.... تمہیں تو شاباش ملنی چاہیے"۔

"اچھا کمال ہے.... تو پھر لائیے شاباش"۔

"اب شاباش کیا انہیں بازار سے جا کر لانا پڑے گی"۔ رفعت بوکھلا کر بولی۔

"میرا خیال ہے.... سب لوگوں کو فرحت کو شاباش دینی چاہیے"۔

"چلو بھئی.... دو شاباش"۔ آصف مسکرایا۔

"فرحت شاباش.... شاباش فرحت"۔

"لیکن کس بات پر.... ابھی تک آپ نے یہ تو بتایا ہی نہیں"۔ منور علی خان الجھن کے عالم میں بولے۔

"فرحت نے جو خیال دلایا ہے.... اس کی بنیاد پر شاباش ملنی چاہیے اسے.... پہلے میں تم سب کو اس کا خیال سنا دوں"۔

"ضرور.... کیوں نہیں"۔ سب نے ایک ساتھ کہا۔

اور پھر پروفیسر داؤد نے فرحت کا خیال انہیں سنا دیا.... ان سب کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے.... آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں.... وہ ساکت ہو گئے.... کاٹو تو بدن میں لہو نہیں.... آخر انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دی۔

"حیرت ہے.... کمال ہے.... افسوس ہے"۔

"حیرت اور کمال تو چلئے ٹھیک ہے انکل.... لیکن اس میں افسوس کہاں سے آ کودا"۔ ٹی ایس ایم نے حیران ہو کر کہا۔

"بس اس افسوس میں یہی بات بری ہے.... بات بے بات آ کودتا ہے"۔ فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"افسوس اس بات پر ہے کہ یہ بات مجھے کیوں نہیں سوجھی"۔

"انکل.... اب آپ مجھے شرمندہ تو نہ کریں"۔ فرحت نے واقعی شرما کر کہا۔

"ہاں! یہ بھی ٹھیک ہے... اچھا تو پروفیسر صاحب... اب ہم کیا کر سکتے ہیں"۔

"صبر"۔ آفتاب نے فوراً کہا۔

"میں نے تم سے نہیں پوچھا"۔ انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا۔

"اوہ اچھا... چلئے انکل آپ بتائیں... آپ کیا کہتے ہیں"۔

"ہمیں بیگال جانا ہو گا... ورنہ بات نہیں بنے گی... اور اس سے پہلے یہاں اپنا کام پورا کرنا ہو گا... وہ کام صرف اور صرف میرا ہو گا... تم لوگ اس دوران مکمل طور پر آرام کرو گے"۔

"شکریہ... بہت بہت... بہت دن ہو گئے مکمل آرام کیے ہوئے"۔ فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"تمہیں تو ہر وقت آرام کی پڑی رہتی ہے"۔ آفتاب نے جل کر کہا۔

"میرے منہ لگنا... ورنہ منہ کی کھاؤ گے اور اپنا سا منہ لے کر رہ جاؤ گے"۔ فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"دیکھ لیا انکل... ایک جملے میں تین محاورے گھسیٹ دیے اٹھا کر"۔

"دیکھا نہیں... سن لیا ہے"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"جملہ خوبصورت تھا"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے تعریف کی۔

"اچھا تو پھر تم باتیں کرو... میں بیگال پہنچنے کا انتظام کرتا ہوں"۔

پروفیسر داؤد نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ انکل... آپ بہت اچھے ہیں"۔ محمود نے خوش ہو کر کہا اور پروفیسر داؤد مسکرا دیے... پھر وہ اپنی کار میں بیٹھ کر چلے گئے۔

پروفیسر داؤد نے اپنا کام مکمل کرنے میں پورا ایک ہفتہ صرف کر ڈالا... وہ انتظار کرتے کرتے تنگ آ گئے... جب ایک ہفتہ ختم ہونے پر بھی ان کی طرف سے کوئی پیغام نہ ملا تو وہ تنگ آ گئے اور سب ان کی تجربہ گاہ جا دھمکے۔

"آخر آپ کا کام کب مکمل ہو گا انکل... ہم تو سوکھ گئے انتظار کرتے کرتے"۔

"بس... سمجھ لو... مکمل ہو گیا... چند گھنٹے کا کام باقی ہے... میں آج تم لوگوں کو فون کرنے ہی والا تھا"۔

"چلئے شکر ہے... چند گھنٹے کا انتظار اور سہی"۔

چند گھنٹوں بعد انہوں نے اعلان کیا۔

"میرا کام مکمل ہو چکا ہے... اور اب ہم سب بیگال جانے کے لیے بالکل تیار ہیں"۔

"واہ... بہت مزہ آئے گا... اس سفر کا... سفر ہو تو اس جیسا... آج کے زمانے میں تو سفر بس اسی طرح کرنا چاہیے... ایکسیڈنٹ کا خطرہ، نہ وقت کا نقصان... مز آگیا"۔ خان رحمان نے پرجوش انداز میں کہا۔

اور پھر وہ صرف ایک گھنٹے بعد سب کے سب بنگال کی سرزمین پر تھے.... اور تھے بھی بنگالیوں کے روپ میں.... میک آپ پر انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا نے بہت محنت کی تھی.... بنگال کی سرزمین پر جس جگہ وہ اترے تھے.... وہ ایک سادہ سا گھر تھا.... اس گھر کے افراد بظاہر بنگالی تھے.... لیکن دراصل مسلمان تھے اور انسپکٹر جمشید کی خفیہ فورس کے افراد تھے.... وہ پورا گھرانا یہاں ایک مدت سے رہ رہا تھا اور بنگالیوں کو آج تک یہ پتا نہیں چل سکا تھا کہ یہ گھرانا دراصل مسلمان گھرانا ہے اور ان کی جاسوسی کرتا ہے.... گھرانے کے انچارج کا نام شرجیل تھا.... دو اس کے بیٹے تھے.... اور ایک بیوی.... بیٹوں کے نام راحیل اور سہیل تھے.... جب کہ بیوی کا نام رضیہ تھا.... لیکن یہاں ان کے نام اور تھے.... بنگالیوں جیسے نام.... شرجیل یہاں کے ایک دفتر میں ملازم تھا.... وہ اپنی سراغرسانی کا کام بہت غیر محسوس طور پر اور بہت زیادہ احتیاط سے کر رہا تھا.... آج تک اس پر کسی کو کوئی شک نہیں ہو پایا تھا.... اس کے گھر پر جب وہ اترے تو بھی انہوں نے بہت احتیاط کی۔

"ہاں تو شرجیل.... معلومات کیا ہیں؟"

"خزانے کے بارے میں کچھ پتا نہیں چل سکا سر۔"

"کوئی پروا نہیں.... جاف کے دفاتر یہاں کہاں کہاں ہیں.... اور ہیڈ آفس کہاں ہے.... بس اتنا بتا دیں.... اس کے بعد ہم دیکھ لیں گے۔"

"سر.... ہیڈکوارٹر یہیں ہے.... باقی شہروں میں ذیلی دفاتر ہیں.... اصل کام یہیں سے شروع ہوتا ہے.... دوسرے دفاتر کو تو بس ہدایات بھیج دی جاتی ہیں.... مطلب یہ کہ منصوبہ بندی اور احکامات یہاں ترتیب پاتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے.... نقشہ پھیلاؤ.... اور ہمیں بتاؤ.... دفتر کہاں ہیں.... ہم پورے شہر کی سڑکوں کو ذہن نشین کر لینا چاہتے ہیں۔"

"بہت بہتر سر۔"

شرجیل نقشہ لے آیا.... اسے بڑی میز پر پھیلا دیا گیا.... سرخ پنسل سے شرجیل نشان لگا لگا کر انہیں تمام راستے اور سڑکیں سمجھانے لگا.... اس کام میں بھی ایک گھنٹا صرف ہوا.... اس کے بعد انسپکٹر جمشید بولے۔

"اب تم ہم سے سوالات کرو.... اگر ہم تمام سڑکوں کو سمجھ گئے ہیں تو پھر ہم آپ کے ہر سوال کا جواب دے سکیں گے۔"

"اچھی بات ہے سر۔"

اس کے بعد شرجیل نے سوالات شروع کیے.... وہ فرفر جواب دیتے رہے.... اس پر شرجیل بھی حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکا.... اور بولا۔

"کمال ہے سر.... یہ تو ایسا لگتا ہے.... جیسے آپ سب نے یہ تمام سڑکیں دیکھی بھالی ہیں۔"

"شکریہ.... اس کا مطلب ہے.... اب ہم ان سڑکوں پر کام کر

سکیں گے.... ہم آج رات ہی جاف کے ہیڈکوارٹر کی سیر کریں گے"۔

"یہ ایک انتہائی خطرناک کام ہو گا"۔

"لیکن.... جاف کے ارکان ہم پر ہنس رہے ہوں گے.... یہ سوچ سوچ کر میرا خون کھول رہا ہے.... اور میں وہاں کی سیر کر کے رہوں گا"۔ انسپکٹر جمشید نے سرد آواز میں کہا۔

شرجیل کانپ گیا' اس وقت انسپکٹر جمشید حد درجے خوفناک لگے.... جب کہ عام حالات میں ان سے زیادہ نرم مزاج اسے آج تک کوئی محسوس نہیں ہوا تھا۔

"لیکن سر.... معاف کیجئے گا.... ان کے حفاظتی انتظامات اس قدر زیادہ ہیں کہ آپ سوچ بھی نہیں سکتے.... اور یہ تمام حفاظتی انتظامات.... سائنسی آلات کے ذریعے کیے گئے ہیں.... کوئی اجنبی ہیڈکوارٹر میں داخل ہو جائے' ہو ہی نہیں سکتا"۔

"اور ہمارے ساتھ بھی پروفیسر داؤد ہیں.... سائنسی آلات کو ان سے زیادہ کون سمجھے گا"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے شوخ انداز میں مسکرائے۔

"اس کے باوجود میں یہ مشورہ دوں گا کہ آپ سب ایک ساتھ وہاں نہ جائیں.... پہلے صرف دو یا تین افراد جائیں"۔

"اچھا خیر.... تمہاری بات ہم مان لیتے ہیں"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"تب پھر آپ مجھے جانے ہیں.... میں فاروق' آفتاب اور شوکی کو لے جانا پسند کروں گا"۔ انسپکٹر کامران مرزا جلدی جلدی بولے۔

"اس پسندیدگی کی وجہ؟" آصف نے برا سا منہ بنایا۔

"کوئی خاص وجہ نہیں"۔ وہ بولے۔

"لیکن پروفیسر داؤد کے بغیر آپ کیسے آگے بڑھیں گے"۔ شرجیل نے فوراً کہا۔

"اوہ ہاں.... ٹھیک ہے.... پروفیسر صاحب بھی ساتھ جائیں گے"۔

"میں اس میں تھوڑا سا اضافہ کروں گا"۔ شرجیل نے کہا۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکے۔

"آپ میرے بیٹے.... راحیل کو ضرور ساتھ لے جائیں.... اس نے ایک بار اس ہیڈکوارٹر کو اندر سے دیکھا ہے"۔

"وہ کیسے؟" انسپکٹر جمشید چونکے۔

"وہ ایسے کہ.... ہیڈکوارٹر میں کوئی تقریب تھی.... جس کمپنی کو انتظامات سونپے گئے تھے.... اس کمپنی میں اس نے بطور مزدور شرکت کی تھی.... اور سامان اندر لے جانے کے سلسلے میں اسے کئی بار اندر جانا پڑا تھا"۔

"بہت خوب! ہم راحیل کو ضرور ساتھ لے جائیں گے.... لیکن اس سے پہلے اس کے چہرے پر بھی میک آپ کیا جائے گا.... ورنہ کوئی

اسے پہچان سکتا ہے اور اس صورت میں جاف کے لیے اس گھر کا سراغ لگانا بائیں ہاتھ کا کام ہو گا"۔

"آپ نے بالکل ٹھیک کہا"۔ شرجیل نے فوراً کہا۔

"تب پھر انسپکٹر کامران مرزا... آپ ذرا اس کے چہرے پر میک اپ کر دیں"۔ پروفیسر بولے۔

وہ اس کام میں مصروف ہو گئے... رات کے ٹھیک دو بجے یہ پارٹی جاف کے ہیڈکوارٹر کی طرف روانہ ہوئی... انہوں نے گلیوں کا راستا اختیار کیا تھا... اور پیدل سفر کر رہے تھے... اس وقت گاڑی میں سفر کرنا ان کے لیے ممکن نہیں تھا... گاڑی کو ہر چوراہے پر روکا جاتا... اور ان کی چیکنگ کی جاتی... جب کہ ان کے پاس اپنی شناخت کے لیے جو کاغذات تھے... وہ بالکل جعلی تھے... اور ان کو کمپیوٹر میں فوری طور پر چیک کیا جا سکتا تھا... اس صورت میں ان کی گرفتاری لازمی تھی... پیدل راستا بہت لمبا تھا... لیکن وہ اس کے سوا کر بھی کیا سکتے تھے کہ اس لمبے راستے کو پیدل چلتے ہوئے طے کرتے۔

"اب یہاں سے ہمیں سڑک پار کرنا پڑے گی... کیونکہ سامنے والی گلی میں جانا ہے... اور جب تک سامنے والی گلی میں نہیں چلے جاتے... ہیڈکوارٹر تک نہیں پہنچ سکیں گے"۔ راحیل نے سرگوشی کی۔

"کوئی بات نہیں... کر لیتے ہیں سڑک پار"۔

"سڑک کے دائیں طرف چوراہا ہے... اور بائیں طرف بھی

چوراہا ہے... دونوں چوراہوں پر پولیس موجود ہوتی ہے... اگر ان میں سے کسی کی نظر ہم پر پڑ گئی تو ہم گئے کام سے"۔ راحیل بولا۔

"اچھی بات ہے... تب ہم سڑک سینے کے بل رینگ کر پار کریں گے"۔ انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

وہ نیچے لیٹ گئے اور سڑک کی طرف بڑھنے لگے۔

"ایک منٹ... جب ہم رینگ رہے ہوں گے... اس وقت اگر کوئی گاڑی آ گئی تو؟" راحیل نے پریشان آواز منہ سے نکالی۔

"ارے باپ رے"۔ شوکی کانپ گیا۔

"بھئی کچھ نہیں ہو گا... پہلے ایک آدمی سڑک پار کرے گا... باقی لوگ اس طرف ٹھہریں گے... سڑک پار کرنے سے پہلے دائیں بائیں دیکھ لیا جائے گا... ظاہر ہے... دونوں طرف اتنا فاصلہ تو ہو گا ہی کہ گاڑی نزدیک آنے تک سڑک پار ہو جائے اور اگر کوئی مسئلہ پیش آ گیا... تو دوڑ کر سڑک پار کر سکتے ہیں"۔

"لیکن اس طرح دیکھ لیے جائیں گے"۔ راحیل نے کہا۔

"تو کیا ہوا... تم نے سنا نہیں... جب اوکھلی میں سر دیا تو موسلوں کا کیا ڈر"۔ انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"اوہ ہاں سر"۔ اس نے فوراً کہا۔

سب سے پہلے فاروق کو سڑک پار کرنے کے لیے کہا گیا... اس نے اللہ کا نام لیا اور سینے کے بل لیٹ گیا... دوسرے ہی لمحے وہ سڑک

پر تھا.... دائیں بائیں وہ پہلے ہی دیکھ چکا تھا.... دور دور تک کوئی گاڑی نہیں تھی.... یوں بھی رات کے دو بج چکے تھے.... ایسے میں ٹریفک نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے.... فاروق بخیر و خوبی سڑک پار کر گیا.... جب وہ گلی میں جا کر سیدھا کھڑا ہو گیا' اس وقت آفتاب نے سڑک پار کرنا شروع کی.... وہ بھی خیریت سے گزر گیا۔

"پروفیسر صاحب.... اب آپ جائیں"۔

"مم.... میں.... کیا مجھے بھی رینگ کر جانا ہو گا"۔ انہوں نے گھبرا کر کہا۔

"جی ہاں! یہ بہت ضروری ہے.... اس لیے کہ سیدھا جانے کی صورت میں آپ کو دیکھ لیا جائے گا.... اور ہو سکتا ہے وہ للکارے بغیر فائرنگ شروع کر دیں"۔

"لیکن ہم سیدھے کیوں نہ جائیں' اس طرح وہ کوئی توجہ نہیں کریں گے.... بس یہ خیال کریں گے کہ' سڑک سے کوئی اس طرف جا رہا ہے"۔

"لیکن رات کے وقت.... یہ بھی تو سوچئے"۔

"اوہ ہاں.... اگر دن کا وقت ہوتا تو ہم سیدھے جا سکتے تھے.... لیکن جاف کے ہیڈکوارٹر تو آج ہمیں رات کے وقت ہی جانا تھا نا.... اس لیے اس وقت آئے ہیں.... اب جو بھی ہو.... سڑک پار کر لیں"۔

پروفیسر داؤد بھی اللہ کو یاد کر کے لیٹ گئے اور آگے بڑھنے

لگے.... عین اس وقت دائیں طرف سے ایک کار کی لائٹیں نظر آئیں.... پروفیسر داؤد گھبرا گئے۔

"جلدی کریں.... سڑک پار کر جائیں۔ انسپکٹر کامران مرزا نے تیز سرگوشی کی۔

انہوں نے رفتار بڑھا دی.... اور تیزی سے آگے بڑھنے لگے.... ادھر گاڑی آندھی اور طوفان کی طرح ان کی طرف بڑھ رہی تھی.... اور جب انہوں نے سڑک نصف سے زیادہ پار کر لی.... اس وقت گاڑی ان کے بالکل نزدیک پہنچ گئی.... وہ ہاتھوں اور پیروں پر اٹھے اور کسی چوپائے کی طرح آگے کی طرف دوڑے.... اس وقت تک کار ان کے پاس سے گزر کر آگے بڑھ چکی تھی.... انہوں نے اطمینان کا سانس لیا.... لیکن پھر فوراً ان کا اطمینان رخصت ہو گیا.... کیونکہ اچانک کار رک گئی تھی.... پھر وہ گلی کی طرف بیک ہوئی اور عین گلی کے سامنے رک گئی.... کار کا دروازہ کھل گیا اور کسی نے کہا۔

"میں نے یہاں.... کسی جانور کو دیکھا ہے.... لیکن ان اطراف میں جانور کہاں"۔

"ہمیں کیا.... چوک پر موجود کانسٹیبلوں کو بتا دیتے ہیں.... آگے بڑھو"۔ دوسری آواز سنائی دی۔

اور کار آگے بڑھ گئی.... فوراً ہی چوک کی طرف سے دو پولیس والے دوڑتے نظر آئے۔

"آ گئی مصیبت.... تین آدمی اس طرف ہیں، تین اس طرف.... خیر.... آؤ شوکی ہم کسی مکان میں داخل ہو جائیں.... فاروق اور آفتاب بھی ضرور ایسا ہی کریں گے"۔ انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

اور تینوں ایک دروازے کی طرف بڑھ گئے.... عین اس وقت پولیس والے گلی کے سامنے پہنچ گئے.... ان کی ٹارچوں کی لائٹیں گلی میں دور دور تک پڑنے لگیں.... وہ دروازے سے چپکے ہوئے تھے.... اس لیے روشنی کی زد میں آنے لگے۔

"یہاں تو کوئی نہیں.... ضرور ان کار والوں کو وہم ہوا ہو گا"۔

"نن نہیں.... یہ دیکھو.... سڑک پر کیا پڑا ہوا ہے"۔

ان الفاظ نے ان کے جسموں میں سنسنی کی لہریں دوڑا دیں۔

○☆○

23

لیکن فائدہ

"ارے ہاں.... واقعی.... یہ تو پنسل تراش ہے"۔

"پنسل تراش! یہاں سڑک پر بھلا پنسل تراش کا کیا کام؟"

"بھئی کسی کا گر گیا ہو گا.... گلی میں تو نہ اس طرف کوئی ہے، نہ اس طرف"۔

"میرا خیال ہے.... میں اس طرف گلی میں جاتا ہوں.... تم اس طرف.... دیکھ لینے میں کیا حرج ہے"۔

"او کے"۔ دوسرا بولا۔

اور پھر ان کے جوتوں کی آواز گلی میں گونج گئی.... فاروق، آفتاب اور پروفیسر داؤد ایک گھر کے دروازے سے لگے کھڑے تھے.... اس وقت وہ اس پوزیشن میں نہیں تھے.... کہ دروازہ کھلوا سکتے.... اور پھر گھر کے اندر کون سا ان کے دوست موجود تھے۔

کانسٹیبل کی ٹارچ کی روشنی جونہی اس دروازے پر پڑی.... وہ زور سے اچھلا۔

"ارے.... یہ کیا.... کون ہو تم"۔

"ان.... انسان"۔ فاروق بولا۔

"یہاں کیا کر رہے ہو.... رات کے دو بجے"۔

"غلطی ہو گئی"۔ فاروق نے بوکھلا کر کہا.... بات چیت انگریزی میں ہو رہی تھی۔

"غلطی ہو گئی.... کیا مطلب؟"

"یہ دیکھئے.... یہ رہی غلطی"۔

فاروق نے یہ کہہ کر اپنے پیروں کی طرف اشارہ کیا.... وہ نزدیک آگیا اور ٹارچ کی روشنی اس کے پیروں کے پاس ڈالی۔

"یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے"۔

"آپ نے غور سے نہیں دیکھا"۔

وہ اور نزدیک آگیا.... اور یہی اس کی غلطی تھی.... فاروق اور آفتاب ایک ساتھ اس پر ٹوٹ پڑے.... یہ وقت لڑائی کو طول دینے کا نہیں تھا، لہٰذا انہوں نے بہت خوفناک انداز میں وار کیا تھا.... جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ زمین پر گرتا چلا گیا۔

ادھر دوسرا کانسٹیبل، انسپکٹر کامران مرزا، شوکی اور راحیل کی طرف بڑھ رہا تھا.... انسپکٹر کامران مرزا اس کے استقبال کے لیے بالکل تیار کھڑے تھے.... جونہی اس نے ٹارچ کی روشنی ان کی طرف کیا اس کے سر پر ان کی ٹھوکر لگی اور وہ لمبا لیٹ گیا۔

اب ہم خطرے میں گھر گئے ہیں"۔ انسپکٹر کامران مرزا بڑبڑائے۔

"تب پھر کیا کیا جائے؟" شوکی بولا۔

"پہلے ان دونوں کو ادھر ادھر.... ارے ہاں.... یہ گلی میں گٹر کا ڈھکنا نظر آ رہا ہے.... ٹھیک ہے.... یہی کرنا ہو گا.... یہ کہہ کر وہ آگے بڑھے.... اور ڈھکنا اٹھا دیا"۔ دوسرے ہی لمحے اس کی لاش گٹر میں گرا دی.... اب ان تینوں نے ایک ساتھ سڑک پار کی اور ان تینوں کے پاس پہنچے.... وہ بے ہوش کانسٹیبل کو پھٹی پھٹی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

"آپ نے اپنے والے کیا کیا؟"

"گٹر میں گرا آئے ہیں.... یہاں بھی گلی میں گٹر موجود ہے"۔

"لیکن یہ والا صرف بے ہوش ہے"۔

"کوئی بات نہیں"۔ یہ کہہ کر انسپکٹر کامران مرزا آگے بڑھے اور انہوں نے اس کی گردن پر ایک ہاتھ رسید کر دیا.... پھر گٹر کا ڈھکنا اٹھایا اور اسے اس میں گرا دیا۔

"وقتی طور پر ہم نے ان سے نجات حاصل کر لی.... لیکن چوراہے پر جلد ہی ان کی گمشدگی کی خبر ہو جائے گی.... اور پھر جب یہ دونوں نہیں ملیں گے تو.... شدید ہلچل شروع ہو جائے گی.... لہٰذا ہم واپس چلتے ہیں.... اس وقت ہیڈ کوارٹر کو جانا کسی طرح مناسب نہیں ہو گا"۔ انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

"ٹھیک ہے"۔ وہ ایک ساتھ بولے۔

انہوں نے ایک ساتھ سڑک واپس پار کی اور شرجیل کے گھر کے

سامنے پہنچ گئے.... لیکن جونہی انہوں نے دروازے پر دستک دی....
ایک سرد آواز سنائی دی۔

"خبردار .... ہاتھ اوپر اٹھالو"۔

بے ساختہ انداز میں ان کے ہاتھ اٹھ گئے.... مڑ کر دیکھا تو دس
کے قریب کانسٹیبل ان کی طرف رائفلیں تانے کھڑے تھے.... رائفلیں
بھی عجیب وضع کی تھیں۔

"انہیں اندر لے چلتے ہیں.... یہ بھی ان کے ساتھی لگتے ہیں"۔
ایک نے کہا۔

اور وہ سکتے میں آگئے.... اس کا مطلب تھا' ان کے باقی ساتھی
پہلے ہی پولیس کے قابو میں آچکے ہیں۔

"ہاں! ٹھیک ہے"۔

دروازے پر دستک دی گئی.... دروازہ ایک کانسٹیبل نے کھولا....
وہ انہیں اندر لے آئے.... انہوں نے دیکھا.... ان کے باقی ساتھی
بندھے پڑے تھے.... اور ایک پولیس آفیسر ایک کرسی پر بیٹھا تھا....
کانسٹیبل اس کے آس پاس چوکس کھڑے تھے.... پولیس آفیسر کے
چہرے پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔

"تم لوگ حیران ہو گے کہ ہم یہاں کیسے پہنچ گئے.... مسٹر شرجیل
کے بارے میں تو ہمیں کچھ بھی معلوم نہیں تھا.... پھر ہم کیسے یہاں
گئے.... کیوں.... یہی بات ہے نا؟"

"ہاں! واقعی.... ہم یہی سوچ رہے ہیں"۔

"پہلے ان باقی لوگوں کو بھی باندھ دو.... پھر میں ان کی الجھن دور
کروں گا"۔

"او کے سر"۔ ایک کانسٹیبل نے کہا۔

پھر باقی کانسٹیبل انہیں باندھنے لگے.... جب اچھی طرح باندھ
چکے تو آفیسر کی طنزیہ آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی۔

"شرجیل ہمیشہ اس خوش فہمی میں رہا.... کہ اس کے بارے میں
کسی کو کچھ معلوم نہیں ہے اور یہ کہ وہ بخیر و خوبی اپنا کام انجام دے رہا
ہے.... حالانکہ بہت پہلے اس کے بارے میں ہمیں پتا چل گیا تھا....
لیکن ہم نے اسے چھیڑا نہیں.... بس اس پر نظر رکھی.... فون بھی اس کا
ٹیپ ہوتا رہتا تھا.... لہٰذا اس کی کارروائیوں کی اطلاعات ہمیں ملتی رہتی
تھیں.... لہٰذا اس تک غلط راز اور غلط اطلاعات ہم پہنچاتے تھے اور یہ
ان کو کام کے راز خیال کر کے اپنے ملک بھیجتا رہتا تھا.... لہٰذا اس پر یہ
ظاہر کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی.... کہ ہم اس کی حقیقت جان گئے
ہیں.... لہٰذا جب تم لوگوں نے اس کے گھر پناہ لی تو بھلا ہم کیوں بے خبر
رہتے.... لیکن ایک بات ہم بھی تک معلوم ہیں کر سکے"۔ آفیسر یہاں
تک کہہ کر خاموش ہو گیا۔

"اور وہ کیا؟" انسپکٹر جمشید پرسکون آواز میں بولے' اگرچہ یہ
باتیں سن کر وہ پریشان ہو گئے تھے۔

"یہ کہ تم لوگ یہاں تک کس راستے سے پہنچے ہو.... ہمارے نگران تم لوگوں کو کسی جگہ کیوں نہ پکڑ سکے.... کیوں نہ چیک کر سکے"۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ آپ انہی سے پوچھیں"۔

"ان سے تو جب پوچھیں گے نا.... جب راستے کا علم ہو جائے گا.... آخر تم لوگ کس راستے سے آئے ہو؟"

"نہیں بتا سکتے"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"کیا کہا.... نہیں بتا سکتے"۔

"ہاں.... نہیں بتا سکتے"۔

"تمہارے تو بڑے بھی بتائیں"۔

"ہم اپنے بڑے تو خیر ہیں بھی نہیں"۔ فاروق مسکرایا۔

"انہیں ہیڈ کوارٹر لے چلو"۔

"ضرور لے چلیں.... لیکن.... ہم سے کچھ نہیں اگلوا سکیں گے"۔

"دیکھیں گے بھئی.... دیکھیں گے"۔

انہیں اسی حالت میں گاڑی میں ڈال کر ایک بڑے پولیس اسٹیشن لایا گیا.... اس کے ایک کمرے میں عجیب و غریب مشینیں لگی تھیں۔

"یہ سب زبان کھلوانے کی مشینیں ہیں"۔

"کوشش کر دیکھیں"۔

"چیں بول جائے گی"۔

"چلو اچھا ہے.... بہت دن ہو گئے.... چیں نہیں بولی"۔ آفتاب نے منہ بنا کر کہا۔

"باتیں بنانا بھول جاؤ گے"۔

"واہ.... پھر تو مزا آ جائے گا.... کان پک گئے ہیں ان کی باتیں سن سن کر"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے خوش ہو کر کہا۔

"انکل یہ آپ کہہ رہے ہیں.... آپ سے تو ایسی امید ہرگز نہیں تھی"۔ فرزانہ نے فوراً کہا۔

"نہیں تھی تو میں کیا کروں.... اس میں میرا کیا قصور"۔ انہوں نے برا سا منہ بنایا۔

"ہائیں ہائیں انکل.... آپ تو بالکل بدل گئے ہیں.... بلکہ گرگٹ کی طرح بدل رہے ہیں"۔ شوکی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"ان مشینوں کو دیکھ کر اتنی تبدیلی آ ہی جاتی ہے"۔ انسپکٹر کامران مرزا ہنسے۔

"یہ بات نہیں"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"تو پھر کیا بات ہے انکل؟" آصف کے لہجے میں حیرت تھی۔

"فون آنا تھا.... آیا نہیں"۔

"جی.... کیا فرمایا.... فون آنا تھا.... آیا نہیں"۔

عین اس لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"آ گیا... جس کا انتظار تھا"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

کمرے میں موجود بیگالیوں کے انچارج نے فون کو گھورا' پھر ریسیور اٹھا کر بولا۔

"پولیس ہیڈ کوارٹر... ۱۱۹"۔

"وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں گرفتار کیا گیا ہے؟"

"یہیں ہیں سر... مشینوں والے کمرے میں"۔

"انہیں کچھ نہ کہنا... میں آ رہا ہوں"۔

"کیا فرمایا سر... انہیں کچھ نہ کہوں"۔ انچارج دھک سے رہ گیا۔

"ہاں! میں پہنچ رہا ہوں... خود بات کروں گا"۔

"او کے سر... ہم آپ کا انتظار کر رہے ہیں"۔

یہ کہہ کر اس نے ریسیور رکھ دیا۔

"مزا آیا یا نہیں... مجھے اسی فون کا انتظار تھا... یہ لوگ ہمیں ہاتھ بھی نہیں لگا سکیں گے"۔

"اگر ایسا ہوا تو پھر تو واقعی مزا آ جائے گا"۔

"لیکن میں تم لوگوں کو نہیں چھوڑوں گا"۔ انچارج بولا۔

"اپنے آفیسر سے تو نمٹ لو"۔ انسپکٹر جمشید طنزیہ انداز میں بولے۔

اور پھر پندرہ منٹ بعد ایک بہت اکڑا ہوا سا آدمی اس کمرے میں داخل ہوا۔

"بتاؤ... وہ کہاں ہیں؟"

"کک... کون سر؟" انچارج نے بوکھلا کر کہا۔

"میں تم سے نہیں... ان سے پوچھ رہا ہوں... ہمارا ایک بہت بڑا اور اہم ساتھی ان کے قبضے میں ہے... اور اگر ہم نے ان پر سختی کی تو ادھر ان پر سختی شروع ہو جائے گی"۔

"لیکن ان کے ساتھیوں کو ادھر کس طرح پتا چلے گا' ہم ان پر سختی کر رہے ہیں"۔

"انہیں پتا چل رہا ہے... یہ میری گھڑی دیکھ رہے ہیں"۔ انسپکٹر جمشید نے پرسکون انداز میں کہا۔

"ہاں تو پھر؟"

"یہ گھڑی تو ضرور ہے... لیکن اصل میں یہ بہت زیادہ طاقتور ٹرانسیٹر ہے... اور اب تک یہاں جو کچھ ہوا... اس کی تمام تفصیل وہ سنتے رہے ہیں... کیا سمجھے"۔

"اوہ اچھا... تو پھر؟" اس نے برا سا منہ بنایا۔

"پھر یہ کہ یہاں کا سفر شروع کرنے سے پہلے ہی میں نے وہاں تمہارا ایک آدمی قابو میں کر لیا تھا... یہ بات بہت مدت پہلے ہماری علم میں آ چکی تھی کہ وہ بیگالی ایجنٹ ہے... لیکن ہم نے اس پر ظاہر نہیں

کیا تھا کہ ہم اس کی حقیقت جان گئے ہیں"۔

"اوہ.... نہیں"۔ اکڑے ہوئے کی اکڑ کافی حد تک کم ہو گئی.... یوں لگا جیسے ہوا نکل گئی ہو۔

"ادھر آنے سے پہلے میں نے اپنے خاص ماتحتوں کو ہدایت دی' کہ اسے گرفتار کر کے ایک خفیہ ٹھکانے پر پہنچا دیا جائے.... تاکہ سند رہے اور بوقت ضرور کام آئے.... اب وہ ہمارے کام آئے گا.... ادھر تم ہمیں کسی مشین میں کسو گے.... ادھر اس کی چیخ تمہارے دماغوں تک آئے گی.... ویسے تم اس سے بات کرنا پسند کرو تو اس ٹرانسمیٹر کے ذریعے اس سے صورت حال معلوم کر سکتے ہو"۔

"میں ایسا کرنا چاہتا ہوں"۔

"ضرور کیوں نہیں.... ہیلو.... نمبر گیارہ.... بھئی ذرا ٹرانسمیٹر اس کے منہ سے قریب کر دو"۔

"کر چکے ہیں سر"۔

"لیجیے.... بات کیجیے"۔

"مسٹر بارونگ.... کیا آپ واقعی ان کی قید میں ہیں"۔

"ہاں! لیکن یہ لوگ بہت اچھے ہیں.... انہوں نے اب تک مجھے کوئی تکلیف نہیں دی.... البتہ ان کا کہنا ہے کہ اگر ان کے ساتھیوں کو بیگال میں کوئی تکلیف پہنچی تو پھر ان سے برا کوئی نہیں ہو گا"۔

"اوہ اچھا.... تم فکر نہ کرو.... ہم ادھر انہیں کوئی تکلیف نہیں

پہنچائیں گے"۔

"تب یہ ہمیں کچھ نہیں کہیں گے"۔

"ہوں اچھا.... مجھے ان سے بات کرنے دو"۔

انچارج ان کی طرف مڑا.... ادھر انہوں نے طنزیہ انداز میں ان کی طرف دیکھا۔

"اب آپ کا کیا فیصلہ ہے؟"

"آپ لوگوں کو ہم کچھ نہیں کہیں گے' لیکن قید میں تو رکھ سکتے ہیں.... ہاں ادھر سے ہمارے آدمی کو رہا کر دیا جائے تو ہم ادھر آپ لوگوں کو رہا کر دیں گے"۔

"ٹھیک ہے.... آپ ہمیں واپس بھجوانے کا انتظام کریں.... ادھر سے ہم آپ کے آدمی کو ادھر بھیجیں گے"۔

"دیکھ لیں.... کوئی دھوکا نہ ہو"۔

"نہیں.... ہم جب ایک معاہدہ کر لیتے ہیں تو پھر اس میں دھوکا نہیں کرتے.... ہاں اگر معاہدہ کے بعد دوسرے فریق دھوکا کریں تو اس کے دھوکا کے جواب میں ضرور دھوکا دیتے ہیں.... مطلب یہ کہ اگر آپ نے دھوکا نہیں دیا.... تو ہم بھی دھوکا نہیں دیں گے.... اس کا مطلب یہ نہیں کہ جس مشن پر ہم یہاں آئے تھے.... اس مشن پر بھی نہیں آئیں گے.... ہم پھر آئیں گے.... آپ گرفتار کر سکتے ہیں ہمیں تو گرفتار کر لیجیے گا"۔

"خیر یہ بات بعد کی ہے.... پہلے تو دونوں طرف سے رہائی ہو گی"۔

معاہدے کے مطابق انہیں ان کے ملک پہنچا دیا گیا اور بیگال کا آدمی اپنے ملک پہنچ گیا.... وہ ایک بار پھر اپنے گھر میں جمع ہوئے.... سب کے منہ لٹکے ہوئے تھے۔

"یہ تو کچھ بھی نہ ہوا انکل"۔ آصف کی آواز گونجی۔

"بھئی ہو گا.... پریشان کیوں ہوتے ہو.... ہم پھر بیگال جائیں گے"۔

"لیکن کب؟" سب نے ایک ساتھ کہا۔

"بہت جلد.... بلکہ آج اور ابھی.... اور جائیں گے بھی شرجیل کے گھر"۔

"جی.... کیا انہوں نے شرجیل کے گھر کی نگرانی ختم کر دی ہو گی"۔

"کی ہو یا نہ کی ہو.... ہم پھر وہیں جائیں گے"۔

"بالکل ٹھیک جمشید.... تمہاری اس بات نے دل خوش کر دیا"۔ پروفیسر داؤد خوش ہو کر بولے۔

"ہمارے خیال میں تو یہ حد درجے خطرناک ہو گا"۔ شوکی نے پریشان ہو کر کہا۔

"بھئی جب اوکھلی میں سر دیا تو پھر موسلوں کا کیا ڈر"۔ منور علی

خان مسکرائے۔

"تو پھر بسم اللہ کریں"۔

"پہلے کھانا کھایا جائے گا"۔ ایسے میں بیگم جمشید نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں.... واقعی.... پہلے کھانا.... پھر کوئی اور کام"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

کھانے کے بعد وہ پھر بیگال پہنچ گئے.... اور شرجیل کے گھر پہنچے.... انہوں نے دیکھا.... شرجیل کے گھر کے گرد پولیس کا زبردست پہرہ تھا.... جب کہ وہ اس گھر کے اندر موجود تھے.... اور انہیں اندر سے باہر آنا تھا.... وہ منہ سے آواز بھی نہیں نکال سکتے تھے۔

"ہمیں اس حالت میں باہر نکلنا ہو گا کہ انہیں کانوں کان خبر نہ ہو"۔ انسپکٹر جمشید نے اشاروں میں کہا۔

"ایسا کیسے ممکن ہے؟"

"میں اور انسپکٹر کامران مرزا ایسا کر سکتے ہیں.... باقی لوگ نہیں"۔ وہ بولے۔

"جی.... کیا مطلب؟"

"غائب انسان نے مجھے غائب ہونے کے آلات دیے تھے.... وہ میرے پاس موجود ہیں.... اس کے مرنے پر اس کے آلات بھی میں نے جسم سے اتار لیے تھے.... لہٰذا وہ بھی میرے پاس ہیں"۔

"اوہ.... اس طرف تو ہمارا دھیان ہی نہیں گیا"۔ آفتاب بولا۔

"یہی فرق ہے ہم میں اور تم میں"۔ وہ مسکرائے۔

"اس کا مطلب ہے.... ہیڈکوارٹر میں صرف آپ اور انکل جائیں گے"۔

"ہاں! مجبوری ہے"۔

"لیکن میری ترکیب پر عمل کر کے ہم سب وہاں جا سکتے ہیں.... یہ اور بات ہے کہ اس ترکیب پر عمل کرنے میں وقت صرف ہو گا.... یہ دیکھنا آپ کا کام ہے کہ وقت صرف کرنا مناسب ہو گا یا کہ صرف آپ دونوں کا جانا"۔ فرزانہ نے جلدی جلدی کہا۔

"لیکن فرزانہ.... پہلے ترکیب تو معلوم ہو.... ان حالات میں بھی وہ کون سی ترکیب ہے.... جو تمہارے ذہن میں آ گئی ہے"۔ آفتاب نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"ہاں! پہلے ترکیب بتاؤ"۔ خان رحمان بولے۔

"ترکیب یہ ہے کہ آپ دونوں آلات باندھ کر باہر نکل جائیں.... ظاہر ہے.... باہر موجود پولیس آپ کو دیکھ نہیں سکے گی.... ایک محفوظ مقام پر جا کر آپ میں ایک واپس آئے اور دوسرے کے آلات اتروا لائے.... اس طرح ہر بار ایک آدمی باہر نکل جائے گا"۔

"اس میں شک نہیں.... ترکیب بہت زبردست ہے"۔ انسپکٹر جمشید پرجوش انداز میں بولے۔

"سوال یہ ہے کہ اس میں وقت بہت لگے گا.... اور جب ہم ہیڈکوارٹر کے پاس پہنچیں گے.... اس وقت ہم میں سے صرف دو ایسے ہوں گے.... جو نظر نہیں آئیں گے.... باقی لوگوں کو تو دیکھا جا سکے گا.... گویا وہ پوری طرح خطرے میں ہوں گے.... جب کہ اگر صرف آپ دونوں جائیں.... تو کسی کو بھی نظر نہیں آئیں گے"۔

"اس میں شک نہیں.... لیکن اس طرح مزا نہیں آئے گا"۔ آصف نے منہ بنایا۔

"کس طرح مزا نہیں آئے گا؟" منور علی خان بولے۔

"یہ کہ صرف دو وہاں جائیں.... اور باقی یہاں رہیں.... سب جائیں گے تو مزا رہے گا"۔

"اچھی بات ہے.... تو پھر...."

ان کے الفاظ درمیان میں رہ گئے.... اسی وقت دروازہ کھولے جانے کی آواز سنائی دی۔

○☆○

عجیب بات

وہ یک لخت خاموش ہو گئے اور پھر فوراً اپنی جگہ چھپ گئے.... جو اس کام کے لیے مقرر کی گئی تھی۔

"میں یقین سے کہ سکتا ہوں.... میں نے اندر ایک بہت ہلکی آواز سنی ہے.... اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ میرے کان کمپیوٹر سے بھی تیز ہیں"۔

"ہاں! اس میں کوئی شک نہیں.... اسی لیے دروازہ کھولا ہے.... تاکہ چیک کرلیں"۔

ان کے کان کھڑے ہو گئے.... انہوں نے اس وقت تک حد درجے احتیاط کی تھی.... لیکن پھر بھی کوئی ہلکی سی آہٹ ان سے ہو گئی ہو گی جس کو وہ خود بھی محسوس نہیں کر سکے تھے، لیکن دشمنوں کے اس تیز کانوں والے شخص نے وہ آہٹ محسوس کرلی تھی.... فاروق کا جی چاہا.... فرزانہ سے کہ دے۔

"لو فرزانہ.... یہ ایک شخص تو تمہارے بھی کان کاٹنے والے نکل آیا"۔

لیکن اس وقت وہ کس طرح بول سکتا تھا.... ایسے میں ان کی نظریں ٹی ایس ایم پر پڑیں.... وہ چھینک لینے جا رہا تھا.... سب گھبرا گئے.... ادھر ٹی ایس ایم بھی بوکھلا گیا.... پہلے تو اس نے چھینک کو روکنے کی کوشش کی.... لیکن پھر جب نہ رکی تو فوراً اپنا منہ بند کر لیا.... لیکن بھلا چھینک اس طرح رک سکتی تھی.... اب انسپکٹر جمشید آگے بڑھے اور مضبوطی سے اس کا منہ بند کر دیا.... اب ٹی ایس ایم کا منہ دیکھنے کے قابل تھا.... اس کی حالت عجیب تھی.... تاہم چند سیکنڈ کے اندر چھینک آتے آتے رک گئی.... اور انہوں نے سکون کا سانس لیا.... ادھر دشمن مکان کی اچھی طرح تلاشی لے رہا تھا.... جب بری طرح ناکام ہو گیا تو ایک کی آواز سنائی دی۔

"میرا خیال ہے.... وہ آواز باہر کسی جگہ ہوئی تھی.... اور تم سمجھے کہ گھر کے اندر ہوئی ہے.... اب دیکھ لو.... یہاں کوئی نہیں"۔

"ٹھیک کہتے ہو.... آؤ چلیں.... ارے مم.... مگر.... یہ اس کمرے کی کھڑکی اندر سے کھلی کیوں ہے"۔

"کھ.... کھڑکی"۔ دوسرے کی گھبرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہاں! یہ دیکھو"۔

چند سیکنڈ تک خاموشی طاری رہی.... ادھر وہ چونک اٹھے.... وہ کھڑکی کے راستے باہر نکلے تھے.... اور بعد میں کھڑکی کو اندر سے بند کرنا بھول گئے تھے۔

"بھئی مکان سیل کرنے والے اس کھڑکی کو اندر سے بند کرنا بھول گئے اور بس.... اس کے علاوہ اور کیا بات ہو سکتی ہے"۔

"ہوں.... پتا نہیں کیا بات ہے.... میں کچھ الجھن محسوس کر رہا ہوں"۔

"کرتے رہو.... جب کوئی نتیجہ نکل آئے الجھن محسوس کرنے کا.... تب بتا دینا.... کہ کیا نکلا.... آؤ اب باہر چلیں.... چیف صاحب کہیں ادھر چیک کرنے کے لیے آ گئے تو ناراض ہوں گے کہ ہم اندر کیا کر رہے ہیں"۔

"کہ دیں گے.... اندر کوئی آہٹ محسوس ہوئی تھی"۔

تھوڑی دیر بعد انہوں نے دروازہ بند ہونے کی آواز سنی.... اور وہ اپنی جگہ سے نکل آئے۔

"تو پھر ہم بھی چلتے ہیں"۔

"ہاں.... اس طرح مزا رہے گا"۔

"لیکن سڑک پار کرنے کا مسئلہ تو پھر بھی جوں کا توں ہو گا"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"اس بار سڑک پہلے ہی پار کر لی جائے.... یعنی غائب حالت میں"۔ شرجیل نے مسکرا کر کہا۔

"اوہ ہاں! اس سے بہتر ترکیب ہو بھی کیا سکتی ہے"۔

انہوں نے اپنی ترکیب پر عمل شروع کیا.... اس طرح کافی دیر لگی.... اور

جب سے آخر میں انسپکٹر جمشید' منور علی خان کو لینے کے لیے آئے.... عین اس وقت ایک بڑی گاڑی شرجیل کے گھر آ کر رکی۔

"کہو میاں سب خیریت ہے؟"

"یس سر.... ایک ہلکی سی آہٹ ضرور سنی تھی.... لیکن ہم نے اندر داخل ہو کر چیک کر لیا تھا.... اندر کوئی نہیں تھا.... البتہ"۔

"البتہ کیا؟"

"ایک کھڑکی کمرے کی کھلی ملی تھی.... اور وہ ضرور مکان سیل کرنے والوں سے کھلی رہ گئی ہو گی"۔

"احمق ہو تم"۔ چیف کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس سر"۔ وہ فوراً بولا۔

"میں نے اپنے سامنے سارا مکان بند کروایا تھا.... کوئی کھڑکی کھلی نہیں رہنے دی تھی.... اندر ضرور کوئی گڑبڑ ہے.... بے وقوفو.... تالا کھولو"۔

دونوں نے تالا کھلنے کی آواز سنی.... اب ان کے لیے دو راستے تھے یا تو نکل جائیں.... یا اس جگہ چھپ جائیں.... نکل جانے میں خرابی یہ تھی کہ کھلی کھڑکی انہیں اس بات کا یقین دلاتی کہ اندر کوئی تھا.... اور اگر وہ نہ جاتے اور کھڑکی بند رکھتے تو وہ لوگ اندر آ کر تلاشی لیتے.... اب وہ غائب تو تھے ہی.... وہ انہیں نظر نہیں آ سکتے تھے.... اور پھر وہ موقع پا کر دروازے سے بھی نکل سکتے تھے.... لہٰذا انہوں نے

کھڑکی کے راستے نکلنے کا پروگرام ترک کر دیا.... اور دروازے کے پاس آکر دیوار سے چپک گئے.... اس وقت دروازہ کھلا اور کئی فوجی آفیسر آگے بڑھ گئے.... انہوں نے باہر دیکھا.... دروازے کے عین سامنے کوئی نہیں تھا.... لہٰذا دونوں نکل گئے.... اور مڑ کر ان کی طرف ایک بار طنزیہ انداز میں دیکھنے کے بعد وہ تیز تیز قدم اٹھانے لگے۔

اسی طرح وہ سب آخر ہیڈکوارٹر کے نزدیک پہنچ گئے.... لیکن اب سوال تھا.... ہیڈکوارٹر کے اندر پہنچنے کا.... یہ کوئی آسان کام نہیں تھا.... ایک تو یہ کہ اس کے ارد گرد پہرہ بھی اس قدر زبردست تھا کہ پرندہ بھی پر نہ مار سکے.... دوسرے یہ کہ سائنسی آلات کے ذریعے بھی کسی غیر کا داخلہ ناممکن بنا دیا گیا تھا۔

"مسٹر شرجیل اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟"

"میرے نزدیک ہیڈکوارٹر میں داخل ہونا قریب قریب ناممکن ہے.... لیکن چونکہ میں آپ لوگوں سے واقف ہوں' اس لیے یہ بات میں نے پہلے نہیں کہی تھی.... آپ لوگ ممکن اور ناممکن کی بحث میں نہیں پڑتے.... آپ تو بس کام کرتے ہیں.... اور موقع پر جو سوجھ جائے' اس پر عمل کر گزرتے ہیں.... لہٰذا یہاں سے آپ کی کوئی مدد نہیں کر سکتا.... آپ کو جو کرنا ہے.... خود کرنا ہے"۔

"اچھی بات ہے.... منور علی خان.... آپ آلات انسپکٹر کامران مرزا کو دے دیں.... ہم دونوں جائیں گے اور ایک چکر ہیڈکوارٹر کا

لگائیں گے.... اس کے بعد یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ ہم کیا کر سکتے ہیں"۔

"لیکن اباجان.... کیا ہم یہاں کھڑے رہیں گے.... آپ کو بہت دیر بھی لگ سکتی ہے"۔

"ارے ہاں.... پہلے ہی کھڑے کھڑے بہت دیر ہو چکی ہے.... اور پروفیسر صاحب کا حال تو بہت پتلا ہے"۔

"جمشید! تم میری فکر نہ کرو"۔ وہ مسکرائے۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔

انہوں نے کہا اور ایک عمارت کی طرف بڑھ گئے۔

"ارے ارے.... کہاں چلے"۔ پروفیسر داؤد بولے۔

"بیٹھنے کا انتظام کرنے.... اس ہیڈکوارٹر کے ساتھ ہمارے پاس بھی ایک ہیڈکوارٹر ہونا ضروری ہے"۔

انہوں نے مسکرا کر کہا اور اس عمارت کے دروازے پر دستک دے ڈالی.... باقی لوگ اوٹ میں ان کی طرف دیکھنے لگے۔

دروازہ کھلا اور ایک عورت نظر آئی.... لیکن سامنے کسی کو نہ پا کر دھک سے رہ گئی۔

"یہ.... دروازے پر دستک کس نے دی تھی"۔

عورت کے نمودار ہوتے ہی انہوں نے اپنے آلات کا بٹن آن کر دیا تھا۔

"یہ میں ہوں محترمہ"۔ انہوں نے دبی آواز میں کہا۔

"مم.... میں کون.... یہاں تو کوئی بھی نظر نہیں آ رہا"۔

"یہ.... دیکھئے.... میں یہ رہا"۔ ان الفاظ کے ساتھ ہی وہ اسے نظر آنے لگے۔

"یہ.... یہ کیا.... کیا تم کوئی جن ہو"۔

"جی نہیں.... انسان ہوں.... لیکن ایسے کرتب دکھاتا ہوں کہ لوگ حیران رہ جاتے ہیں.... کیا آپ اس قسم کے کرتب دیکھنا پسند کریں گی"۔

"رات کے وقت"۔ وہ حیران رہ گئی۔

"ہم لوگ دن میں ایسے کرتب نہیں دکھا سکتے.... یہ کرتب رات کی تاریکی کا حصہ ہیں"۔

"اچھا ٹھیک ہے.... آ جائیں اندر.... کیا آپ کے کچھ ساتھی بھی ہیں"۔

"جی ہاں! بالکل ہیں.... اگر آپ اجازت دیں تو میں انہیں بھی بلا لیتا ہوں"۔

"ضرور.... کیوں نہیں.... دراصل مجھے کرتب دیکھنے کا اتنا شوق نہیں، جتنا میرے بچوں کو ہے"۔

"آج وہ بہت خوش ہوں گے.... آپ دیکھیں گی"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"ہاں! میں محسوس کر رہی ہوں۔

وہ سب اس مکان میں داخل ہو گئے.... دروازہ اندر سے بند کر لیا گیا.... عورت نے اپنے بچوں اور خاوند کو ایک کمرے میں جمع کر لیا.... وہیں ان سب کو بلا لیا۔

"ہاں! اب دکھائیں کرتب"۔

"کرتب.... کیا مطلب"۔ بچے ایک ساتھ بولے.... وہ تین لڑکے اور تین لڑکیاں تھے۔

"یہ لوگ بہت اچھے کرتب دکھا سکتے ہیں.... مثلاً ابھی نظر آ رہے ہیں.... ابھی آنکھوں کے سامنے سے غائب ہو جائیں گے.... ابھی غائب ہیں.... ابھی نظر آنے لگیں گے"۔

"یہ.... یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے.... بہر حال یہ تمہیں دکھائیں گے"۔

"ہم بے چین ہیں.... جلدی شروع کریں"۔ بڑا لڑکا بولا۔

"دیکھئے.... میں آپ کے سامنے موجود ہوں نا"۔

"ہاں.... بالکل ہیں"۔ وہ ایک ساتھ بولے.... بات چیت انگریزی میں ہو رہی تھی۔

"اب میں آپ کے سامنے سے غائب ہونے لگا ہوں.... آنکھیں اچھی طرح کھلی رکھیں"۔

انہوں نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا شروع کیا، اسی وقت انہوں

نے سوئچ آن کر دیا اور وہ غائب ہو گئے۔

"ارے! یہ کیا"۔ وہ حیرت زدہ رہ گئے۔

"اب میں ایک کرتب دکھاتا ہوں"۔ یہ کہہ کر انسپکٹر کامران مرزا اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"ارے مگر.... ابھی وہ آپ کے ساتھی تو واپس آئے ہی نہیں"۔

"تو وہ گئے کہاں ہیں.... یہیں موجود ہیں.... بس نظر نہیں آ رہے"۔

"اچھا چلیے.... آپ دکھائیں کرتب"۔

"میرے ہاتھ میں ایک قلم ہے.... آپ جس کی جیب سے کہیں یہ قلم آپ کو نکال کر دکھا سکتا ہوں"۔

"ہم سمجھ گئے.... ہم اتنے سیدھے نہیں ہیں"۔ ایک لڑکی بولی۔

"کیا مطلب.... کیا سمجھ گئے آپ"۔

"آپ کے جو ساتھی اس وقت نظر نہیں آ رہے.... وہ قلم آپ کے ہاتھ سے لیں گے اور اس کی جیب میں رکھ دیں گے جس کی جیب سے نکالنے کے لیے ہم کہیں گے"۔

"اوہ.... تو یہ بات بھی ہے.... خیر.... بھئی آپ ذرا ان سب کو نظر آنے لگ جائیں"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے انسپکٹر جمشید سے کہا۔

"او کے"۔ انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی دیا ور پھر وہ سب کو نظر

آنے لگے۔

ایک بار پھر ان کی آنکھوں میں حیرت نمودار ہوئی.... پھر ایک نے کہا۔

"قلم میری جیب سے نکال کر دکھائیں"۔

"یہ دیکھیں.... یہ رہا قلم.... میرے ہاتھ میں.... اب یہ غائب ہونے لگا ہے"۔ یہ کہہ کر انہوں نے عجیب سے انداز میں ہاتھ ہلایا اور قلم غائب ہو گیا.... اس لڑکے نے فوراً اپنی جیب کو ٹٹولا.... پین اس کی جیب میں نہیں تھا۔

"قلم میری جیب میں نہیں ہے"۔ اس نے اعلان کیا۔

"میں نکال کر دکھاتا ہوں.... یہ کہہ کر وہ آگے بڑھے اور اس کی جیب میں ہاتھ ڈال دیا.... دوسرے ہی لمحے قلم اس کی جیب سے نکل آیا۔

اب سب نے پرجوش انداز میں تالیاں بجا دیں.... اس قسم کے چند اور کرتب دکھانے کے بعد وہ رک گئے اور بولے۔

"اب بس.... آج کے لیے اتنے ہی کرتب کافی ہیں"۔

"آپ کا کتنا معاوضہ ہوا؟" عورت بولی۔

"معاوضہ.... نہیں نہیں.... یہ کرتب ہم نے کسی معاوضہ کے لالچ میں نہیں دکھائے"۔

"اوہو اچھا.... تو پھر کس لیے دکھائے ہیں"۔

"دراصل ہم مسافر ہیں.... ہمارے پاس کوئی مناسب جگہ نہیں.... جہاں ہم کچھ وقت گزار سکیں.... کیا ہم چند گھنٹے یہاں گزار سکتے ہیں"۔

"اوہ ضرور.... کیوں نہیں.... چند گھنٹے کیا.... آپ چند دن یہاں گزار سکتے ہیں"۔

"نہیں.... صرف چند گھنٹے.... صبح تک ہم چلے جائیں گے"۔

"ٹھیک ہے.... آپ کے لیے دو تین کمرے کافی ہوں گے"۔

"جی نہیں.... ہم تو اس ایک کمرے میں ہی گزارا کر لیں گے، آپ ہمارے لیے کوئی تکلیف نہ کریں"۔

"لیکن کھانا وغیرہ تو آپ کھالیں"۔

"وہ ہم کھا چکے ہیں"۔

"اچھا تو پھر آپ ٹھہریں.... لیکن صبح جانے سے پہلے چند کرتب اور دکھایئے گا"۔

"صبح تو وقت نہیں مل سکے گا.... ہم جلدی میں ہوں گے شاید.... لہٰذا جتنے کرتب آپ لوگ دیکھنے پسند کریں.... اس وقت دیکھ لیں"۔

"ٹھیک ہے.... تو پھر دکھائیں"۔

"اب ہماری چھوٹی پارٹی.... آپ کو کرتب دکھائے گی.... ہم آرام کریں گے"۔

"ضرور کیوں نہیں"۔

انہیں چھوٹی پارٹی میں الجھا کر انسپکٹر کامران مرزا اور انسپکٹر جمشید باہر نکل آئے.... اب انہیں کوئی نہیں دیکھ رہا تھا.... لہٰذا وہ بے فکر تھے.... ہیڈ کوارٹر اس جگہ سے بھی پانچ منٹ کے فاصلے پر تھا.... کیونکہ وہ ایک اونچی جگہ بنایا گیا تھا.... یوں سمجھ لیں کہ ایک چٹان کے اوپر تعمیر کیا گیا تھا.... اس کے اردگرد فوجی ہی فوجی تھے.... اور چاروں طرف بجلی کی ننگی تارو کا جال بھی بچھایا گیا تھا.... اور بھی سائنسی روکاوٹیں کھڑی کی گئی تھیں.... یہ تمام معلومات شرجیل جیسے ایک ایجنٹ سے وہ پہلے حاصل کر چکے تھے.... اس وقت جب کہ ابھی جاف کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کے بارے میں انہوں نے سوچا بھی نہیں تھا.... سائنسی آلات کو جانچنے کے لیے اس وقت ان کے ساتھ پروفیسر داؤد کے دیئے ہوئے چند آلات موجود تھے.... لیکن پہلا سوال تو فوجیوں کا تھا.... آلات کی باری تو بعد میں آتی۔

"بھئی ان فوجیوں کا کیا کریں؟" انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"دھت تیرے کی"۔ انسپکٹر جمشید نے جھلا کر کہا۔

"آپ محمود نہیں ہیں"۔ انہوں نے گویا یاد دلایا۔

"ارے ہاں.... واقعی.... یہ تو میں بھول ہی گیا.... لیکن اب کیا کریں.... فرزانہ، فرحت اور رفعت میں سے کسی کو ساتھ لائے ہوتے تو ترکیب ان سے پوچھ لیتے"۔

"گویا اب ترکیب بھی ہمیں خود ہی سوچنا ہوگی.... حد ہو گئی"۔

انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"اور اب یہ آپ نے حد ہو گئی کیوں کہا.... آپ بھی تو آصف نہیں ہیں"۔

"وہ.... بات دراصل یہ ہے کہ...."۔

"بات دراصل یہ ہے کہ آپ آفتاب بھی نہیں ہیں"۔

دونوں بھرپور انداز میں مسکرا دیئے۔

"ہم تو واقعی ان کے انداز میں باتیں کرنے لگ گئے.... کہیں ان کی روحیں ہم میں تو حلول نہیں کر گئیں"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے جلدی جلدی کہا۔

"ارے باپ رے.... اتنی بہت ساری روحیں اور ہم دو میں"۔ وہ گھبرا گئے۔

"میرا خیال ہے.... مذاق بہت ہو چکا.... اب کوئی کام کی بات ہو جائے.... ہم غائب تو پہلے ہی ہیں.... ان لوگوں کو کیا پتا چلے گا"۔

"ارے ہاں! یہ تو ہم بھول ہی گئے.... کمال ہے.... کیا آج کا دن بھولنے کا دن ہے"۔

"نہیں.... آج کا دن چھوٹی پارٹی کے انداز میں باتیں کرنے کا دن ہے"۔ وہ ہنسے۔

"پہلے میں آگے بڑھتا ہوں.... کیا خیال ہے"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"بالکل ٹھیک.... پہلے آپ چلیں"۔

انسپکٹر جمشید آگے بڑھ گئے.... وہ وہیں کھڑے رہ گئے اب انہیں وہ نظر تو آ نہیں رہے تھے.... لہٰذا کچھ نہیں کہا جا سکتا تھا کہ وہ کہاں ہیں.... کہاں نہیں ہیں.... لہٰذا وہ بت بنے کھڑے رہے۔

ادھر انسپکٹر جمشید آگے بڑھے اور فوجیوں کے درمیان سے پرسکون انداز میں آگے نکل گئے.... اب انہیں چڑھائی چڑھنا تھی.... راستے میں بھی فوجی موجود تھے.... اچانک عمارت کی پیشانی پر ایک سرخ بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا اور ایک باریک سی آواز گونجنے لگی.... انہوں نے فوراً فوجیوں کی طرف دیکھا.... ساتھ ہی وہ زمین سے لگ گئے.... اور یہی چیز انہیں بچا گئی.... کیونکہ اسی وقت فوجیوں نے اس رخ پلٹ کر سیدھ میں فائرنگ شروع کر دی تھی.... وہ بے تحاشہ فائرنگ کر رہے تھے.... اور سرخ بلب بدستور جلا ہوا تھا.... یہ دیکھ کر انسپکٹر جمشید وہاں سے دائیں طرف رینگنے لگے.... وہ رینگتے رینگتے کچھ فاصلہ پر آ گئے.... لیکن ان کی حیرت کی اس وقت انتہا نہ رہی.... جب سرخ بلب بھی اتنا ہی فاصلہ طے کر کے ان کی سیدھ میں آ چکا تھا.... اور فوجی بھی اسی سمت میں فائرنگ کر رہے تھے۔

"ارے باپ رے"۔ انہوں نے دبی آواز میں کہا۔

پھر کچھ سوچ کر وہ چند قدم نیچے اتر آئے.... بلب فوراً بجھ گیا.... وہ سمجھ گئے کہ اس مقام سے آگے جب کوئی آ جاتا تھا تو بلب جلنے لگتا

تھا.... اب انہوں نے جیب سے پروفیسر داؤد کا دیا ہوا ایک آلہ نکالا.... اور اس کو زمین پر لگا لگا کر دیکھنے لگے.... اس کی سوئیوں نے حرکت نہ کی.... جس کا مطلب یہ تھا کہ سائنسی آلات وہاں زمین پر بچھے ہوئے نہیں تھے.... انسپکٹر جمشید چکرا کر رہ گئے.... اگر وہ زمین پر نہیں تھے تو پھر کہاں تھے.... انہوں نے جیب سے ایک دوسرا آلہ نکالا.... پھر جونہی انہوں نے اس کو زمین پر لگایا.... ایک عجیب بات ہوئی۔

○☆○

25

خبردار

فائرنگ کی آواز گونجنے پر انسپکٹر کامران مرزا اچھل پڑے.... اور نظریں اس سمت میں جما دیں، انہیں دور، عمارت کی پیشانی پر ایک سرخ بلب جلتا بجھتا نظر آیا.... جس کا مطلب تھا.... عمارت میں لگے ہوئے آلات نے انسپکٹر جمشید کی موجودگی کو نوٹ کر لیا تھا.... اور اب محافظ اس سمت میں فائرنگ کر رہے تھے.... وہ بے چین ہو گئے اور لگے آگے بڑھنے۔

اس وقت چند سیکنڈ کے بعد فائرنگ رک گئی.... لیکن پھر شروع ہو گئی.... انہوں نے بھی دیکھ لیا.... کہ فائرنگ کا رخ تبدیل کیا گیا تھا.... عین اس لمحے پوری عمارت تاریکی میں ڈوب گئی.... فائرنگ بھی رک گئی.... صرف چند سیکنڈ بعد ٹارچوں کی روشنیوں کا گویا سیلاب آگیا.... ہر طرف لائٹیں ہی لائٹیں ادھر سے ادھر ناچنے لگیں.... لیکن انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا بھلا ان روشنیوں میں انہیں کس طرح نظر آتے.... ایسے میں کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنائی دیں.... اب تو ان کے رونگٹے کھڑے ہو گئے.... لنسان بے شک اس وقت انہیں نہیں دیکھ

سکتے تھے.... لیکن کتے نہ دیکھنے کے باوجود ان پر جھپٹ سکتے تھے....
کیونکہ وہ بو پا لیتے ہیں.... انہوں نے فوراً اپنا پستول نکال لیا.... انہیں،
معلوم نہیں تھا کہ انسپکٹر کامران مرزا کہاں ہیں.... لیکن اب کتوں کی دم
سے وہ کم از کم سمت ضرور معلوم کر سکتے تھے۔

اچانک تین چار کتے ان کی طرف چھلانگیں لگاتے ہوئے آنے
لگے.... انہوں نے فوراً ان کی طرف تین چار فائر کر دیئے.... کتے ڈھیر
ہو گئے.... ساتھ ہی اس جگہ گولیوں کی بوچھاڑ ماری گئی.... لیکن اس
سے پہلے وہ اپنی جگہ تبدیل کر چکے تھے.... ادھر انہوں نے آٹھوں کتوں
کو اوپر کی طرف جاتے دیکھا.... اس سے پہلے کہ وہ ان کتوں کو نشانہ
بناتے.... اوپر سے فائرنگ کی گئی.... اور وہ کتے بھی ڈھیر ہو گئے۔

"وہ ہمیں نظر نہیں آ رہے.... لیکن کم از کم دو ہیں"۔ کسی نے
چیخ کر کہا۔

"جال گرا دو"۔ ایک خوفناک آواز گونجی۔

اس وقت عمارت پھر سے روشن ہو گئی.... یہ شاید ایمرجنسی
لائٹ تھی.... کیونکہ پروفیسر داؤد کے آلے کے ذریعے بجلی کا جو نظام تباہ
ہوا تھا.... وہ اس قدر جلد تو درست نہیں ہو سکتا تھا.... روشنی ضرور ہو
گئی تھی.... لیکن وہ سرخ بلب نہیں جل سکا تھا.... اور ان فوجیوں کو
وہی سرخ بلب اشارہ دے رہا تھا کہ دشمن کس طرف ہے.... ادھر انسپکٹر
کامران مرزا اس کوشش میں تھے کہ کسی طرح انسپکٹر جمشید تک پہنچ

جائیں.... تاکہ ایک ساتھ رہ کر آگے بڑھیں.... لیکن وہ کہاں تھے.... یہ
ابھی انہیں اندازہ نہیں تھا۔

ایک بار پھر فائرنگ کا سلسلہ شروع ہو گیا.... اندھا دھند فائرنگ
ہونے لگی.... اور وہ زمین پر لوٹ کر خود کو اس سے بچانے لگے....
ضرور انسپکٹر جمشید بھی یہی کچھ کر رہے ہوں گے۔

اسی وقت انہوں نے ایک بہت بڑے جال کو اوپر سے گرتے
دکھا.... جونہی جال گرا.... فائرنگ رک گئی۔

"اب فائرنگ کی ضرورت نہیں.... وہ اس جال سے نہیں گزر
سکیں گے"۔ کسی نے بلند آواز میں کہا۔

جونہی فائرنگ رکی.... انسپکٹر کامران مرزا تیر کی طرح آگے
بڑھے.... ساتھ ہی انہوں نے منہ سے الو کی بہت ہلکی سی آواز نکالی....
تھوڑے فاصلے پر انسپکٹر جمشید کی بھی آواز سنائی دی اور وہ آگے بڑھ
گئے.... جلد ہی انہوں نے انسپکٹر جمشید کو چھو لیا۔

منہ سے آواز نکالے بغیر وہ جال کی طرف بڑھنے لگے.... جال
تک پہنچنے میں انہیں کوئی وقت نہیں ہوئی.... فوجی اب ان سے بہت
دور پیچھے رہ گئے تھے۔

"کیا خیال ہے.... جال کو چھو کر دیکھیں"۔ انسپکٹر جمشید نے
سرگوشی کی۔

"انہوں نے اگر عمارت پر جال گرایا ہے تو کچھ سوچ کر ہی گرایا

ہو گا.... کم از کم یہ ہاتھوں سے تو نہیں کٹے گا.... ہاں محمود کا چاقو اس وقت ہوتا تو ہمارے بہت کام آ سکتا تھا.... ویسے وہ لوگ بھی آتے ہوں گے"۔

ان کے انتظار میں ہم رک نہیں سکتے۔ انسپکٹر جمشید بولے اور پھر انہوں نے جال کو چھو کر دیکھا.... دوسرے ہی لمحے وہ بری طرح اچھلے اور دور جا کر گرے۔

"کک.... کیا ہوا؟" انسپکٹر کامران مرزا دبی آواز میں بولے۔

لیکن وہ تو بہت دور جا کر گرے تھے.... اور گرنے کے بعد بے ہوش ہو گئے تھے.... جواب کیسے دیتے.... جسم پر آلات بھی موجود تھے.... اس لیے نظر بھی نہیں آ رہے تھے.... اب وہ کرتے تو کیا کرتے.... یہ بات ضرور ان کی سمجھ میں آ گئی تھی کہ اس پورے جال میں کرنٹ موجود ہے.... اور یہ دھاگے کا نہیں.... خاص قسم کے تاروں سے بنا ہوا ہے.... گویا محمود کا چاقو بھی یہاں ان کے کام نہیں آ سکتا تھا۔

ایسے میں انہوں نے اونچائی سے دیکھا.... دور سے سب لوگ چلے آ رہے تھے.... گویا انہیں خطرے میں پا کر وہ سب کے سب ایک ساتھ نکل آئے تھے.... وہ فکرمند ہو گئے.... وہ تو اندھا دھند چلے آ رہے تھے.... آتے ہی وہ پھنس جاتے.... بلکہ چوٹ کھا سکتے تھے.... پہلے تو فوجیوں کی دیوار تھی.... اس کے بعد سائنسی آلات تھے.... اور پھر یہ

جال تھا.... اس کے بعد کہیں جا کر وہ عمارت میں داخل ہو سکتے تھے.... عمارت میں ان کے استقبال کے لیے کیا کچھ موجود تھا.... یہ انہیں معلوم ہی نہیں تھا۔

انہوں نے ادھر ادھر دیکھا.... انسپکٹر جمشید کہاں تھے.... وہ یہ جاننا چاہتے تھے.... اسی وقت کسی نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔

"کیا یہ آپ ہیں؟" وہ دبی آواز میں بولے۔

"ہاں! یہ میں ہوں.... ہمارے باقی ساتھی بھی چلے آ رہے ہیں"۔

"میں انہیں دیکھ چکا ہوں.... لیکن اگر ہم انہیں روکتے ہیں تو ہماری اپنی پوزیشن کا دشمن کو پتا چل جائے گا.... اور وہ اندھا دھند فائرنگ کریں گے"۔ انہوں نے سرگوشی کی۔

"تب پھر کیا کریں؟"

"یہی تو مشکل ہے.... ترکیبیں بتانے والے بھی تو انہی کے ساتھ ہیں"۔

"دھت تیرے کی"۔ انسپکٹر جمشید نے کہا۔

اور وہ مسکرا دیے.... ایسے میں انہیں ایک اور بات سوجھی، جلدی سے بولے۔

"ٹھیک ہے.... الو کی آواز.... خبردار کر دینے والی منہ سے نکالتا ہوں.... امید ہے، وہ رک جائیں گے"۔

"چلئے ٹھیک ہے، کچھ نہ کرنے سے کچھ کرنا بہتر ہے"۔ انسپکٹر جمشید نے سرگوشی کی۔

انہوں نے منہ سے الو کی آواز نکالی.... الو کی آواز کے بھی مختلف انداز تھے.... ایک آواز خطرے والی تھی.... دوسری ملاقات کے لیے تھی.... یعنی یہ بتانا کہ ہم کہاں ہیں.... اس وقت انہیں آگے بڑھنے سے روکنا چاہتے تھا، اسی لیے خطرے والی آواز نکالی.... یہ بہت مختصر ہوتی ہے.... ملاقات والی بہت طویل۔

چھوٹی پارٹی اور دوسرے ساتھی زور سے چونکے.... وہ سمجھ گئے کہ ان کے لیے آگے خطرات ہی خطرات ہیں اور بڑی پارٹی چاہتی ہے کہ وہ آگے نہ بڑھیں.... وہ فوراً پیچھے ہٹ گئے۔

"چلو.... ان کی طرف سے تو اطمینان ہوا.... اب ہم اس جال کا کیا کریں"۔

"پہلی بات یہ کہ جال میں کرنٹ ہے.... دوسری یہ کہ ہمارے پاس محمود کا چاقو نہیں ہے.... لیکن.... پروفیسر صاحب کا ایک آلہ میرے پاس اس موقع کے لیے ضرور ہے"۔ انسپکٹر جمشید جلدی جلدی بولے۔

"اس سے بہتر بات کیا ہو سکتی ہے"۔

انہوں نے جیب سے وہ آلہ نکالا.... اس کا سوئچ آن کیا اور جال پر پھینک دیا.... فوراً ایک زبردست دھماکا ہوا اور جال کے پرخچے اڑ گئے.... گرے وہ بھی تھے.... لیکن انہوں نے اٹھنے میں دیر نہ لگائی....

کیونکہ اب ان کے لیے راستا صاف تھا.... وہ ہیڈکوارٹر کے اندرونی گیٹ تک پہنچ سکتے تھے.... انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ.... دوڑ لگا دی.... ادھر دھماکے کی آواز سے ہی فوجی دوڑ پڑے۔

دونوں نے فوجیوں کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا.... بس اندھا دھند آگے ہی بڑھتے چلے گئے.... لیکن دروازہ اندر سے بند تھا اور دیواریں بے تحاشا اونچی.... ایسے موقع کے لیے بھی پروفیسر داؤد نے انہیں ایک آلہ دیا تھا.... وہ مسکرا دیئے.... اور وہ آلہ نکال کر دروازے پر لگا دیا.... خود پیچھے ہٹ گئے.... صرف تین سیکنڈ بعد پہلے کی نسبت زیادہ بڑا دھماکا ہوا، اور انہوں نے دروازہ غائب ہوتے دیکھا۔

"پروفیسر داؤد زندہ باد"۔ انسپکٹر کامران مرزا کی آواز ابھری۔

عین اس لمحے اندر سے گولیوں کی بوچھاڑ آئی.... وہ پہلے ہی ہوشیار تھے.... اور زمین پر لیٹ چکے تھے.... وہ بھی دروازے کے سامنے نہیں.... دائیں بائیں ہو کر۔

دروازہ کھلتے ہی انہوں نے ایک بم فوجیوں کی طرف اچھال دیا.... تاکہ ان کے ساتھیوں کے لیے بھی راستا بن جائے.... انہوں نے فوجیوں کو اڑتے دیکھا.... ساتھ ہی انہوں نے الو کی لمبی آواز نکالی.... ان کے ساتھی پہلے ہی تاک میں تھے.... بلا کی رفتار سے دوڑ پڑے.... فوجیوں کو تو بم کا دھماکا لے بیٹھا تھا.... وہ اپنے ہوش کھو بیٹھے تھے.... جب تک آس پاس کے فوجی ان کے تعاقب میں دوڑتے.... وہ اس

دروازے تک پہنچ چکے تھے.... اب ان دونوں نے بھی اپنے جسموں سے لگے آلات کے سوئچ آف کر دیئے۔

"خدا کا شکر ہے.... آپ نظر تو آنے لگے"۔ فاروق نے خوش ہو کر کہا۔

"یہ باتوں کا وقت نہیں ہے"۔ انہوں نے کہا اور اندر ایک بم اچھال دیا۔

جونہی اندر دھماکا ہوا.... اندر ہلچل مچ گئی.... اور ادھر وہ اندر داخل ہو گئے۔

اندر ہر طرف بھگدڑ مچی ہوئی تھی.... ان کی طرف توجہ کون دیتا.... باہر والے فوجی بھی اندر داخل ہوتے سے گھبرا رہے تھے.... کہ کہیں ان کی طرف سے کوئی اور بم نہ پھینک دیا جائے۔

عین اس وقت انہیں اپنے سروں پر ہیلی کاپٹروں کی آوازیں سنائی دیں.... گویا اب مقابلہ کے لیے ہیلی کاپٹر آ گئے تھے.... گولیوں کی تڑتڑاہٹ سے وہ پورا علاقہ گونجنے لگا.... یوں لگتا تھا جیسے دو ملکوں میں زبردست جنگ چھڑ گئی ہو۔

"سارا پروگرام گڑبڑ ہو گیا"۔ خان رحمان بولے۔

"لیکن اس کے سوا کچھ اور ہو بھی نہیں سکتا تھا.... اس لیے کہ خاموشی سے عمارت میں داخل ہونے کے تمام راستے بند تھے"۔

"ہوں.... خیر.... اب جو ہو گا.... دیکھا جائے گا"۔

انہوں نے ادھر ادھر چند چھوٹے بم اور پھینک دیئے.... تاکہ اندر موجود لوگ پوری طرح بدحواس ہو جائیں.... اور وہ واقعی مکمل طور پر بدحواس ہو گئے.... ان پر فائرنگ کرنا بھول گئے.... اب وہ بے خطر آگے بڑھنے لگے.... یہ ایک قلعہ نما عمارت تھی.... پتھروں سے بنی ہوئی اور بہت طویل و عریض.... ہر طرف کمرے ہی کمرے نظر آ رہے تھے.... بموں کی وجہ سے کئی کمرے ملبے کا ڈھیر بن چکے تھے اور ان میں نہ جانے کتنے لوگ دب چکے تھے.... اس چیز نے انہیں حد درجے بوکھلاہٹ میں مبتلا کر دیا تھا.... ہیلی کاپٹر بھی ہوائی فائرنگ کر رہے تھے.... کیونکہ نیچے تو ان کے عوام اور فوجی زیادہ موجود تھے.... وہی گولیوں کی زد میں آتے.... لہٰذا ہیلی کاپٹروں والی چال بھی ان کی بے کار گئی تھی۔

وہ اندر ہی اندر بڑھتے چلے گئے.... اچانک ان کی سامنے آخری کمرہ آ گیا.... اس کا دروازہ بند تھا.... انسپکٹر جمشید نے دروازے پر زوردار دستک دی.... لیکن اندر سے کوئی جواب نہ ملا۔

"دروازہ کھولو دو.... ورنہ ہم بم مار کر دروازہ ہی نہیں پورا کمرہ اڑا دیں"۔

"نن نہیں.... ٹھہرو"۔ اندر سے لرزتی آواز سنائی دی۔

اور پھر دروازہ کھل گیا.... وہ فوراً اندر داخل ہو گئے.... اندر دو آدمی موجود تھے.... ان کے لباس شاہی تھے.... اور ہر چیز سے فخر اور

غرور نیک رہا تھا۔۔۔ انسپکٹر کامران مرزا نے فوراً دروازہ اندر سے بند کر لیا۔

"خوش آمدید نہیں کہیں گے مسٹر ہارڈی"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"کک۔۔۔ کیا مطلب؟" دونوں بہت زور سے اچھے۔

"ہاں مسٹر رابرٹ کنگ"۔ انسپکٹر کامران مرزا مسکرائے۔

"یہ۔۔۔ یہ۔۔۔ یہ کیا۔۔۔ تم نے کیسے اندازہ لگا لیا میں جے ہارڈی ہوں اور یہ رابرٹ کنگ ہیں۔۔۔ جب کہ ہماری اس سے پہلے کوئی ملاقات نہیں ہوئی"۔

"آپ کی روحوں سے ملاقات ہو چکی ہے"۔ محمود نے فوراً کہا۔

"یہ کیا مذاق ہے۔۔۔ تم نے ایک بہت بھیانک کھیل کھیلا ہے۔۔۔ بہت توڑ پھوڑ مچائی ہے۔۔۔ لیکن اب تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکو گے۔۔۔ آخر تم ہمارے جال میں پھنس ہی گئے"۔ رابرٹ کنگ نے قہقہہ لگایا۔

"جال۔۔۔ کہاں ہے جال۔۔۔ ایک جال اس عمارت کے اوپر ڈالا گیا تھا۔۔۔ ہم اس کو پہلے ہی تار تار کر آئے ہیں"۔

"کوئی بات نہیں۔۔۔ اس کے باوجود تم ہمارے قبضے میں ہو"۔

"کیسے۔۔۔ ذرا ہم بھی تو سنیں۔

"پہلے یہ بتاؤ۔۔۔ یہاں کیوں آئے ہو"۔

"اس راز سے پردہ اٹھانے کے کہ تم کیا چالیس چل کر خزانہ اڑانے میں کامیاب ہوئے ہو۔۔۔ اور اپنا خزانہ واپس لے جانے کے لیے آئے ہیں"۔

"بہت خوب! اب ذرا جواب سن لو۔۔۔ خزانہ اب تم حاصل نہیں کر سکو گے۔۔۔ وہ بیگال کے سرکاری خزانے میں شامل کر لیا گیا ہے۔۔۔ اور اب اس خزانے سے مسلمانوں کو ہر میدان میں شکست دینے کے لیے اسلحہ خریدا جائے گا۔۔۔ زیادہ سے زیادہ فوج کی تعداد میں اضافہ کیا جائے گا۔۔۔ ہم کیا چالیں چل کر آئے ہیں۔۔۔ تم ان کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے۔۔۔ اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔۔۔ یہاں تک کہ تم خود ہمارے دیئے ہوئے آلات کے ذریعے آ گئے ہو۔۔۔ ورنہ یہاں تک نہ پہنچ سکتے"۔

"تم نے ابھی پورا جواب نہیں سنا"۔

"کوئی ضرورت نہیں۔۔۔ ہم اپنا وقت کیوں برباد کریں۔۔۔ اپنی کہانی اپنے پاس رکھو۔۔۔ جیل میں دل بہلانے کے کام آئے گی"۔

"خیر۔۔۔ تم نہیں سنتے تو نہ سنو۔۔۔ لیکن خزانہ کو کسی طرح روک نہیں سکو گے"۔

تم لوگ بے وقوف ہو۔۔۔ ہمارے قبضے میں ہو اور خزانہ لے جانے کے خواب دیکھ رہے ہو۔۔۔ اپنے ارد گرد دیکھو"۔ رابرٹ کنگ نے ہنس کر کہا۔

انہوں نے چونک کر اپنے ارد گرد دیکھا.... کمرے میں چاروں طرف دیواروں میں سوراخ نظر آئے.... ان میں قریباً نصب سوراخوں سے رائفلوں کی نالیں جھانک رہی تھیں اور رائفلیں بھی انوکھی طرز کی تھیں.... اس کا اندازہ انہوں نے صرف نالیں دیکھ کر لگا لیا۔

"بس! اتنی سی بات"۔ انسپکٹر جمشید نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"اگر ان رائفلوں کا کوئی توڑ ہے تو کر ڈالو وہ بھی"۔ جے ہارڈی نے بھنا کر کہا۔

"جب ضرورت محسوس ہوئی.... ان رائفلوں کو بیکار کر دیا جائے گا"۔

"نہیں تم بھول رہے ہو انسپکٹر جمشید.... پروفیسر داؤد کا کوئی ہتھیار ان رائفلوں کو بے اثر نہیں کر سکے گا.... یہ اندازہ پہلے ہی کر لیا گیا ہے"۔

"اوہو اچھا"۔ خان رحمان دھک سے رہ گئے.... پروفیسر داؤد کا بھی رنگ اڑ گیا۔

"پروفیسر داؤد یہاں موجود ہیں.... ان سے پوچھو.... کیا یہ دھات پہلے کبھی دیکھی ہے، جس کی رائفلیں بنائی گئی ہیں"۔ کنگ نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"نن نہیں"۔ وہ ہکلائے۔

"اور کیا اس قسم کی رائفلیں دیکھیں ہیں کبھی"۔

"لیکن کس قسم کی.... ہمیں تو صرف نالیں نظر آ رہی ہیں"۔ فرزانہ نے جل کر کہا۔

"ایک رائفل اندر بھیج دو بھئی.... یہ اپنا اطمینان کر لیں"۔

اسی وقت کمرے کا دروازہ خود بخود کھل گیا اور کسی نے ہاتھ اندر کر کے رائفل لہرائی.... جے ہارڈی نے رائفل لے لی۔

"پروفیسر صاحب.... یہ دیکھیں.... کیا زندگی میں اس قسم کی رائفل دیکھی ہے.... اور جس دھات کی یہ بنی ہوئی ہے.... ایسی دھات دیکھی ہے کبھی"۔

"نہیں.... کبھی نہیں دیکھی"۔ انہوں نے پریشان ہو کر کہا۔

"یہ آگ میں نہیں پگھلے گی.... چاہے کتنے ہی درجہ حرارت پر پگھلانے کی کوشش کر لیں"۔

اور کیا خاصیت ہے"۔

"یہ دھات مڑتی نہیں.... نہ ٹوٹتی ہے.... مطلب یہ کہ اس رائفل کی نال نہ مڑے گی نہ ٹوٹے گی"۔

"بہت خوب! لیکن اگر میں اس کو صرف ہاتھوں سے موڑ دوں"۔

یہ الفاظ محمود نے کہے تھے.... سب اس کی طرف حیرت زدہ انداز میں دیکھنے لگے۔

"کیا کہا.... تم اسے ہاتھوں سے موڑ سکتے ہو.... ناممکن"۔ جے

ہارڈی ہنسا۔

"تجربہ کر کے دیکھ لیں.... آنکھیں کھلی رہ جائیں گی"۔

"اچھی بات ہے.... یہ لو.... موڑ کر دکھا دو.... ہم تمہیں رہا کر دیں گے"۔

"رہائی تو خیر ہم اپنے زور سے لیں گے.... بھیک میں رہائی قبول نہیں کریں گے.... ابھی ہماری ترکش میں بہت تیر ہیں"۔ انسپکٹر جمشید نے جلدی جلدی کہا۔

محمود نے رائفل ہاتھ میں لے لی.... اسے الٹ پلٹ کر بغور دیکھا اور پھر اچانک اس کی نال جے ہارڈے کی کن پٹی پر رکھتے ہوئے بولا۔

"خبردار! حرکت نہ کرنا.... دیواروں کے دوسری طرف جو لوگ رائفلیں سنبھالے بیٹھے ہیں.... ان سے کہو.... رائفلیں گرا دیں"۔

○☆○

26

تہ خانہ

ان کے چہروں پر رونق دوڑ گئی، لیکن جب انہوں نے جے ہارڈی اور رابرٹ کنگ کی طرف دیکھا تو یہ رونق اڑنچھو ہو گئی، اس لیے کہ ان کے چہروں پر طنزیہ مسکراہٹ ناچ رہی تھی۔

"خیر تو ہے.... آپ مسکرا رہے ہیں.... آپ کو تو اس وقت خوف زدہ نظر آنا چاہیے"۔ فاروق کے لہجے میں حیرت تھی۔

"میرے فوجی اتنے نادان نہیں کہ بھری ہوئی رائفل تم لوگوں کے ہاتھوں میں دے دیں.... ویسے اگر یہ بے وقوفی کر گزرتے، تب بھی یہ نادان لڑکا اس رائفل کو نہیں چلا سکتا تھا.... تم میں سے کوئی بھی اس رائفل کو نہیں چلا سکتا"۔

"ہم تمہارا یہ دعویٰ بھی غلط ثابت کر سکتے ہیں"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"کیا مطلب؟" جے ہارڈی چونکا۔

"میں اس رائفل کو چلا سکتا ہوں.... صرف میں نہیں، انسپکٹر کامران مرزا، خان رحمان اور پروفیسر داؤد تک چلا کر دکھا سکتے ہیں"۔

"غلط.... بالکل غلط"۔

"تو پھر لگے ہاتھوں یہ تجربہ بھی ہو جائے‘ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا"۔

"ضرور کیوں نہیں.... یہ رائفل لے لو اور چلا کر دکھا دو"۔

"اس کا کیا فائدہ.... اس میں تو میگزین ہی نہیں"۔ انسپکٹر جمشید نے برا سا منہ بنایا۔

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا.... ٹریگر دبانے سے جو آواز آئے گی.... وہ رائفل چلنے کا ثبوت ہو گی اور اگر رائفل نہ چلی تو بالکل آواز نہیں آئے گی"۔

"بہت خوب.... تو پھر لائیے.... ہو جائے تجربہ"۔

انسپکٹر جمشید نے رائفل لے لی‘ چند منٹ تک اس کو الٹ پلٹ کر بغور دیکھتے رہے.... آخر انہوں نے اس کو سیدھا کیا.... چند جگہوں سے اس کو چھوا اور پھر اچانک ٹریگر دبا دیا.... ٹریگر دبتے ہی ایک تیز آواز سنائی دی اور انسپکٹر جمشید گر کر تڑپنے لگے۔

"ارے ارے.... یہ کیا ہوا؟" ان کے سب ساتھی بوکھلا اٹھے۔

"یہ بات ثابت ہو گی کہ انسپکٹر جمشید رائفل چلانا جان گئے ہے.... لیکن ان سے معمولی سے غلطی ہو گئی.... رائفل کو کندھے سے لگا کر ٹریگر دبانا چاہیے تھا.... ورنہ اس کا دھکا زبردست ہے اور ہنسلی کی ہڈی توڑ کر رکھ دیتا ہے.... یہ بھی ضروری نہیں کہ دھکا صرف گولی چلنے

کے وقت لگتا ہے.... اگر رائفل میں گولیاں نہ ہوں‘ تب بھی لگتا ہے"

"نن نہیں"۔ وہ چلائے۔

"اب اس میں چیخنے‘ چلانے کی کیا بات ہے.... جو چیز ٹوٹنا تھی.... ٹوٹ گئی.... فکر نہ کرو جڑوا دیں گے"۔ جے ہارڈی نے مذاق اڑانے کے انداز میں کہا۔

وہ فوراً انسپکٹر جمشید پر جھک گئے.... لیکن وہ بالکل بے ہوش تھے.... ان کی ہنسلی کی ہڈی کو چھو کر دیکھا گیا تو وہ واقعی ہلتی محسوس ہوئی۔

"یہ بہت برا ہوا.... آپ انہیں فوراً ہسپتال بھجوائیں"۔

"اس کی کوئی ضرورت نہیں.... ہمیں تم لوگوں کو صحت مند دیکھنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے.... آخر تو تم سب کو جلد از جلد موت کے گھاٹ اتار دینے کے خواہش مند ہیں‘ تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری"۔

"تب پھر انتظار کس بات کا ہے"۔ آصف نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"یہ جاننا چاہتے ہیں کہ آخر تم کیا سوچ کر یہاں آ گئے.... نہ تمہارے پاس کوئی پروگرام‘ نہ منصوبہ‘ نہ کوئی پلان‘ آخر کیوں مارے مارے پھر رہے ہو.... ہمیں دیکھو.... ہم تمہارے ملک گئے.... ایک منصوبے کے تحت گئے.... ایک پروگرام بنا کر گئے.... پہلے سے ہر بات

طے کر لی گئی تھی.... ہم جانتے تھے.... ہمیں کیا کرنا ہے' کیا نہیں کرنا اور جواب میں تم لوگ کیا کرو گے.... یا تم کیا کیا کر سکتے ہو.... اگر تم نے یہ کیا تو ہمیں کیا کرنا ہو گا.... اور اگر تم نے وہ نہ کیا تو ہمیں کرنا ہو گا.... یہ تمام باتیں طے تھیں.... لہٰذا ہم نہایت آسانی سے خزانہ لے آئے"۔

"ایک منٹ.... صرف ایک بات بتا دیں"۔ ایسے میں انسپکٹر کامران مرزا بولے۔

"اور وہ کیا؟"

"خزانہ حاصل کرنے کے سلسلے میں آخر ہمیں کیوں شامل کیا گیا؟"

"ہمارا اصل مسئلہ ہی یہ تھا"۔ جے ہارڈی مسکرایا۔

"کیا مطلب" وہ چونکے۔

"خزانہ واقعی ہمیں نہیں مل رہا تھا.... کمرے کے فرش پر جو اشارات دیئے گئے تھے.... وہ بڑے سے بڑے ماہر کی سمجھ میں بھی نہیں آ سکے تھے.... اسی لیے تم لوگوں کو شامل کرنا پڑا' ورنہ تمہیں تو کانوں کان خبر نہ ہوتی اور ہم خزانہ لے اڑتے"۔

"وہ تو خیر.... آپ اب بھی لے اڑے"۔

"اور روحوں والے چکر کے بارے میں نہیں پوچھو گے۔

"وہ ہمیں معلوم ہے"۔

"کیا.... ہیں.... یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔

"بہت جلد اس بات کا یقین دلا دیں گے کہ روحوں والے چکر کے بارے میں ہم بالکل درست اندازہ لگا چکے ہیں.... تم لوگ دراصل ایک بات ہمیشہ بھول جاتے ہو"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے شوخ آواز میں کہا۔

"اور وہ کیا؟"

"یہ کہ پروفیسر داؤد ہمارے ساتھ ہیں.... جن کا جواب تمہارے پاس بھی نہیں ہے.... اس عمارت کے اندر بھی ہم پروفیسر داؤد کے آلات کے ذریعے پہنچے ہیں"۔

"ہوں.... خیر.... یہ بات تو ہم مان گئے ہیں.... ہماری لاکھ رکاوٹوں کے باوجود تم یہاں تک پہنچ گئے.... لیکن کیا فائدہ.... تم بہرحال اب بھی ہمارے ہی قبضے میں ہو.... بے وقوفو.... یہ جاف کا ہیڈ کوارٹر ہے.... جس جاف سے ساری دنیا گھبراتی ہے.... اس جاف کا"۔

"لیکن ہم نہیں گھبرائے"۔

"تم بھی اب گھبراؤ گے.... تمہاری باری گھبرانے کی شروع ہو چکی ہے"۔

"تم لوگوں کے پاس کچھ نہیں ہے.... ہم جانتے ہیں"۔

"ایک بار پھر تم بالکل غلط سوچ رہے ہو.... ایک چیز ہر وقت ہمارے ساتھ رہتی ہے"۔ آصف نے برا سا منہ بنایا۔

"اور وہ کیا؟" رابرٹ کنگ ہنسا۔

"عقل"۔ وہ بولا۔

اور وہ دونوں برا سا منہ بنا کر رہ گئے.... یہ سب لوگ مسکرا دیے.... لیکن جونہی انہیں انسپکٹر جمشید کا خیال آیا.... ان کی مسکراہٹیں غائب ہو گئیں۔

"ان لوگوں کو لے جا کر جیل میں ڈال دو.... آج ہمارے ملک کا مذہبی دن ہے' ورنہ ہم آج ہی تم لوگوں کو ختم کر دیتے.... اب یہ دلچسپ کام کل کریں گے.... کل تم سب لوگوں کو اپنے عوام کے سامنے پھانسی دیں گے.... تاکہ انہیں بھی خوش ہونے کا موقع ملے"۔

فوراً دروازہ کھلا اور ان گنت رائفلوں والوں نے انہیں گھیر لیا.... انسپکٹر کامران مرزا انسپکٹر جمشید کو اٹھانے کے لیے آگے بڑھے۔

"انسانیت کا تقاضا یہ تھا کہ آپ انہیں ہسپتال بھیج دیتے"۔

"نہیں.... تم لوگوں کے لیے ہم میں کوئی رحم دلی کا جذبہ نہیں ہے.... ہم بھی کہہ سکتے ہیں.... تم نے یہاں تک آتے میں ہمارے کتنے آدمی ہلاک کیے ہیں"۔

"اور خزانہ حاصل کرنے کے چکر میں.... تم نے ہمارے کتنے لوگ ہلاک کیے ہوں گے"۔

عین اس وقت انسپکٹر جمشید نے آنکھیں کھول دیں۔

"میں.... ہوش میں ہوں.... اور یہ لوگ ہمیں جیل میں نہیں

رکھ سکتے"۔ ان کے الفاظ نے انہیں چونکا دیا۔

"کیا مطلب؟" رابرٹ کنگ اور چھوٹی پارٹی اچھل پڑی۔

"آصف نے غلط نہیں کہا تھا.... ہم عقل ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے ہیں.... بلکہ ہم کیا رکھتے ہیں' اللہ تعالیٰ نے ہمیں عقلیں عطا فرمائیں ہیں.... جو ہر وقت ہمارے ساتھ رہتی ہیں.... اور ہمارا ساتھ دیتی ہیں.... میں بھی تم لوگوں کا پورا پورا بندوبست کر کے چلا تھا.... اگر تم ہمیں جیل میں رکھو گے تو ادھر ہمارے ملک میں تمہارا ایک بہت بڑا آدمی اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا.... اگر تم کل ہمیں پھانسی دینے لگو گے تو تمہارے دس بہترین آدمی ہمارے ملک میں موت کے گھاٹ اتار دیے جائیں گے.... اگر یقین نہیں تو ابھی میری گھڑی پر بات کر لیں.... یہاں ہونے والی ساری گفتگو میرے ملک میں بیٹھے میری خفیہ فورس کے آدمی بخوبی سن رہے ہیں"۔

"پھر وہی.... چکر.... آخر تم نے ہمارے کتنے آدمی پکڑے ہوئے ہیں.... جب کہ ہمیں ان کی طرف سے برابر رپورٹیں مل رہی ہیں"۔

"یہی تو ہمارا کمال ہے.... وہ رپورٹیں ان کے ہاتھوں سے تیار کرا کر میرے آدمی ارسال کرتے ہیں.... تاکہ تم اسی خیال میں رہو کہ تمہارے آدمی پکڑے نہیں گئے.... اور وہ رپورٹیں جعلی ہوتی ہیں"۔

"نن نہیں"۔ وہ لرز گئے۔

اب میری گھڑی کے پاس آ جاؤ"۔

اور وہ دونوں فوراً گھڑی کے نزدیک آ گئے.... یہی ان کی سب سے بڑی غلطی تھی.... انسپکٹر جمشید نے یک دم دونوں کی گردنوں میں اپنے بازو ڈال دیئے.... اور پوری طرح گردنوں کو اپنی گرفت میں لے لیا' ساتھ ہی ان کی آواز سنائی دی۔

گھڑی والی بات بھی اگرچہ غلط نہیں تھی.... اور ہم اس ذریعے سے بھی تم لوگوں کے قبضے کو ختم کر سکتے تھے.... لیکن نو نقد نہ تیرا ادھار' یہ نقد سودا کیسا رہا.... اب تم اپنے ساتھیوں کو خود ہی ہدایات دے دو.... کیونکہ اس حالت میں اگر تمہارے رائفل بردار مجھے نشانہ بنائیں گے تو میں تم دونوں سمیت گروں گا.... لہٰذا تم دونوں کی گردنیں ٹوٹ جائیں گی یا نہیں.... اگر تمہارے خیال میں نہیں ٹوٹیں گی تو اپنے ساتھیوں کو ہدایات دو.... کہ وہ مجھے نشانہ بنائیں۔"

"نن نہیں.... خبردار.... کوئی ایسی ویسی حرکت نہ کرنا.... ہم دونوں بہت مصیبت میں ہیں۔"

"بلکہ انہیں کہیں.... رائفلیں پھینک دیں۔"

"پھینک دو بھئی۔"

ان سب نے رائفلیں گرا دیں۔

"دیواروں کے دوسری طرف جو لوگ ہیں' وہ بھی اپنی رائفلیں یہیں لے آئیں۔" انسپکٹر کامران مرزا نے گرج کر کہا۔

وہ رائفل بردار بھی آ گئے۔

انسپکٹر کامران مرزا آپ ذرا چیک کریں۔"

انہوں نے سر ہلایا اور باہر نکل گئے.... جلد ہی وہ دو رائفل برداروں کو گردن سے پکڑے ہوئے اندر لائے۔

"یہ دو سورما چھپے رہ گئے تھے۔"

"ہوں.... خیر.... میں ایک تجویز آپ دونوں کے سامنے رکھتا ہوں۔"

"کک.... کیسی تجویز؟" رابرٹ کنگ نے پھنسی پھنسی آواز میں کہا۔

"پرسکون انداز میں اپنے ساتھیوں کے بغیر آپ دونوں ہمارے ساتھ مسٹر شرجیل کے گھر چلیں.... ہم وہاں بات چیت کے ذریعے آپس کے معاملات طے کر لیں گے۔"

"ٹھیک ہے.... کوئی اعتراض نہیں.... لیکن یہاں سے نکلنے کے لیے ہمیں باہر موجود فوجیوں سے بات کرنا ہو گی۔"

"تو آپ ان سے بھی بات کر لیں۔"

"کیسے کروں.... میری گردن تو آپ کے بازو میں ہے۔"

"فون پر رابطہ کریں گے یا وائرلیس سیٹ پر۔"

"سیٹ پر.... سیٹ میری دائیں جیب میں ہے۔"

"محمود.... ان کی جیب سے سیٹ نکال دو.... اور آن کر کے ان کے منہ کے پاس کر دو۔"

محمود نے فوراً عمل کیا.... اس نے باہر موجود فوجیوں کو ان الفاظ میں ہدایات دیں۔

"ہم دونوں ان لوگوں کے ساتھ شرجیل کے گھر جا رہے ہیں.... وہاں بیٹھ کر بات کریں گے.... کوئی دخل اندازی کرنے کی ضرورت نہیں"۔

"اوکے سر"۔ باہر سے کسی کی آواز سنائی دی۔

محمود نے سیٹ بند کر دیا تو انسپکٹر جمشید بولے۔

"اس پیغام میں کوئی ہیر پھیر تو نہیں ہے"۔

"نہیں.... یہ پیغام بالکل صاف تھا"۔

"دیکھ لیں.... اگر کوئی گڑبڑ ہوئی تو آپ دونوں کی گردنیں ضرور ٹوٹ جائیں گی"۔

"بالکل ٹھیک.... ہم یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں"۔ رابرٹ نے فوراً کہا۔

وہ انہیں لیے باہر نکل آئے.... باہر سب فوجی دم بخود کھڑے نظر آئے.... یوں لگتا تھا جیسے انہیں سانپ سونگھ گیا ہو.... وہ ان کے درمیان سے پرسکون انداز میں نکلتے چلے گئے.... پھر ایک فوجی گاڑی میں بیٹھ کر شرجیل کے گھر پہنچے۔

"تم لوگ بے وقوف ہو"۔ رابرٹ نے جھلا کر کہا۔

"یہ بات آپ پہلے بھی کہہ چکے ہیں.... خیر.... اب پھر بتا دیں....

ہمیں ایک بار پھر یہ خطاب آپ نے کیوں دے دیا اور ابھی اور کتنی مرتبہ دیں گے"۔ فاروق نے جلدی جلدی کہا۔

"ہمیں تم لوگ اس گھر میں لے آئے ہو.... ہمارے ملک سے تو نہیں نکل گئے.... آخر کب تک تم ہماری گردنوں کو قابو میں رکھ کر ادھر ادھر جاؤ گے"۔

"ہمارے لیے یہ کام بہت آسان ہے' آپ فکر نہ کریں.... پہلے تو یہاں دو دو باتیں ہو جائیں"۔

وہ اندر آ کر ایک کمرے میں بیٹھ گئے.... گردنیں اب بھی انسپکٹر جمشید کی گرفت میں تھیں.... کمرے کے دروازے اور کھڑکیاں اندر سے بند کر لی گئیں۔

"پروفیسر صاحب.... آپ ذرا چیکنگ کر لیں.... یہاں ہونے والی بات چیت کس طرح باہر تو نہیں سنی جا رہی"۔

چند منٹ بعد انہوں نے ان دونوں کے کپڑوں سے چند چیزیں نکال کر بیکار کر دیں۔

"بات چیت باہر سنی جا رہی تھی.... اب نہیں سنی جائے گی"۔

"چلیے شکریہ.... ہاں تو مسٹر رابرٹ اور جے ہارڈی.... پہلے تو یہ بتائیں.... آپ لوگ روحوں میں کس طرح تبدیل ہو گئے تھے ... اور اب روحوں سے پھر انسان کیسے نظر آ رہے ہیں"۔

"بس! ہم یہی نہیں بتائیں گے.... اگر یہ راز بتا دیا تو پھر مزا کیا

رہ جائے گا"۔

"گویا جب تم روح بنے ہوئے تھے... اس وقت بھی روح نہیں تھے"۔

"ہاں! نہیں تھے... لیکن تمہارے لیے تو روحیں ثابت ہو رہے تھے"۔

"اس میں شک نہیں... ہم چکرا کر رہ گئے تھے... خیر... اب خزانہ کی بات ہو جائے... جس طرح تم لوگوں کو خزانے کا پتا چلا... وہ ہمیں معلوم ہے... بس اتنا بتا دو کہ تم خزانے کو یہاں تک کیسے لے آئے... جب کہ ہم نے کچھ بھی وہاں نہیں دیکھا"۔

"یہ بھی بہت بڑا راز ہے... ہم نہیں بتائیں گے"۔

"اچھی بات ہے... آپ کی مرضی... ایک سوال کا جواب دے سکتے ہیں آپ... یہ کہ آپ کی اہمیت آپ کی حکومت کے نزدیک اس خزانے سے کم ہے یا زیادہ"۔ انسپکٹر جمشید نے سوال عجیب سے انداز میں کہا۔

"یہ کیا بات ہوئی... یہ کیسا سوال ہوا؟"

"بس ہے یہ سوال... تم جواب دو... اگر دینا پسند کرتے ہو"۔

"ہم تو خزانہ لائے ہیں... ہم نے ہی تو منصوبہ بنایا تھا خزانہ لانے کا... ہم نے ہی خزانے کا سراغ لگایا اور پھر اپنی گورنمنٹ کو بتایا... پھر بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خزانہ ہم سے زیادہ قیمتی ہو...

ایسے کئی خزانے ہمارے مقابلے میں کم قیمت ہیں، کیونکہ ہم ہوں گے تو منصوبے بنیں گے... اور ملک کو فائدہ ہی فائدہ ہو گا... ہم نہیں ہوں گے تو ہم جیسے دماغ تلاش کرنے میں حکومت کو چکر آئیں گے... کیا سمجھے"۔

"سمجھ گئے... یہی معلوم کرنا تھا... شرجیل کا مکان آپ لوگوں نے اچھی طرح دیکھا بھالا... اچھی طرح اس کی تلاشی لی تھی... لی تھی نا"۔

"مجھے یہی معلوم ہے... میں تو تلاشی لینے والوں میں شامل نہیں تھے... بہرحال جاف کے آدمیوں نے تلاشی لی تھی"۔

"لیکن وہ اچھی طرح تلاشی نہیں لے سکے... ایک چیز انہیں نظر نہیں آئی"۔

"کیا مطلب... وہ کیا چیز ہے... جو نظر نہیں آئی انہیں... ہم ان کی کھال گرا دیں گے"۔ جے ہارڈی غرایا۔

"وہ چیز بتائی نہیں جا سکتی... دکھائی جا سکتی ہے... آؤ تمہیں دکھائیں"۔

انسپکٹر جمشید انہیں لے کر کھڑے ہو گئے... اور اس کمرے سے باہر لے آئے... باقی لوگ بھی ان کے ساتھ تھے... وہ ایک اور کمرے میں آئے... اس کمرے میں ایک خفیہ راستا کھولا گیا... وہ راستا انہیں ایک تہ خانے میں لے آیا۔

جے ہارڈی اور رابرٹ کنگ کی آنکھیں مارے حیرت اور خوف کے پھیلتی جا رہی تھی۔

○☆○

27

ان کی بھول

آپ کس بات پر حیران ہو رہے ہیں مسٹر جے ہارڈی.... اور رابرٹ کنگ"۔

"اس مکان سے جاف کے آدمی آخر تک یہ تہ خانہ کیوں تلاش نہ کر سکے۔

"آپ کے آدمی تو خزانہ بھی تلاش نہیں کر سکے تھے"۔ محمود مسکرایا۔

"اوہ ہاں! یہ بھی ہے.... خیر.... آپ ہمیں اس تہ خانے میں کیوں لائے ہیں"۔

"اس تہ خانے میں دائیں طرف آپ کو کچھ نظر آ رہا ہے"۔

"ہاں! ایک پردہ سا لٹکا ہوا ہے"۔ رابرٹ نے فوراً کہا۔

"اس پردے کے دوسری طرف کیا ہے.... جانتے ہیں آپ"۔ آصف نے پرزور انداز میں کہا۔

"نن نہیں.... کیا ہے؟؟"

"ایک ایسی چیز.... جس سے آپ اچھی طرح واقف ہیں، لیکن

اس کے باوجود آپ اس چیز کو یہاں دیکھ کر دھک سے رہ جائیں گے.... آپ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی.... اور منہ کھلے کا کھلے"۔

"آخر ایسی کیا چیز ہے؟" جے ہارڈی نے پریشان ہو کر کہا۔

اب میں تم لوگوں کی گردنیں چھوڑ دیتا ہوں.... کیا خیال ہے دوستو"۔ انسپکٹر جمشید نے ہانک لگائی۔

"اگر آپ تھک گئے ہیں تو انہیں میں قابو میں کر لیتا ہوں.... لیکن انہیں چھوڑ دینا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہو گا"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے پریشان ہو کر کہا۔

"تب پھر کم از کم ان میں سے ایک کو آپ پکڑ لیں.... دوسرے کو میں سنبھالے رہوں گا"۔

"ٹھیک ہے"۔ انہوں نے کہا اور جے ہارڈی کو فوراً پکڑ لیا۔

"اب جلدی سے دکھا دو.... اس پردے کے پیچھے کیا ہے"۔

"محمود.... وہ پردہ اٹھا دو"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

محمود نے آگے بڑھ کر پردہ اٹھا دیا.... دوسرے ہی لمحے رابرٹ کنگ اور جے ہارڈی نے اچھل پڑنے کی کوشش کی.... لیکن وہ تو بری طرح قابو میں تھے.... اچھلتے کس طرح۔

"نن نہیں.... یہ ہم کیا دیکھ رہے ہیں؟ جے ہارڈی کی سرسراتی آواز سنائی دی۔

"اف.... اگر یہ لوگ اپنے منصوبے میں کامیاب ہو جاتے تو کیا

ہوتا"۔ رابرٹ کنگ نے کہا۔

"کامیاب ہی تو ہو گئے ہیں ہم.... اب ناکامی کا کیا سوال"۔ خان رحمان بولے۔

"یہی تو تمہاری بھول ہے.... انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا.... بلکہ باقی لوگوں کی بھی"۔

"بھول.... کیسی بھول.... کیا کہہ رہے ہو تم.... ہم تو مکمل طور پر کامیاب ہو چکے ہیں.... یا پھر تم حواس کھو بیٹھے ہو"۔ انسپکٹر جمشید نے منہ بنایا۔

"نن نہیں ہم پوری طرح ہوش میں ہیں.... پہلی بات تو یہ کہ اس وقت تک یہ مکان پوری طرح فوج کے گھیرے میں لیا جا چکا ہے.... اس قدر فوج کہ تم ایک ماہ تک لڑتے رہو.... تب بھی گھیرا نہیں توڑ سکو گے"۔

"لیکن مسٹر جے ہارڈی آپ دیکھ رہے ہیں.... ہمیں فوج کا گھیرا توڑنے کی ضرورت ہی کیا ہے"۔

"بہت بڑی خوش فہمی میں مبتلا ہو انسپکٹر جمشید تم.... اور اسی خوش فہمی میں ہم تمہارے ساتھ یہاں آئے ہیں.... ہم نے سوچا.... چلو تم لوگوں سے ذرا کھیلیں گے"۔

"پتا نہیں تم کیا کہہ رہے ہو.... ابھی بھی تم دونوں کو...."

"ہاں ہاں ہم جانتے ہیں.... تم کیا کہنا چاہتے ہو.... لیکن آپ کی

اطلاع کے لیے عرض ہے.... آپ ذرا میرے گردن توڑ کر دکھائیں"۔
رابرٹ کنگ نے عجیب سی بات کہی۔

"کیا کہا.... گردن توڑ کر دکھاؤں"۔

"ہاں! جو گردنیں توڑنے کی دھمکی دے کر تم ہمیں یہاں تک لائے ہو.... ذرا وہی گردنیں توڑ کر دکھاؤ.... انسپکٹر کامران مرزا تم جے ہارڈی پر زور لگاؤ"۔

"کیا مطلب.... اگر ہم زور لگائیں گے تو کیا یہ گردنیں نہیں ٹوٹیں گی"۔ خان رحمان نے حیران ہو کر کہا۔

"ہاں! نہیں ٹوٹیں گیں.... ہم تو بس یہ دیکھنے چلے آئے تھے کہ تم لوگ کرنا کیا چاہتے ہو.... اور آخر کار ہم یہ بات جان گئے ہیں"۔

"بہت خوب.... لیکن ہم تم دونوں کی گردنیں توڑنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے.... اس لیے کہ تم زندہ حالت میں ہمارے لیے بہت مفید ہو.... آخر ہمیں وہ خزانہ حاصل کرنا ہے"۔

"تب پھر جو کرنا ہو.... ہمارے ساتھ جلد کرو"۔

"منور علی خان.... اپنی ریشم کی رسی نکالیے.... جو گوشت میں دھنستی چلی جاتی ہے.... لیکن اس کی گرہ نہیں کھلتی"۔

"ہوں.... اچھا"۔ انہوں نے کہا اور اپنے بیگ میں ہاتھ ڈالا۔

عین اس وقت ایک عجیب بات ہوئی.... جے ہارڈی اور کنگ رابرٹ نے ان دونوں کے ہاتھوں کو ایک ہلکا سا جھٹکا دیا.... اور ان کی

گردنیں چھوٹ گئیں.... اس جھٹکے کے لیے انہیں بالکل زور نہیں لگانا پڑا تھا۔

"ارے.... یہ کیا کیا انسپکٹر صاحبان.... آپ نے ہماری گردنیں چھوڑ دیں.... شاید آپ بے دھیان تھے.... لیں.... ہم ایک بار پھر اپنی گردنیں آپ کے بازوؤں میں دیتے ہیں.... ان کو پکڑ لیں.... پوری مضبوطی سے پکڑ لیں اور پھر زور لگائیں.... اگر آپ ہماری گردنیں مروڑ سکے.... تو خزانہ آپ کا"۔

"کیا کہا.... خزانہ ہمارا"۔ فاروق چلایا۔

"ہاں! آپ لوگوں کا.... ہم خود آپ کے ساتھ وہ خزانہ باعزت طور پر روانہ کریں گے"۔

"دیکھ لیں.... سوچ لیں.... کیا کہ رہے ہیں آپ"۔

"جو کہ رہے ہیں سوچ سمجھ کر کہ رہے ہیں"۔

"لیکن بالکل غلط کہ رہے ہیں.... جب آپ کی گردنیں ٹوٹ جائیں گی تو آپ خزانہ ہمارے حوالے کرنے کے قابل کہاں رہ جائیں گے"۔

"ہم تو لوگوں کے سامنے باہر موجود لوگوں کو ہدایات دے دیتے ہیں.... اس کی خلاف ورزی نہیں ہوگی"۔

"فی الحال ہم کسی کو اندر آنے کی اجازت نہیں دے سکتے"۔ پروفیسر داؤد بولے۔

"ارے.... جمشید.... تم کیوں خاموش ہو"۔ خان رحمان بولے۔

"کامران مرزا.... تم کیوں بت بنے کھڑے ہو.... کیا ہوا جو انہوں نے گردنیں چھڑا لیں.... تم بے دھیان تھے نا.... اس لیے"۔

"یہی تو مشکل ہے"۔ انسپکٹر جمشید نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"کیا مشکل ہے؟"

"یہ کہ ہم نے گردنیں پوری مضبوطی سے پکڑی ہوئی تھیں اور ہم بے دھیان ہرگز نہیں تھے"۔

"کیا.... نہیں"۔ وہ ایک ساتھ چلائے۔

"ہاں! اس قدر مضبوطی سے پکڑی ہوئی گردنوں کو انہوں نے بالکل زور لگائے بغیر چھڑا لیا.... جب یہ زور لگائیں گے تو اس وقت کیا ہو گا"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"یہ.... یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں"۔ آصف چلایا۔

"آپ تو ہمیں ڈرائے دے رہے ہیں"۔ فاروق بولا۔

"اس میں ہمارا کیا قصور"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی ان دونوں نے زوردار قہقہہ لگایا.... جب ان کا قہقہہ رکا تو جے ہارڈی نے کہا۔

"بہت برے پھنسے ہو انسپکٹر جمشید یہ جاف ہے.... جاف کا جال"۔

"نن نہیں"۔ وہ گھبرا گئے۔

"اب تم سب مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ.... ہم تم سب کو ان ہاتھوں سے موت کے گھاٹ اتاریں گے.... کوئی گولی ضائع نہیں کریں گے.... آؤ میدان میں"۔

"میدان اس تہ خانے میں کہاں.... بہتر ہو گا کہ اوپر کسی کھلے میدان میں چل کر لڑیں"۔ فاروق نے برا سا منہ بنایا۔

"نہیں.... جو کچھ ہو گا.... یہیں ہو گا.... کیا سمجھے؟"

"اچھا.... جیسے تم لوگوں کی مرضی.... ہم کیا کر سکتے ہیں"۔

اور پھر بجلی سی کوند گئی.... دونوں ایک ساتھ حرکت میں آئے.... اس سے پہلے کہ وہ سنبھل سکتے.... وہ فضا میں اچھلے اور ان کے پیر خان رحمان اور منور علی خان کے سروں پر پڑے.... وہ لڑھکنیاں کھاتے دیوار سے جا ٹکرائے۔

ان کی سٹیاں گم ہو گئیں.... اس پہلو کی طرف تو انہوں نے سوچا بھی نہیں تھا.... رابرٹ اور جے ہارڈی کے پیر زمین سے لگے.... وہ کسی سپرنگ کی طرح اچھلے اور اس بار پروفیسر داؤد اور شوکی سے ٹکرا گئے.... وہ بھی لڑھک گئے۔

انہوں نے اس پر بس نہیں کیا.... تیسری بار اچھلے اور ٹی ایس ایم اور اشفاق کو لے بیٹھے.... اور پھر تو جیسے وہاں ہلچل سی مچ گئی.... کوئی بھی ان کے مقابلے میں نہ ٹک سکا.... جس نے بھی سامنے آنے

کی کوشش کی.... وہ ایک ہاتھ یا ایک لات کھا کے ڈھیر ہو گیا.... صرف چند منٹ بعد میدان صاف تھا۔

"یہ ہیں وہ لوگ جو پوری دنیا میں ہوا بنے پھرتے ہیں.... ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انھوں نے بڑے بڑے لوگوں کو بین الاقوامی مشہور لوگوں کو شکستیں دی ہیں.... جیرال' جیک فرنچ' کالی آنکھ' جیتال' سی مون' لی کاف' سلاٹر' جیسے لوگ ان کے ہاتھوں انجام کو پہنچ چکے ہیں.... ان لوگوں نے انہیں تگنی کا ناچ نچایا ہے.... یہاں تک کہ ابطال جیسے شخص نے ان کے ہاتھوں مار کھائی ہے.... اور اب تو راٹور کا بھی نام سننے میں آ رہا ہے.... لیکن ہم نے کتنی آسانی سے انہیں ڈھیر کر دیا ہے.... یہ تو کچھ بھی چیز نہیں ہیں.... میرا خیال ہے.... ان کے بارے میں صرف کہانیاں مشہور ہیں.... اور کچھ نہیں.... کیا خیال ہے رابرٹ کنگ"۔

"آپ بالکل ٹھیک کہتے ہیں.... جے ہارڈی.... یہ تو سمندر کی جھاگ ثابت ہوئے ہیں ہمارے لیے.... ہمیں ذرا بھی تو کوئی محنت نہیں کرنا پڑی.... کوئی مشکل پیش نہیں آئی.... جیسے کوئی پہاڑ جیسا آدمی کسی چیونٹی کو مسل دے.... بس ہمیں تو اتنا ہی آسان لگا ہے انہیں گرانا.... اب ہماری طرف ٹکر ٹکر دیکھ رہے ہیں.... اٹھنے کی ہمت نہیں پا رہے.... کیوں.... کوئی ہے تم میں.... جو اٹھ سکے"۔

رابرٹ کنگ روانی کے عالم میں کہتا چلا گیا.... انہوں نے ایک

دوسرے کی طرف دیکھا.... ایسے میں ایک نحیف سے انسان میں حرکت پیدا ہوئی.... اس نے اٹھنے کی کوشش کی.... اور بولا۔

"ہاں ہم اٹھ سکتے ہیں اور تم سے لڑ سکتے ہیں اور لڑیں گے"۔

یہ آواز اخلاق کی تھی.... پھر وہ اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا.... سب نے اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھا.... رابرٹ اور جے ہارڈی کی آنکھوں میں حیرت نظر آئی۔

"کمال ہے.... کسی کا ایک کا کھڑا ہونا بھی ہمارے لیے کمال کی بات ہے.... ہم تو اس خیال میں تھے کہ اب یہ ہلنے جلنے کے قابل بھی نہیں رہ گئے"۔

"یہ ہماری بہت بڑی فتح ہے.... اخلاق کا اٹھنا"۔ انسپکٹر جمشید نے گویا اعلان کیا۔

"اگر یہ بات ہے انکل تو پھر میں بھی اٹھوں گا"۔ ٹی ایس ایم کی آواز سنائی دی۔

"بہت خوب! یہ تو اور کمال ہو گیا.... لیکن ہمارے بچوں کو کیا ہوا"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"انہیں ہاتھ شاید بہت ہلکے لگے ہیں.... لیکن اگر آپ ہمارا اٹھنا ہی چاہتے ہیں تو پھر ہم اٹھیں گے ان شاء اللہ"۔ محمود کی آواز سرسرائی اور وہ بھی اٹھتا نظر آیا۔

"کیوں نہیں.... ضرور اٹھیں گے"۔ آصف بولا اور اٹھنے لگا۔

پھر تو وہ سب اٹھنے کی کوشش کرنے لگے.... رابرٹ اور جے ہارڈی پھٹی پھٹی آنکھوں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"یہ.... یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ رابرٹ نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"ابھی تو تم اور نظارے دیکھو گے"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے کہا اور لگے اٹھنے۔

سب سے آخر میں انسپکٹر جمشید اٹھے.... اب وہ سب کھڑے ہو چکے تھے.... رابرٹ اور جے ہاردی کا مارے حیرت کے برا حال تھا۔

"آخر تم لوگ اس قدر حیران کیوں ہو؟"

"ہماری مار کھا کر آج تک کوئی نہیں اٹھا"۔

"بس اتنی سی بات.... خیر سنو.... اصل راز کیا ہے.... ہم لوگ تو روزانہ اس قسم کی چوٹیں کھاتے رہتے ہیں.... دیواروں سے ٹکرا کر اٹھ کھڑے ہونا.... ہمارا روز کا کام ہے.... اور جب انسان عادی ہو جاتا ہے تو اس قسم کی چوٹیں اسے زیادہ بے کار نہیں کرتیں.... دوسرے یہ کہ یہ جو ہیں نا ہمارے پروفیسر داؤد.... یہ بہت عجیب ہیں.... انہوں نے ایک قسم کی گولیاں تیار کر رکھی ہیں.... ایک آدمی اگر ایک گولی کھا لے تو ایک ہفتے تک اس گولی کا اثر رہتا ہے.... اثر کیا رہتا ہے.... یہ بھی سن لیں.... بڑی سے بڑی چوٹ کا اثر اسے بہت کم محسوس ہوتا ہے.... تم لوگوں کی فخر اور غرور کی باتیں سن کر ہم نے سوچا.... چلو ذرا تمہارا

بھی دل بہلا دیں.... جس طرح تم نے ہمارا دل بہلانے کی کوشش کی تھی.... کیا سمجھے.... اب ایک بار پھر ہم تم سے دو دو باتیں کرنے کے قابل ہیں اور اس بار ہم ایک ہلکے سے جھٹکے سے دور نہیں جا گریں گے.... اس لیے کہ ہم بھی کچی گولیاں نہیں کھیلے ہوئے.... اب تم یہ بھی سمجھ جاؤ گے کہ ہم کیوں اتنے مشہور ہیں"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی انسپکٹر جمشید نے رابرٹ کنگ اور انسپکٹر کامران مرزا نے جے ہارڈی پر چھلانگیں لگا دیں.... ان سے پورے زور سے ٹکرائے.... چاروں فرش پر ڈھیر ہو گئے.... لیکن اسی وقت انہوں نے انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا کو ربڑ کی گیند کی طرح اچھلتے دیکھا.... تاہم دوسرا لمحہ ان دونوں کے لئے حیران کن تھا.... جب انسپکٹر جمشید اور انسپکٹر کامران مرزا اپنے پیروں پر کھڑے نظر آئے۔

"بہت خوب.... حیرت انگیز.... اب ہمیں ذرا اور انداز میں مقابلہ کرنا ہو گا"۔ رابرٹ کنگ نے ہنس کر کہا۔

"اور وہ نیا انداز کیا ہے؟"

"یہ"۔ یہ کہہ کر انہوں نے جیب سے پستول نکال لیے۔

"یہ کیا بات ہوئی.... تم تو کہہ رہے تھے.... صرف ہاتھوں اور پیروں سے مقابلہ کریں گے"۔

"ہاں! ہم نے یہی کہا تھا.... لیکن اب ہوا کا رخ دیکھ کر پروگرام بدل دیا ہے.... یہ گیس پستول ہیں.... اس گیس کا اثر ہم پر نہیں ہو

گا.... کیونکہ ہمارے منہ پر نظر نہ آنے والے گیس ماسک چڑھے ہوئے ہیں.... لیکن تم میں سے کوئی اس گیس کے اثر سے ہوش میں نہیں رہ سکے گا"۔

"پروفیسر صاحب.... ان کی اس بات کا آپ جواب دیں گے"۔

"انہیں پستول چلانے دو.... جواب انہیں خود مل جائے گا"۔ وہ مسکرا دیئے۔

"کیا مطلب.... کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ اس گیس کا اثر تم پر بھی نہیں ہو گا"۔

"پتا نہیں ہم یہ کہنا چاہتے ہیں یا کچھ اور.... بہرحال آپ ذرا فائر کریں"۔

دونوں نے گیس پستولوں کے ٹریگر دبا دیئے.... چند سیکنڈ گزر گئے.... سب جوں کے توں کھڑے رہے۔

"تم دونوں مکمل طور پر ہار گئے ہو.... اپنی ہار تسلیم کر لو"۔ پروفیسر داؤد مسکرائے۔

"نہیں.... ہار کا کیا سوال.... اپنے ملک میں ہم چند لوگوں سے ہار جائیں.... یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔

"پھر.... اب کیا پروگرام ہے"۔ پروفیسر داؤد مسکرائے۔

"ہم ایک بار پھر روحوں میں تبدیل ہونے لگے ہیں.... اس صورت میں بھلا تم ہمارا کیا بگاڑ لو گے"۔

نن نہیں.... پروفیسر صاحب.... جلدی کریں.... اس سے پہلے کہ یہ ایسا کر سکیں.... انہیں بے ہوش کر دیں"۔

عین اس وقت پروفیسر داؤد حرکت میں آ چکے تھے.... ان کے ہاتھ میں سفید رنگ کا ایک پستول نظر آیا اور انہوں نے اس کا ٹریگر دبا دیا.... رابرٹ کنگ اور جے ہارڈی تیوار کر گرے اور ساکت ہو گئے۔

"اب ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے.... کہیں کوئی اور چکر نہ چل جائے"۔

"ہاں ٹھیک ہے.... پہلے انسپکٹر جمشید کو اپنے ملک ٹرانسفر کیا جائے گا.... ساتھ ہی خان رحمان کو.... اس کے بعد ان دونوں کو اور پھر ہم باری باری اپنے ملک پہنچ جائیں گے.... باقی کارروائی وہیں کریں گے"۔

"بالکل ٹھیک ہے"۔

اور پردے کے دوسری طرف بنائے گئے شیشے کے بوتھ میں انسپکٹر جمشید داخل ہو گئے.... ان کے ساتھ خان رحمان بیٹھ گئے.... اس کے بعد بٹن دبایا گیا.... اور ان کے جسم پہلے دھوئیں میں تبدیل ہوئے، پھر غائب ہو گئے.... اس بوتھ کے ذریعے وہ اپنے ملک میں پروفیسر داؤد کی تجربہ گاہ میں بنائے گئے بوتھ میں منتقل ہو چکے تھے.... اب بے ہوش جے ہارڈی اور رابرٹ کنگ کو بوتھ میں ڈالا گیا.... اور بٹن دبا دیا گیا.... اس طرح وہ باری باری بیٹھتے گئے اور دوسری طرف پہنچ گئے۔

ادھر شرجیل کے مکان کے باہر فوجی جب تنگ آ گئے تو وہ اندر داخل ہوئے اور یہ دیکھ کر ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اندر موجود تمام لوگ اس طرح غائب تھے.... جیسے گدھے کے سر سینگ.... یہ حیرت انگیز رپورٹ انہوں نے جاف کے اعلیٰ چیف کو دی.... اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا.... ابھی منہ بند نہیں ہوا تھا کہ فون کی گھنٹی بجی۔

○☆○

28

تیل کی دھار

"چیف صاحب.... انسپکٹر جمشید آپ کی خدمت میں آداب پیش کرتا ہے.... آپ نے رابرٹ کنگ اور جے ہارڈی کو روحوں کے روپ میں ہمارے ملک میں بھیجا تھا.... وقتی طور پر ہم ان سے خوف زدہ ہو گئے تھے.... اور انہیں روحیں ہی خیال کر بیٹھے تھے.... لیکن جب ہم نے اپنے مذہب پر غور کیا.... اس بات پر غور کیا کہ ہمارا قرآن روح کے بارے میں کیا کہتا ہے اور یہ کہ مرنے کے بعد روحیں اس دنیا میں آ سکتی ہیں یا نہیں.... جب ان سب باتوں کا جائزہ لیا تو روحوں کا اس دنیا میں موجود ہونا اور خزانوں وغیرہ کے چکر میں پڑنا.... یا انتقام لینے کے لیے آنا ناممکن محسوس ہوا.... تب ہمیں خود اپنا ایک کیس یاد آیا.... اس میں شیشے کا بوتھ بنایا گیا تھا.... اسی جیسا ایک بوتھا ایک دور دراز کے ملک میں بنایا گیا.... آلات کے ذریعے دونوں کا رابطہ تھا.... انسان کو لہروں میں تبدیل کر کے ایک بوتھ سے دوسرے بوتھ تک منتقل کرنے اور وہاں انسانی شکل میں اسے وصول کر لینے کا تجربہ کیا گیا تھا.... اور سائنس دان اپنے اس تجربے میں کامیاب ہو گئے تھے.... لیکن اس

بوتھ کے ذریعے ہم وہاں پہنچ گئے تھے۔۔۔۔ جب یہ ساری باتیں ہمیں یاد آئیں تو پروفیسر داؤد روحوں کی حقیقت جان گئے۔۔۔۔ انہوں نے ہمیں بتایا کہ اس تجربے کو مزید آگے بڑھایا گیا ہے۔۔۔۔ یعنی صرف لہریں اس بوتھ کے ذریعے ادھر بھیج دی گئی ہیں۔۔۔۔ اور گویا اس طرف انسان صرف لہروں کی شکل میں آیا ہے۔۔۔۔ جسم وہیں رہ گئے ہیں۔۔۔۔ بلکہ جسموں کو وہیں رکھ لیا گیا ہے۔۔۔۔ اب لہریں تھیں۔۔۔۔ جو روحیں بن گئی تھیں۔۔۔۔ یہاں سوال پیدا ہوا کہ چلو مان لیا۔۔۔۔ کہ اس طرح جسم نہیں جسم کی صرف لہریں ارسال کی گئی ہیں۔۔۔۔ لیکن یہ لہریں دوسرے انسان کا گلا کس طرح گھونٹ سکتی ہیں۔۔۔۔ اس کے لیے ہمیں وہ غائب انسان یاد آیا۔۔۔۔ بے ہوش کرنے کا کام دراصل وہ کرتا تھا۔۔۔۔ ہاتھوں سے نہیں، گیس سنگھا کر۔۔۔۔ اور محسوس یہ ہوتا تھا کہ جیسے روحیں گلا گھونٹ رہی ہیں۔۔۔۔ جب ہم یہ ساری باتیں سمجھ گئے۔۔۔۔ اور ہمیں خزانے کا راستا مل گیا تو خزانہ کو اوپر نہیں لایا گیا۔۔۔۔ نہ اوپر لانے کے لیے آدمی لائے گئے۔۔۔۔ بلکہ جو لوگ سرنگ میں اترے، وہ بھی غائب ہو گئے۔۔۔۔ بتایا یہ گیا کہ اژدھے کی پھنکار سے وہ لوگ پانی بن گئے۔۔۔۔ جب کہ وہاں کوئی اژدھا تھا ہی نہیں۔۔۔۔ یہ پھنکار ریکارڈ کی گئی پھنکار تھا۔۔۔۔ وہ لوگ اور خزانہ تو دراصل گڑھے میں فوری طور پر قائم کیے جانے والے بوتھ کے ذریعے دوسری طرف پہنچا دیئے گئے تھے۔۔۔۔ اب رہا یہ سوال کہ اس قدر جلد گڑھے میں یا تہ خانے میں بوتھ کس طرح بن گیا۔۔۔۔ تو یہ کوئی

مشکل کام نہیں تھا۔۔۔۔ ریڈی میڈ بوتھ ساتھ لایا گیا تھا۔۔۔۔ وہ شیشے کا نہیں نائیلون کا بنا ہوا تھا۔۔۔۔ اور رابرٹ کے بیگ میں تھا۔۔۔۔ جو ہر وقت اس کے کندھے سے لٹکا رہتا تھا۔۔۔۔ اس طرح وہ بوتھ وہاں بن بھی گیا اور سب لوگ اور خزانہ منتقل ہو گیا اور ہمیں خبر تک نہ ہوئی۔۔۔۔ خبر ہوئی تو اس وقت جب پروفیسر داؤد نے ان تمام رازوں سے پردہ اٹھایا۔۔۔۔ لہٰذا میں نے بھی اسی زبان میں جواب دینے کی سوچی۔۔۔۔ ہم نے شرجیل کے گھر میں ویسا ہی بوتھ قائم کیا۔۔۔۔ اور تمہارے دو اہم ترین آدمیوں رابرٹ اور جے ہارڈی کو یہاں لے آئے ہیں۔۔۔۔ اب یہ دونوں ہمارے قبضے میں ہیں۔۔۔۔ اگر تمہیں خزانہ ان سے زیادہ عزیز ہے تو خزانہ اپنے پاس رکھو۔۔۔۔ ہم انہیں موت کے گھاٹ اتار دیں گے۔۔۔۔ اور اگر یہ زیادہ عزیز ہیں تو خزانہ بوتھ کے ذریعے ادھر بھیج دو۔۔۔۔ ہم تمہارے یہ دونوں آدمی ادھر بھیج دیں گے۔۔۔۔ تمہیں سوچنے کے لیے چوبیس گھنٹے دیے جاتے ہیں"۔

"او کے۔۔۔۔ اب چوبیس گھنٹے بعد بات ہو گی"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

وہ گھر بیٹھے شام کی چائے پی رہے تھے۔۔۔۔ چوبیس گھنٹے پورے ہونے میں چھ گھنٹے باقی تھے۔

"کیا خیال ہے۔۔۔۔ اگر بیگال نے کہہ دیا کہ ہمارے نزدیک دو آدمیوں کی کوئی اہمیت نہیں ہے تو پھر۔۔۔۔ ہم کیا کریں گے"۔ پروفیسر داؤد

کہ رہے تھے.... ان کی باتیں سن کر سب نے فکرمندانہ انداز میں سر ہلا دیئے۔

"امید تو یہی ہے.... بلکہ یقین ہے کہ وہ خزانہ واپس کرنا منظور کریں گے.... کیونکہ ان کے نزدیک ان دونوں آدمیوں کی اہمیت بہت زیادہ ہے"۔ انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا۔

"جمشید.... سوال یہ نہیں ہے.... سوال تو صرف یہ ہے کہ اگر انہوں نے خزانے کے بدلے اپنے آدمی لینے سے انکار کر دیا تو.... اس صورت میں ہم کیا کریں گے؟" خان رحمان بولے۔

"اس صورت میں.... ہم کیا کریں گے.... میرا خیال ہے یہ ایک خوفناک سوال ہے"۔ انسپکٹر جمشید بولے۔

"لیکن ہمیں اس خوفناک سوال کا جواب بہرحال تلاش کرنا ہو گا"۔ انسپکٹر کامران مرزا نے کہا۔

"کیوں فرزانہ.... فرحت اور رفعت.... تم اس سوال کا جواب دے سکتی ہو"۔

"جج.... ہم یعنی کہ ہم"۔ وہ گھبرا گئیں۔

"ہاں! تم جواب دو گی.... آخر اس صورت میں ہم کیا کریں گے"۔

"فرزانہ! اس صورت میں ہم کیا کریں گے؟" فرحت نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

"تم بتاؤ نا.... ویسے تو بہت عقل مند بنتی ہو"۔ فرزانہ نے اسے گھورا۔

"میں کہاں بنتی ہوں عقل مند.... مجھے تو یہ سب مل کر بنا دیتے ہیں.... رفعت تم بتاؤ"۔ فرحت نے کہا۔

"ارے.... تو تم خود کیوں نہیں بتا دیتیں.... فرزانہ کیوں نہیں بتا دیتی؟" رفعت گھبرا گئی۔

"بس معلوم ہو گیا.... ان کے دماغوں میں اب ترکیبوں کا سٹاک ختم ہو چکا ہے.... اب یہ میدان ہمیں سنبھالنا ہو گا"۔ فاروق نے میز پر زوردار مکا مارا.... لیکن اس جگہ آفتاب ہاتھ رکھے بیٹھا تھا.... اور مکا اس کے ہاتھ پر لگا' وہ چلا اٹھا۔

"ارے باپ رے.... تم اب میز اور ہاتھ میں بھی تمیز نہیں کر سکتے"۔

"میں تو تمیز کر سکتا ہوں.... ہاتھ کی آنکھیں نہیں ہوتی نا"۔ فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"تم نے کیا کہا فاروق.... اب یہ میدان.... یعنی ترکیبوں کا میدان بھی اب ہمیں سنبھالنا ہو گا"۔ محمود بولا۔

"ہاں بالکل"۔ فاروق نے سینہ پھلا لیا۔

"تب پھر درختوں پر کیا یہ چڑھیں گی.... دستک بھی کیا یہ دیا کریں گی.... خطرات کے وقت میدان میں یہ کودا کریں گی"۔ آصف

جلدی جلدی کہہ گیا۔

"نہیں.... یہ کام بھی ہم ہی کریں گے.... یہ تو بس بیٹھ کر تکا کریں گی ہمیں.... پڑے پڑے روٹیاں توڑا کریں گی"۔

"سن رہی ہو تم.... کیا ان کے طعنوں سے بھی خون نے جوش نہیں مارا"۔ فرحت پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔

"مارا ہے.... بالکل مارا ہے اور اب ہم ان کے طعنوں کے منہ توڑ جواب دیں گی.... انہیں بھیگی بلی نہ بنا دیا تو میرا نام بھی فرزانہ نہیں"۔

"اس صورت میں کیا نام ہو گا تمہارا.... پہلے یہ بتا دو"۔ آفتاب کی آواز گونجی۔

"میرا نام.... اس صورت میں.... ہاں ٹھیک ہے.... میں اپنا نام رفعت یا فرحت رکھ لوں گی"۔ فرزانہ نے مسکرا کر کہا۔

"دھت تیرے کی.... بہت چالاک ہو.... آپس میں اپنے نام تبدیل کر لو گی.... اس طرح ہمارے ہاتھ کیا آئے گا"۔

"ارے وہ مارا.... آ گئی بات ذہن میں.... سنئے ابا جان.... اگر بیگال نے اپنے آدمی لینے سے انکار کر دیا.... تو اس صورت میں اس کی پہلی کوشش یہ ہو گی کہ وہ اپنے آدمی بھیج کر ان کی واپسی کی کوشش کرے گا"۔

"اوہ ہاں! واقعی"۔

"لہٰذا سب سے پہلے تو ان دونوں کی حفاظت کا ایسا انتظام کر لیں کہ ان کے بارے میں وہ کچھ نہ کر سکیں"۔

"اوہ ہاں! لیکن ان کی حفاظت کا انتظام تو پہلے ہی کر چکا ہوں.... پروفیسر داؤد کی تجربہ گاہ میں سے انہیں ایک خفیہ ٹھکانہ پر پہنچا دیا گیا ہے.... اور اس ٹھکانے کا کسی کو کانوں کان پتا نہیں"۔

"لیکن ابا جان.... میرا دل کچھ اور کہہ رہا ہے"۔ فرزانہ نے پریشان ہو کر کہا۔

"کیا مطلب؟"

"آپ نے انہیں چوبیس گھنٹے دے کر بہت بڑی بھول کی ہے.... ذرا سوچیں.... کیا ایسے میں بوتھ کے ذریعے.... وہ اپنے آدمی چند سیکنڈ میں ادھر نہیں بھیج سکتے"۔

"میں پہلے یہ بات سوچ چکا ہوں"۔ وہ مسکرائے۔

"تب پھر.... آپ نے کیا حفاظتی انتظامات کیے ہیں"۔

"کچھ بھی نہیں.... اس لیے کہ وہ ٹھکانہ ہر طرح محفوظ ہے.... جب تک میں خود وہاں نہیں جاؤں گا.... وہ دونوں باہر نہیں نکل سکیں گے.... کیوں پروفیسر صاحب"۔

"بالکل یہی بات ہے بچو.... وہاں کے انتظامات میں میرا بھی بڑا ہاتھ ہے.... اور یہ انتظامات آج کے نہیں.... ایک مدت پہلے ہم نے کیے تھے.... اس معاملے کے لیے نہیں.... اس جیسے کسی بھی معاملے کے

لیے.... وقت سے پہلے ہم نے وہ ٹھکانا بنایا تھا.... اس کو سائنسی آلات کے ذریعے تیار کیا تھا.... اسے کے تالوں کے نمبر صرف اور صرف انسپکٹر جمشید کو معلوم ہیں.... مجھے بھی معلوم نہیں"۔

"جی.... کیا مطلب.... آپ تک کو کیوں معلوم نہیں.... جب کہ آپ نے حفاظتی انتظامات اپنے آلات کے ذریعے کیے تھے"۔

"ہاں! بالکل کیے تھے.... لیکن میں نہیں جانتا.... وہ ٹھکانہ کہاں ہے.... اور اب آلات کی کیا صورت ہے.... کیونکہ ان الات کو کسی بھی وقت اپنی مرضی سے تبدیل کیا جا سکتا ہے.... یعنی کئی نظام وہاں قائم ہیں.... ایک وقت میں کوئی ایک نظام وہاں قائم کر دیا جاتا.... اب اس وقت انسپکٹر جمشید نے کون سا نظام شروع کیا ہے.... یہ بات میں بھی نہیں جانتا.... نہ وہ جگہ جانتا ہوں"۔

"بہت خوب! اس کا مطلب ہے.... وہ جگہ ہر طرح سے محفوظ ہے"۔

"ہاں بالکل"۔ انسپکٹر جمشید مسکرائے۔

"لیکن پھر بھی.... آپ معلوم تو کر لیں.... وہاں ہر طرح سے خیریت ہے"۔

"معلوم کرنے کی ضرورت نہیں .... ہر طرح خیریت ہے.... اگر وہاں کوئی گڑبڑ ہو گی تو یہاں بیٹھے خود بخود مجھے معلوم ہو جائے گا"۔

"چلیے.... اس طرف سے ہوا ہمارا اطمینان.... اب دیکھنا یہ

ہے.... میرا مطلب ہے.... سوچنا یہ ہے کہ وہ لوگ کیا قدم اٹھا سکتے ہیں.... خزانہ واپس کرنے سے تو چلو وہ انکار کر سکتے ہیں.... لیکن اپنے آدمی واپس حاصل کرنے کی کوشش تو کریں گے نا.... اور آپ نے انہیں چوبیس گھنٹے کی مہلت دی ہے.... جس میں سے قریباً چھ گھنٹے باقی ہیں.... گویا چھڑانے کے لیے انہوں نے بوتھ کے ذریعے جو لوگ بھیجے ہیں.... انہیں یہاں آئے اٹھارہ گھنٹے ہو چکے ہیں.... اور وہ اب تک کچھ نہیں کر سکے"۔

"بالکل یہی بات ہے.... فرزانہ.... آگے چلو"۔ پروفیسر داؤد نے پرجوش انداز میں کہا۔

"اب میں آگے کہاں چلوں.... اب آگے فرحت چلے گی"۔

"میز کے گرد بیٹھے ہیں.... اور چل پھر بھی رہے ہیں.... ہے نا کمال"۔ مکھن نے برا سا منہ بنایا۔

"ہم عقل کے ذریعے چل پھر رہی ہیں"۔ فرحت مسکرائی۔

"اب کرنے کے باری ان کی ہے انکل.... ہماری سنیں.... ہم تو تیل دیکھیں گے.... تیل کی دھار دیکھیں گے"۔

"کیوں.... صرف ایک چیز دیکھ کر کام کیوں نہیں چل سکتا.... یا تیل دیکھ لو.... یا صرف تیل کی دھار دیکھ لو"۔ آفتاب بولا

"حد ہو گئی.... صرف تیل کی دھار کس طرح دیکھی جا سکتی ہے"۔

"پ... پتا نہیں... کسی تیل بیچنے والے سے پوچھ کر بتاؤں گی"۔ فرحت نے بوکھلا کر کہا۔

"بس معلوم ہو گیا... یہ کچھ نہیں بتائیں گے... اب بتانے کے میدان میں بھی ہمیں اترنا ہو گا"۔

"حد ہو گئی... اب بتانے کا بھی میدان تیار ہو گیا"۔

عین اس لمحے ان کے دروازے پر دستک ہوئی... وہ بری طرح چونکے۔

"اس دستک سے دشمن کی بو آ رہی ہے"۔ فرزانہ نے گویا اعلان کیا۔

"اللہ اپنا رحم فرمائے میں جا رہا ہوں... آپ لوگ نبٹ لیں"۔ انسپکٹر جمشید نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب... آپ کہاں جا رہے ہیں"۔

"اگر یہ بتا سکتا ہوں تو پھر جانے کی ضرورت کیا ہے"۔ وہ بولے اور اپنے کمرے کی طرف چلے گئے۔

اسی وقت دستک دوبارہ ہوئی۔

"جاؤ محمود... گھبرانے کی ضرورت نہیں"۔

"انکل... مجھے ڈر لگ رہا ہے... میں معافی چاہتی ہوں"۔ فرزانہ نے کہا اور اٹھ کر پائیں باغ والے کمرے کی طرف دوڑ پڑی۔

"بزدل کہیں کی"۔ فرحت نے برا سا منہ بنایا۔

باقی سب لوگ مسکرا کر رہ گئے... محمود اٹھا اور دروازے کی طرف چلا گیا۔

"کون؟" اس نے قدرے بلند آواز میں پوچھا۔

"مہمان... کیا آپ لوگ مہمانوں کے لیے دروازے نہیں کھولتے"۔

"کھولتے ہیں... لیکن بن بلائے مہمانوں کے لیے ذرا سوچ سمجھ کر کھولتے ہیں"۔ محمود نے کہا۔

"خیر... تو سوچ سمجھ لیں... کہیں مہمان آپ کے دروازے سے واپس نہ لوٹ جائے"۔

"آپ اگر اپنا نام بتا دیتے تو بہتر تھا"۔ محمود نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس صورت میں آپ دروازہ نہیں کھولیں گے"۔ باہر سے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

"اوہو اچھا... یہ بات ہے... تو گویا کام شروع ہو گیا"۔

"اٹھارہ گھنٹے پہلے شروع ہوا تھا... اب تو ختم ہونے کے قریب ہے"۔

"ارے باپ رے... کیا کہا... ختم ہونے کے قریب ہے"۔

"ہاں! ہم اپنے دونوں ساتھیوں کو واپس لے جا رہے ہیں"۔

"نن نہیں... ابا جان... سنا آپ نے... یہ باہر والے صاحب

کیا کہہ رہے ہیں"۔

انسپکٹر جمشید اس کی بات کا جواب کس طرح دیتے... وہ تو وہاں تھے ہی نہیں... ان کی آواز نہ سن کر محمود کو یاد آگیا کہ وہ صحن میں نہیں ہیں... ادھر باہر سے چونک کر کہا گیا۔

"یہ کیا... جواب میں انسپکٹر جمشید کی آواز سنائی نہیں دی"۔

"وہ بات دراصل یہ ہے کہ وہ پہلے تولتے ہیں... پھر بولتے ہیں... اب تولنے میں کچھ وقت تو لگتا ہے نا"۔

"دروازہ کھول رہے ہو یا میں واپس لوٹ جاؤں... اور یہ بات مشہور کر دوں کہ اب انسپکٹر جمشید اور ان کے بچے اور ان کے دوسرے ساتھی بھی ڈرنے لگے ہیں... اور آنے والوں کے لیے دروازہ نہیں کھولتے"۔

"حالات ہی ایسے ہیں انکل"۔ محمود نے گھبرا کر کہا۔

"بھئی گھبرانے کی ضرورت نہیں... بس تم دروازہ کھول دو... اچھے بچوں کی طرح... ورنہ یہ دروازہ ہم صرف ایک سیکنڈ میں اڑا دیں گے"۔

"ارے کیا واقعی"۔

"اب اگر تم نے دروازہ کھولنے کی بجائے کوئی بات کی تو یہی ہو گا"۔ باہر سے سرد لہجے میں کہا گیا۔

محمود نے مڑ کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا... اور پھر اس کی

سٹی گم ہو گئی... کیونکہ صحن میں اب کوئی بھی نہیں رہ گیا تھا... وہ بھی فوری طور پر زینے کی طرف دوڑ پڑا... عین اس وقت اس نے ایک دھماکے کی آواز سنی... گویا یار لوگوں نے دروازہ اڑا دیا تھا... عین اس وقت اس نے سنا... حیرت زدہ انداز میں کسی نے کہا تھا۔

"ارے... یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے"۔

"نہیں ہے تو کیا ہوا... ہمارے ہاتھ سے بچ کر یہ لوگ کہاں جائیں گے... ہم ان کی چالوں سے واقف ہیں"۔ ایک آواز لہرائی... پھر بھاری قدموں کی آواز گونجی... آواز تین آدمیوں کی تھی... یہ آواز پندرہ منٹ تک گونجتی رہی... اور پھر خاموشی چھا گئی۔

تینوں باہر نکلے اور ایک سمت میں بڑھتے چلے گئے۔

"وہ جا چکے ہیں"۔ ایک آواز سنائی دی۔

"جا ضرور چکے ہیں... لیکن کچھ دیر بعد پھر آئیں گے... وہ جانتے ہیں... ہم ہیں گھر میں ہی... لیکن کہاں ہیں... یہ انہیں معلوم نہیں"۔ دوسری آواز سنائی دی۔

"تب پھر... اب ہم کیا کریں"۔

"بوریا بستر سمیٹیں اور جہاں جس کے سینگ سمائیں... چلے جائیں"۔

"کیا کہا... جہاں جس کے سینگ سمائیں... ابا جان... کیا ہم جانور ہیں"۔

"بھئی دن رات محاورے بولتے رہتے ہو.... اور آج اتفاق سے میرے منہ سے ایک محاورہ نکل گیا تو تم کو مذاق سوجھ گیا"۔

"وقت بہت کم ہے.... میں سب لوگوں سے درخواست کروں گا.... جس کا جہاں جی چاہے نکل جائے.... اب ہم ایک ساتھ نہیں رہیں گے"۔

"گویا ہم پوری طرح آزاد ہیں"۔

"ہاں بالکل"۔

اور پھر وہاں موت کا سناٹا طاری ہو گیا.... اچانک قدموں کی آواز پھر گونجی۔

○☆○
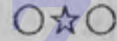
29

گھوڑی گارڈن

"مسٹر جیرال.... یہ لوگ تو اس طرح غائب ہو گئے.... جیسے گدھے کے سر سے سینگ"۔ ایک آواز سنائی دی۔

"ہاں مسٹر راٹور.... یہی تو مشکل ہے.... یہ لوگ چھلاوے ہیں چھلاوے.... اب یہ نہ جانے کہاں ملیں گے"۔ جیرال کی آواز سنائی دی۔

"اور اٹھارہ گھنٹوں کی مسلسل کوشش کے بعد بھی ہم یہ نہیں جان سکے کہ انہوں نے رابرٹ کنگ اور جے ہارڈی کو کہاں رکھا ہوا ہے"۔ تیسری آواز سنائی دی۔

"اگر ہم یہ بات معلوم کر لیتے تو پھر ہمارے آنے کی کیا ضرورت تھی، مسٹر ابظال"۔

"سوال یہ ہے کہ اب ہم کیا کریں"۔

"ان کو مختلف ٹھکانوں پر تلاش کرنا پڑے گا انہیں.... مثلاً پروفیسر داؤد کی تجربہ گاہ.... خان رحمان کا گھر.... بیگم شیرازی کا گھر.... ٹی ایس ایم کا گھر.... یہ جگہیں دیکھیں گے.... اگر نہ ملے تو پھر ہمارے لیے

مسئلہ بنے گا"۔

"تو ہم انہیں وہ خزانہ ہی کیوں واپس نہ دے دیتے"۔ راٹور بولا۔

"خزانہ کی ہماری حکومت کو بہت ضرورت ہے.... وہ مسلمانوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کے بہت کام آئے گا"۔

"تو پھر سب سے پہلے بیگم شیرازی کا گھر دیکھ لیتے"۔

تینوں باہر نکل کر بیگم شیرازی کے دروازے پر آئے.... جیرال نے دستک دی۔

"کون ہے؟" اندر سے بیگم شیرازی کی آواز سنائی دی۔

"ہم مہمان ہیں.... انسپکٹر جمشید کے مہمان.... لیکن ان کے گھر میں اس وقت کوئی نہیں ہے.... کیا آپ ان کے بارے میں بتا سکتی ہیں"۔

"نہیں.... مجھے کچھ معلوم نہیں.... بتا کر نہیں گئے"۔

"ہمارے خیال میں تو آپ جھوٹ بول رہی ہیں.... کیا آپ ہمیں اپنے گھر کی تلاشی لینے کی اجازت دیں گی"۔

"ہرگز نہیں.... میں کیوں دوں تلاشی.... آپ کا تعلق کیا پولیس سے ہے"۔

"نہیں.... لیکن اس کے باوجود ہم تلاشی لیں گے"۔

"میں ابھی پولیس کو فون کرتی ہوں"۔ بیگم شیرازی نے گھبرا کر

کہا۔

"آپ ضرور آیا کریں"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی ایک دھماکا ہوا اور ان کا دروازہ اڑ گیا.... انہوں نے دو آدمیوں کو اندر داخل ہوتے دیکھا۔

"اگرچہ ہم تین ہیں.... لیکن دیکھنے میں ہم دو ہیں.... مسٹر ابطال.... ذرا ان کے ہاتھ سے فون لے کر رکھ دینا"۔

"اوہ ضرور.... کیوں نہیں"۔ ابطال نے ہنس کر کہا اور آگے بڑھ کر فون کا ریسیور اس کے ہاتھ سے چھین لیا

وہ دھک سے رہ گئیں.... پھر ان تینوں نے پورے گھر کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔

"ہم ٹی ایس ایم کے گھر جا رہے ہیں.... آپ پولیس کو شوق سے فون کر دیں"۔

یہ کہہ کر وہ باہر نکل گئے.... اب ان کا رخ ٹی ایس ایم کے گھر کی طرف تھا، دستک کے جواب میں اندر سے ایک خوفناک سی آواز سنائی دی۔

" خک.... خون.... کون"۔

"ہمیں مسٹر ٹی ایس ایم سے ملنا ہے.... یہ انہیں کا گھر ہے نا"۔

"پورا نہیں آدھا.... اوپر والے آدھے کے وہ کرائے دار ہیں.... اور نیچے والے آدھے کا میں کرایہ دار ہوں"۔

"اوہو اچھا.... آپ کون صاحب ہیں؟"

"چم پانگ.... میں ایک جن ہوں.... اور آپ کون ہیں"۔

"تمہارا باپ"۔

"ارے اباجان.... آپ.... آپ یہاں کیسے پہنچ گئے.... ہائیں.... مم.... مگر.... میرے اباجان تو چھ سو سال پہلے فوت ہو چکے ہیں"۔

"ہائیں.... کیا کہا.... چھ سو سال پہلے"۔ جیرال بوکھلا اٹھا۔

"ہاں.... جنوں کی عمریں انسانوں جتنی نہیں ہوتیں"۔

"اوہ اچھا.... خیر.... ہمیں مسٹر ٹی ایس ایم سے ملنا ہے"۔

"وہ اس وقت گھر پر نہیں ہیں"۔

"ہم تلاشی لیں گے"۔

"میری اجازت کے بغیر آپ تلاشی کس طرح لے سکتے ہیں.... سنا نہیں.... میں ایک جن ہوں"۔

"ہم بھی جن سے کم نہیں.... اور پھر ہم تو تین ہیں.... کیا تم تین جنوں سے لڑ سکتے ہو"۔

"لیکن تم جن نہیں ہو.... جنوں کا لہجہ ایسا نہیں ہوتا"۔

"خیر.... اگر تم نے دس سیکنڈ کے اندر دروازہ نہ کھولا تو دروازہ توڑ دیا جائے گا"۔

"اور اس کے بعد جو حشر تمہارا کروں گا.... وہ تم بھی مانو گے"۔

"خیر.... مان لوں گا.... پہلے حشر تو کرو"۔

"گویا تم دروازہ نہیں کھولو گے"۔

"میں ایک جن ہوں.... تم میرا بگاڑ کیا سکتے ہو.... سوال تو یہ ہے"۔

"ابھی بتاتے ہیں"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی ایک دھماکا ہوا اور دروازہ ٹوٹ گیا۔

"ارے باپ رے.... یہ دروازے کو کیا ہوا؟" چم پانگ چلا اٹھا۔

"لو ہم تلاشی لے رہے ہیں.... اوپر جاؤ.... تم روک سکتے ہو تو روک لو"۔

چم پانگ نے دو آدمیوں کو اندر گھستے دیکھا۔

"آپ.... آپ لوگ تو جانے پہچانے سے ہیں.... آپ وہی ہیں نا.... مسٹر شیرال اور ساٹور"۔

"شیرال.... نہیں.... جیرال.... اور ساٹور نہیں.... راٹور"۔

"ہاں ہاں.... وہی وہی.... آپ کے ایک ساتھی اور ہیں.... جو نظر نہیں آتے.... میں انہیں دیکھ لیتا ہوں.... کیا آج آپ کے ساتھ وہ نہیں ہیں"۔

"باہر موجود ہیں.... آپ کی وجہ سے ہی اندر نہیں آئے.... کیونکہ آپ انہیں دیکھ لیتے ہیں"۔

"کیوں.... مجھ سے شرماتے ہیں؟" چم پانگ نے حیران ہو کر کہا۔

"ارے نہیں.... شرمانا کیا.... یہ لو وہ بھی اندر آگیا.... اب آپ مجھے دیکھ رہے ہیں"۔ ابطال ہنسا۔

"ہاں! اف توبہ.... آپ کس قدر خوفناک ہیں"۔

"لیکن.... تم مجھے نظر نہیں آئے.... جب کہ ساری دنیا کو میں نظر نہیں آتا"۔

"یہ سب اللہ کی قدرت ہے"۔

"اللہ کی قدرت.... کیا جن اللہ کو مانتے ہیں؟"

"بالکل مانتے ہی.... نہ صرف اللہ کو بلکہ اس کے رسولوں کو بھی.... اللہ کے آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مانتے ہیں.... بلکہ اب تو ہمارے رسول بھی وہی ہیں.... جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نبی نہیں بنے تھے.... اس وقت تک ہم حضرت سلیمان علیہ السلام کو اپنا نبی مانتے تھے.... لیکن جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ نے نبی بنایا تو تمام نبیوں کی نبوتیں منسوخ ہو گئیں.... اور تمام رسولوں کی رسالتیں منسوخ ہو گئیں.... اب صرف اور صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گی.... لہٰذا ہم بھی ان پر ایمان لا چکے ہیں"۔

"تب پھر اپنے نبی کی امت کو کیوں پریشان کرتے ہو؟" جیرال ہنسا۔

"مسلمان جن پریشان نہیں کرتے.... کچھ ایسے جن بھی ہیں جو ایمان نہیں لائے.... یا جو شیطان کے چکر میں ہیں.... ایسے لوگ مسلمانوں یا غیر مسلموں کو تنگ کر سکتے ہیں"۔

"ہم خشک بحث میں پڑ گئے.... ہم تو تلاشی لینے آئے ہیں"۔

"آپ تلاشی کیوں لینا چاہتے ہیں؟"

"انسپکٹر جمشید اور ان کے سب ساتھی کہیں چھپ گئے ہیں.... جب کہ ہمیں ان کی تلاش ہے"۔

"اور اگر میں آپ کو تلاشی نہ لینے دوں"۔

"آپ ہمیں کیسے روک سکیں گے بھلا؟"

"آخر میں ایک جن ہوں"۔ چم پانگ ہنسا۔

"تو پھر روک سکتے ہیں تو روک لیں.... ہم اوپر جا رہے ہیں"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی تین نیلے رنگ کے ہالے گردش کرتے نظر آئے.... یہ ہالے ان تینوں کے گرد تھے جونہی چم پانگ نے آگے بڑھ کر ان کو روکنے کی کوشش کی.... اس کی چیخ نکل گئی۔

"ارے باپ رے.... آپ لوگ آدمی ہیں یا جن"۔

"جن ہوتے تو یہ کام کیسے دکھا سکتے تھے"۔ جیرال ہنسا۔

اور پھر وہ اوپر چڑھ گئے.... چم پانگ کو بجلی کا کرنٹ سا لگا تھا اور وہ بالکل ساکت کھڑا رہ گیا۔

اوپر اچھی طرح دیکھ بھال کر کے وہ نیچے آئے اور چم پانگ سے بولے۔

"وہ لوگ یہاں نہیں ہیں.... ہم جا رہے ہیں.... اگر وہ لوگ ادھر آئیں یا تم سے رابطہ کریں تو ان سے کہہ دینا.... وہ کہیں بھی چھپ

جائیں.... ہم انہیں تلاش کرلیں گے"۔

"اچھی بات ہے.... آپ کا پیغام دے دیا جائے گا"۔ چم پانگ نے برا سا منہ بنایا۔

تینوں مسکراتے ہوئے باہر نکل آئے۔

"اب ہم کہاں جائیں.... ارے ہاں.... خان رحمان کے گھر چلتے ہیں"۔

"بالکل ٹھیک"۔

اب وہ تینوں خان رحمان کے گھر پہنچے.... جیرال نے دستک دی تو اندر سے تیز آواز سنائی دی۔

"کون صاحب تشریف لائے ہیں.... میں اس وقت دروازہ نہیں کھول سکتا.... اگر میں نے اس وقت دروازہ کھولا تو صاحب کا سوٹ جل جائے گا.... کیونکہ میں نے سوٹ استری پر رکھا ہوا ہے.... اوہ میرا مطلب ہے' استری سوٹ پر رکھی ہوئی ہے.... اگر دروازہ میری بیگم نے کھولا تو ہانڈی جل جائے گی.... کیونکہ وہ اس وقت ہانڈی بھون رہی ہے.... لہٰذا آپ پندرہ منٹ بعد آئیں"۔

"دروازہ کھولو.... ورنہ توڑ دیں گے"۔ باہر سے جیرال نے ہنس کر کہا۔

"حد ہو گئی.... دروازہ توڑ دیں گے.... تو ایسے کہہ رہے ہیں.... جیسے یہ موم کا بنا ہوا ہے.... ارے میاں جاؤ تم تو اس دروازہ کو ہلا تک

نہیں سکتے"۔

"تو پھر توڑ دیں"۔

"توڑ دیں.... میرا کیا جاتا ہے.... خان صاحب جانیں آپ جانیں"۔ اس کی آواز سنائی دی۔

"ایک زوردار دھماکا ہوا.... ظہور اچھل پڑا.... اس کی بیوی بھی زور سے اچھلی' دونوں سوٹ اور ہانڈی کو بھول گئے اور دروازے کی طرف دوڑے۔

وہ اکھڑا پڑا تھا اور اندر دو خوفناک آدمی کھڑے تھے۔

"کیوں بچو.... کہاں گیا تمہارا مضبوط دروازہ"۔

"حیرت ہوئی اس دروازے کا یہ انجام دیکھ کر.... آپ لوگ آدمی ہیں یا جن"۔

"جن ہمارے مقابلے میں کیا ہیں.... ابھی ابھی ایک جن کی ایسی کی تیسی کر کے آ رہے ہیں"۔ جیرال ہنسا۔

"ارے ارے.... کس جن کی بات کر رہے ہو بھائی؟" ظہور کے لہجے میں حیرت تھی۔

"چم پانگ کی"۔

"ارے بھیا چم پانگ.... وہ تو بہت اچھے اور نیک جن ہیں.... آپ نے ان کی ایسی کی تیسی کیوں کر دی؟"

"بس.... مجبوری تھی.... وہ ایسی کی تیسی کروانے پر اتر آیا تھا....

یہ بتاؤ... خان رحمان اور باقی لوگ کہاں ہیں"۔

"یہاں تو نہیں... بیگم صاحبہ اور بچے ضرور اپنے کمروں میں ہیں"۔

"میں انسپکٹر جمشید وغیرہ کی بات کر رہا ہوں"۔

"وہ ادھر نہیں آئے"۔

"ہم تلاشی لینا چاہتے ہیں... بلکہ اگر تم نے کوئی رکاوٹ ڈالنا چاہی تو ہم سے برا کوئی نہ ہو گا"۔

"لے لیں جناب! یہاں رکھا ہی کیا ہے"۔ ظہور نے منہ بنایا۔

"ہائیں... کیا کہا... یہاں رکھا ہی کیا ہے... ہم نے تو سنا ہے... خان رحمان بہت دولت مند ہیں... سونے کی کانوں کے مالک ہیں"۔

"ضرور ہیں... لیکن دولت گھر میں نہیں رکھتے"۔ ظہور نے برا سا منہ بنایا۔

"لیکن اس میں تم کیوں برے برے منہ بنا رہے ہو"۔

"پہلے جب گھر میں رقم رکھتے تھے تو میں عیش کیا کرتا تھا... ہزارہا روپے روزانہ اڑا دیا کرتا تھا اور وہ مجھے صرف کان پکڑوا کر دل کی بھڑاس نکال لیا کرتے تھے... کان اب بھی اسی طرح پکڑنا پڑتے ہیں... لیکن عیش نصیب نہیں ہوتی"۔

"بہت افسوس ہوا... ہم تمہیں بہت بڑی رقم دے سکتے ہیں...

اگر تم یہ بتا دو کہ یہ لوگ کہاں چھپے ہیں"۔

"تھوڑی دیر پہلے ان کا فون آیا تھا... انہوں نے بتایا تھا کہ وہ کہاں ہیں... لیکن میں آپ کو نہیں بتا سکتا... اس طرح وہ مجھے ملازمت سے نکال دیں گے"۔

"بھئی ملازمت کی فکر نہ کرو... ہم بہت بڑی ملازمت دلوا دیں گے"۔

"نہیں جناب... میں یہیں رہنا پسند کروں گا"۔

"خیر... بڑی رقم لے کر ان کا پتا بتا دو"۔

"آخر کتنی بڑی؟"

"ایک لاکھ روپے"۔ جیرال بولا۔

"ایک لاکھ... آپ خان رحمان کے ملازم کو ایک لاکھ پر رشوت دینا چاہتے ہیں... افسوس آپ نے تو خان رحمان کی بے عزتی کر دی... اگر انہوں نے یہ بات سن لی تو آپ کو خون پی جائیں گے"۔

"ہمارے ڈر کی وجہ سے سامنے تو آ نہیں سکتے... خون کیسے پی جائیں گے... یوں بھی ہمارا خون بہت زہریلا ہے"۔

"یہ تو مجھے معلوم نہیں کہ وہ سامنے کیوں نہیں آ رہے... ہاں اتنا جانتا ہوں... یہ لوگ بزدل ہرگز نہیں ہیں... میں بزدل ہو سکتا ہوں... میری بیگم بھی بزدل..."

کیا کہا... میں بزدل ہوں"۔ سلمٰی بیگم کی چنگھاڑتی آواز سب

کے کانوں سے ٹکرائی۔

"نن نہیں.... میں بزدل ہو سکتا ہوں.... میری بیوی بزدل نہیں ہو سکتی"۔ ظہور کانپ گیا۔

وہ تینوں ہنسنے لگے.... ایسے میں جیرال اور راٹور کی ہنسی تو رک گئی.... لیکن ابظال کی ہنسی ذرا لمبی ہو گئی.... ظہور کا منہ مارے حیرت کے پھیل گیا۔

"یہ کیا.... یہ کون ہنس رہا ہے"۔

"ہمارے تیرے ساتھی"۔

"اچھا وہ.... جو نظر نہیں آتے.... کیا نام ہے ان کا.... کب خال"۔

"کب خال نہیں.... ابظال"۔

"کہنے کو تو میں انہیں مسٹر جب خال بھی کہہ سکتا تھا.... شکر کریں صرف کب خال کہا ہے"۔ ظہور نے بھنا کر کہا۔

"پتا تو پھر ہم زبردستی بھی معلوم کر لیں گے"۔ جیرال سرد آواز میں بولا۔

"نن .... نہیں.... ایسا ظلم نہ کرنا.... میں بے موت مر جاؤں گا.... اور اگر میں بے موت مر گیا تو میری بیگم بھی بے موت"۔

"اے.... خبردار.... میرے تو مریں دشمن بے موت.... میں کیوں لگی مرنے بے موت"۔ سلمیٰ بیگم نے جھلا کر کہا۔

"ایک تو تم بات اچک لیتی ہو.... لو اب تم ہی ان سے بات کرو"۔

"ہاں کیوں نہیں.... پانچ لاکھ میں بات بنائی جا سکتی ہے"۔

"کیا کہہ رہی ہو"۔

"بس بس.... میں جان گیا ہوں.... انہوں نے فون کر کے یہی کہا تھا کہ تم ہمیں پتا بتا دو.... لہٰذا تم رقم کی بات چھوڑو.... ہم ان کے پروگرام کے مطابق وہاں چلے جاتے ہیں.... جہاں وہ ہیں"۔

"ہاں! اب یہی کرنا ہو گا.... ہم اچھے اداکار نہیں ہیں.... لیکن بہرحال یہ بات بھی تو انسپکٹر جمشید نے کہی تھی.... کہ یہ لوگ بھانپ جائیں گے"۔

"ہوں.... خیر کوئی بات نہیں.... یہ ہمارے لیے جال ہے.... جال کے جواب میں جال.... تو پھر ہمیں کہاں جانا ہو گا"۔

"آپ گھوڑی گارڈن چلے جائیں.... وہیں وہ سب آپ کو مل جائیں گے"۔

"گھ.... گھوڑی گارڈن"۔ جیرال بری طرح ہکلایا۔

"ہاں جناب.... گھوڑی گارڈن"۔ ظہور کے لہجے میں گہرا طنز تھا۔

ابظال اور راٹور نے جیرال کا رنگ اڑتے دیکھا۔

○☆○
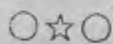
تجربہ

"آپ یہ نام سن کر اس قدر کیوں گھبرا گئے"۔

"گھوڑی گارڈن ایک جزیرہ ہے.... میں اس جزیرے سے بخوبی واقف ہوں.... میری پہلی جنگ انسپکٹر جمشید پارٹی سے وہیں ہوئی تھی"۔

"اوہ.... تو پھر.... اس سے کیا ہوتا ہے.... اس وقت آپ اکیلے تھے"۔

"وہ بھی اکیلے تھے.... اب ان کے ساتھ دو پارٹیاں بلکہ اس سے بھی زائد لوگ ہیں"۔

"تب بھی ڈرنے کی کوئی بات نہیں"۔ ابظال نے کہا۔

"آپ اس جزیرے کو نہیں جانتے.... اگر انسپکٹر جمشید نے پہلے سے اس جزیرہ پر قبضہ کر لیا ہے تو پھر وہ ہمارے لیے حد درجے خطرناک ہے.... اور ہمارے پاس اتنا وقت نہیں کہ ان کا شہر میں انتظار کر سکیں.... چوبیس گھنٹ کی مدت پوری ہونے کو ہے"۔

"اس کا مطلب ہے.... خطرہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، ہمیں گھوڑی گارڈن جانا ہو گا"۔ ابظال نے کہا۔

"بالکل.... ورنہ معاہدے کے مطابق چوبیس گھنٹے گزر جانے پر وہ ہمارے دونوں اہم ترین ساتھیوں کو ہلاک کر دیں گے"۔ جیرال نے سر ہلایا۔

"تب پھر ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے"۔ راٹور نے کہا۔

"مسٹر راٹور.... آپ ان کے مقابلے میں ہمارے نسبت نئے ہیں"۔

"لیکن جو چکر انہیں میں نے دیے، جو شکستیں انہیں اس تھوڑے عرصے میں نے دی ہیں.... وہ آپ مل کر نہیں دے سکے.... اور جتنا وہ مجھ سے گھبراتے ہیں.... آپ سے نہیں گھبراتے"۔

"یہ سوال بھی کبھی انسپکٹر جمشید سے پوچھ کر دیکھنا کہ ہم میں سے کس سے زیادہ ڈرتے ہیں"۔ جیرال مسکرایا۔

"خیر خیر.... یہ وقت ان باتوں میں پڑنے کا نہیں.... فوری طور پر حرکت میں آنے کا ہے.... آئیں چلیں.... ذرا دیکھیں تو سہی.... یہ گھوڑی گارڈن کیا ہے"۔

تینوں اسی وقت وہاں سے روانہ ہوئے.... مقامی ایجنٹ ان کے لیے گاڑیوں وغیرہ کا فوری بندوبست کر رہے تھے.... اور ہر طرح سے ان کی خدمت کرنے کے لیے تیار تھے.... ان کی مدد سے گھوڑی گارڈن کے نزدیک پہنچ گئے.... کچھ فاصلے پر انہوں نے لانچ رکوا لی.... پھر جزیرے کا ایک چکر لانچ میں بیٹھے بیٹھے لگایا.... دوربینوں کے ذریعے جزیرے کا

بغور جائزہ لیا گیا.... جزیرے پر کہیں کوئی ہلچل نظر نہ آئی.... نہ اس کے ارد گرد کوئی لانچ کھڑی تھی۔

"یہاں تو لگتا ہے، کوئی نہیں ہے"۔ راٹور بولا۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے.... وہ اس طرح چھپے ہوئے ہیں کہ نظر نہ آ سکیں.... میں نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ یہ جزیرے ہمارے لیے حد درجے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے"۔

"ہم موم کے بنے ہوئے نہیں ہیں.... پھر ہمارے گرد حفاظتی لہریں ہیں.... اس وقت ہم پر کوئی بم بھی مارا گیا تو ہمیں نقصان نہیں پہنچے گا.... الٹا حملہ کرنے والوں پر جا کر پھٹے گا"۔ راٹور جلدی جلدی بولا۔

"ہاں واقعی.... آئیں چلیں.... یہ لوگ ہمارا کیا بگاڑ لیں گے"۔ ابظال نے کہا۔

لانچ سے اتر کر انہوں نے جزیرے پر قدم رکھا ہی تھا کہ جیرال چونک اٹھا۔

"ارے! یہ جزیرے پر سبز سبز کیا چیز پھیلی ہوئی ہے؟"

"یہ کائی لگتی ہے"۔ ابظال نے کہا۔

"لیکن کائی تو جزیرے کے کناروں پر ہونی چاہیے.... نہ کہ سارے جزیرے پر"۔ راٹور بڑبڑایا۔

تینوں اکڑوں بیٹھ کر اس کائی کا جائزہ لینے لگے۔

"ہو سکتا ہے.... سمندر کی موجیں پورے جزیرے پر پھیل گئی ہوں.... آئیں.... دیکھا جائے گا"۔

وہ آگے بڑھنے لگے.... ایسے میں ان کی نظریں.... نیچے پڑیں.... ان کے قدموں کے نشانات بالکل بن رہے تھے۔

"یہ ان کی چال ہے.... یہ کائی نما چیز جزیرے پر انہوں نے پھیلائی ہے.... اور اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مسٹر ابظال ان کی نظروں سے اوجھل نہ رہیں"۔

"ارے باپ رے.... یہ لوگ غضب کی چالیں چلتے ہیں.... اب انہیں معلوم ہے کہ میں کہاں ہوں"۔ ابظال گھبرا گیا۔

"جیرال اور راٹور ہنسنے لگے.... ساتھ ہی وہ آگے بڑھ رہے تھے.... چاروں طرف بغور دیکھ بھی رہے تھے.... ابھی تک انسپکٹر جمشید وغیرہ میں سے کوئی بھی انہیں نظر نہیں آیا تھا۔

"ہم جانتے ہیں.... آپ لوگ جزیرے پر موجود ہیں.... بزدلوں کی طرح چھپ کیوں گئے ہیں.... سامنے آ کر مقابلہ کریں"۔ راٹور نے للکارا۔

کوئی جواب نہ ملا۔

"ارے مسٹر جیرال یہ لوگ تو واقعی بزدل ہو گئے ہیں.... سامنے آنے کی جرات تک نہیں رہی ان میں"۔ ابظال کی آواز ابھری۔

"یہ میں کیا سن رہا ہوں انسپکٹر جمشید.... میری تو لاج رکھ لیں....

ورنہ یہ دونوں میرا خوب مذاق اڑائیں گے.... سامنے آؤ اور ہم سے دو دو ہاتھ کر لو.... یا تو ہم اپنے ساتھیوں کو چھڑا کر لے جائیں گے.... یا خود بھی پھنس جائیں گے.... اگر ہم بھی پھنس گئے تو پھر تم لوگ نہایت آسانی سے خزانہ حاصل کر سکو گے"۔ جیرال نے جلدی جلدی کہا۔

ابھی بھی کوئی جواب نہ ملا۔

"نہیں مسٹر جیرال.... ان تلوں میں تیل نہیں ہے"۔ راٹھور نے منہ بنایا۔

"کن تلوں میں.... اس جزیرے پر تل کہاں؟" جیرال نے حیران ہو کر کہا۔

"آپ تلوں کی بات کرتے ہیں.... یہاں تو تل دھرنے کی جگہ نہیں ملے گی تلوں کو"۔ اقبال ہنسا۔

"میرا خیال ہے.... آپ انسپکٹر جمشید کے بچوں کے انداز میں باتیں کر رہے ہیں اور یہ کوئی اچھی بات نہیں"۔

"انسپکٹر جمشید.... آپ کہاں ہیں.... سامنے آئیں"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی.... تینوں پر ایک جال گرا۔

"ارے ارے.... یہ کیا"۔

"اسے جال کہتے ہیں.... کیا ہم پر آپ لوگوں نے اپنے ملک میں جال نہیں گرایا تھا.... کیا آپ وہاں سامنے آئے تھے؟" فاروق کی شوخ آواز سنائی دی۔

"لیکن یہ اندازہ نہ لگ سکا کہ آواز کس طرف سے آئی ہے.... کیونکہ انہیں ایسا محسوس ہوا تھا کہ آواز چاروں طرف سے آ رہی ہے۔

"اور مسٹر جیرال.... اب ان لہروں سے کہیں.... اس جال کو کاٹ دیں"۔ آفتاب کی طنزیہ آواز لہرائی۔

"لہریں یہ کام نہیں کر سکتیں"۔ راٹھور نے جل کر کہا۔

"اوہ.... سوری.... تو آپ خود اس جال کو کاٹ دیں"۔

"ہاں! یہ ہمارے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے"۔

ان الفاظ کے ساتھ ہی انہوں نے اپنی جیبوں سے چاقو نکال لیے اور لگے ان چاقوؤں سے جال کو کاٹنے.... لیکن جال کا ایک تار تک نہ کاٹ سکے۔

"ارے باپ رے.... یہ جال کس چیز کا بنا ہوا ہے"۔

"اس چیز کا.... جس کو آپ کے چاقو نہیں کاٹ سکتے.... جس کو آپ کے ہاتھ توڑ نہیں سکے"۔

تینوں نے جال پر خوب زور لگایا.... لیکن وہ اس کو توڑ سکے، نہ کاٹ سکے۔

"مسٹر جیال چھ گھنٹے سے بھی کم وقت ہے.... آپ لوگوں کے پاس.... اس جال سے نکل آئیں اور ہمارا مقابلہ کر لیں"۔

"لیکن تم ہو کہاں؟"

"اسی جزیرے پر.... مسٹر رابرٹ کنگ اور جے ہارڈی کے ساتھ.... اور اب ہم رابطہ کر رہے ہیں بیگال سے.... تم بھی یہ گفتگو سنو گے.... اس کائی نے ابطال کا مسئلہ بھی ہمارے لیے حل کر دیا ہے.... اب مسٹر ابطال بھی ہمیں ایک لحاظ سے نظر ہی آ رہے ہیں.... اس لیے کہ مسٹر ابطال کا جسم کائی پر جہاں بھی لگتا ہے.... وہاں نشان پڑتا ہے.... آپ گفتگو سنیں"۔

چند منٹ بعد بیگال کے صدر کی آواز گونجی۔

"صدر بیگال بات کر رہا ہوں.... اس طرف کون بات کرے گا"۔

"انسپکٹر جمشید"۔

"کیوں انسپکٹر جمشید کیوں.... صدر کی بات ملک کے صدر سے ہونی چاہیے"۔ بیگال کے صدر نے جھلائے ہوئے کہا۔

"انہوں نے مجھے بات چیت کرنے کے اختیارات دیئے ہیں.... لہٰذا میں ہی بات کروں گا"۔

"اچھا خیر.... اب کیا بات ہے؟"

"آپ کو بتایا گیا تھا.... مسٹر جے ہارڈی اور رابرٹ کنگ ہمارے قبضے میں ہیں.... چوبیس گھنٹے کے اندر اندر وہ سارا خزانہ ادھر بھیج دیں.... انہی بوتھوں کے ذریعے.... اس طرح یہاں سے ہم ادھر سے ان ..نوں کو بھیج دیں گے.... آپ نے ہمارے اس اعلان کو کوئی اہمیت

نہیں دی اور اپنے تین آدمی اور بھیج دیئے"۔

"اور میں کیا کرتا.... وہ تین آدمی تم لوگوں کے تین ہزار پر بھاری ہیں"۔ بیگال کے صدر نے فخریہ انداز میں کہا۔

"لیکن وہ تین بھی اس وقت ہمارے قبضے میں ہیں"۔

"کیا.... نہیں.... یہ کیسے ہو سکتا ہے؟"

"یہ ہو چکا ہے.... آپ خود ان سے بات کر لیں.... وہ آپ کی آواز سن رہے ہیں.... آپ ان کی آواز سن سکیں گے.... یہاں اس قسم کے آلات نصب کر دیئے ہیں.... کریں بات"۔

"مسٹر راٹور.... مسٹر جیرال.... اور مسٹر ابطال.... انسپکٹر جمشید نے جو کچھ کہا ہے.... کیا وہ درست ہے؟"

"یس سر"۔

"لیکن.... یہ کیسے ہو گیا؟"

"ہم ان کے جال میں آ گئے.... کوئی مقابلہ نہیں ہوا.... کوئی لڑائی نہیں ہوئی سر"۔

"لیکن جال میں کیوں آ گئے.... تم تو"۔ وہ جملہ پورا نہ کر سکے۔

"سر.... ایسا بھی ہوتا ہے.... آپ تو ان سے خوب واقف ہیں.... یہ بھی آخر بڑے بڑے لوگوں کو شکست دے چکے ہیں"۔

"پھر.... اب کیا کریں گے؟"۔

"خزانہ واپس کر دیں.... معاہدے کے مطابق یہ ہمیں رہا کر دیں

گے.... رہا ہونے کے بعد ہم پھر خزانہ ان سے حاصل کر لیں گے.... یہ ہمارا وعدہ رہا"۔

"کیا واقعی؟"

"آپ فکر نہ کریں"۔

"او کے.... ہم بوتھوں کے ذریعے خزانہ بھیج رہے ہیں.... خزانہ وہیں آئے گا.... پرانے قلعے کے تہ خانے میں"۔

"ٹھیک ہے.... ہمارے آدمی پہلے ہی وہاں موجود ہیں.... لیکن مسٹر صدر"۔ انسپکٹر جمشید نے طنزیہ انداز میں کہا۔

"اب کیا ہے؟" اس نے پھاڑ کھانے کا انداز میں کہا۔

"اب یہ ہے.... اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ تم سارا خزانہ واپس بھیج دو گے.... اور سارا خزانہ ہے کتنا"۔

"کیا مطلب؟" وہ چونکا۔

"میرا خیال ہے.... آپ بڑے بڑے ہیرے خود رکھ لیں گے.... اور چھوٹی چیزیں ادھر بھیج دیں گے"۔

"اب میں تمہارا اطمینان کس طرح کراؤں.... تم خود کوئی طریقہ بتا دو"۔ صدر نے جل کر کہا۔

"اصل مشکل یہ ہے کہ اس خزانے کو ہم نے بھی اپنی آنکھوں سے تو دیکھا نہیں.... اگر دیکھا ہوتا تو بھی شاید اس وقت یہ نہ بتا سکتے کہ خزانہ اتنا ہی ہے یا نہیں"۔

"تو پھر.... اب اس کا کیا حل ہے؟" صدر ہنسا۔

"حل تو ہمیں بھی نہیں سوجھ رہا.... فرزانہ.... تم کوئی حل سمجھا سکتی ہو اس وقت.... رفعت.... یا فرحت.... تم تینوں.... کوئی ترکیب بتا سکتی ہو"۔

"کیوں نہیں ابا جان؟" فرزانہ مسکرائی۔

"تو پھر بتاؤ"۔

"خزانہ جس جگہ ہے وہاں جوں کا توں رہنے دیا جائے.... پہلے ہم وہاں آئیں گے.... خزانے کی ایک فہرست بنائیں اور اپنی نگرانی میں ادھر بھجوائیں گے.... اگر آپ کو منظور ہے تو ہم بوتھ میں بیٹھ کر ادھر آ جاتے ہیں"۔

"ہمیں کوئی اعتراض نہیں.... آ جائیں"۔ صدر بولے۔

"صرف چھوٹی پارٹی آئے گی"۔ انسپکٹر جمشید نے فوراً کہا۔

"کک.... کیا.... صرف چھوٹی پارٹی آئے گی"۔

"ٹھیک ہے"۔

"بوتھ میں بیٹھ کر وہ بیگال پہنچ گئے.... جاف کے ہیڈکوارٹر میں بنے بوتھ سے انہیں شاہی محل میں لایا گیا.... محل کا ایک حصہ خزانے کے لیے تھا.... اس میں ان گنت کمرے تھے.... انہیں چند کمروں میں ان گنت دولت کے انبار دکھائے گئے۔

"یہ ہے وہ خزانہ"۔

"بہت خوب! اور اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ آپ لوگوں نے اس میں سے کچھ نہیں نکالا"۔ محمود مسکرایا۔

"ہم صرف یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ نہیں نکالا.... آپ ہماری اس بات کو غلط ثابت نہیں کر سکتے"۔

"آپ بھی تو اپنی بات کو درست ثابت نہیں کر سکتے"۔ آصف نے کہا۔

"آپ بالکل ٹھیک.... تب پھر فیصلہ کیسے ہو؟"

"یہ تو مزے دار سوال ہے.... اس پورے معاملے کا.... آخر یہ فیصلہ کس طرح ہو.... آپ نے خزانے میں سے کچھ خزانہ یا خزانے کا بڑا حصہ نہیں اڑایا"۔ شوکی نے جلدی جلدی کہا۔

"یہ سوچنا آپ کا کام ہے.... کیونکہ ہمارا دعویٰ تو یہ ہے کہ ہم نے اس میں ایک چیز بھی نہیں نکالی"۔ صدر نے جھلا کر کہا۔

"آپ تاؤ نہ کھائیں.... یہ بہت اہم مسئلہ ہے"۔ آصف مسکرایا۔

"تو مسئلے کا حل بتائیں نا"۔

"ہمارے پاس اس مسئلے کا حل ہے.... لیکن ہمیں چند آدمی اپنے ملک سے اور منگوانا ہوں گے اور آپ کو ایک اجازت دینا ہو گی"۔ فرزانہ نے پرسکون آواز میں کہا۔

"کیا مطلب.... اجازت کیسی؟"

"ہم چند آدمی اپنے ملک سے بلوائیں گے وہ آپ کے خزانے کو چیک کریں گے"۔

"کیا کہا.... ہمارے خزانے کو"۔ صدر زور سے اچھلا۔

"ہاں! وہ آپ کے خزانے کو چیک کر کے بتا سکیں گے.... کہ اس میں اس خزانے کا کچھ حصہ موجود ہے یا نہیں"۔

"بھلا کوئی ماہر یہ کس طرح بتا سکتا ہے"۔ صدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ ہمارا کام ہے.... وہ ثبوت بھی پیش کریں گے"۔ فرزانہ مسکرائی۔

"ہمارے خیال میں تو ایسا نہیں ہو سکتا"۔

"جب کہ ہم یہ بہت آسان خیال کرتے ہیں"۔

"اچھی بات ہے.... ماہرین بلانے کی اجازت ہے"۔ صدر نے تنگ آ کر کہا۔

انہوں نے بڑی پارٹی سے رابطہ کیا۔

"ابا جان.... ہمیں ادھر چند ماہرین کی ضرورت ہے"۔

"لیکن کس قسم کے ماہرین؟" انہوں نے حیران ہو کر کہا۔

"معدنیات کے ماہرین کی"۔

"معدنیات کے ماہر"۔ ادھر انسپکٹر جمشید وغیرہ ایک ساتھ بولے اور ادھر صدر بیگال چلا اٹھا۔

"ہاں معدنیات کے ماہرین کی ضرورت ہے"۔

"اچھا... ابھی بلاتے ہیں"۔

ایک گھنٹے بعد معدنیات کے ماہر وہاں پہنچ گئے۔

"آپ لوگوں کو ایک خزانہ ہم دکھاتے ہیں... اپنے آلات کی مدد سے اس کو چیک کریں اور بتائیں... وہ خزانہ کتنا پرانا ہے... یعنی کتنا عرصہ زمین کے نیچے رہا ہے"۔

"اوہ ہاں! ہم یہ بتا سکتے ہیں"۔ وہ ایک ساتھ چونک کر بولے۔

"تو پھر آیئے... اس خزانے کو دیکھئے اور بتایئے"۔

انہیں ان کمروں تک لایا گیا... جن میں پرانا خزانہ موجود تھا... ماہرین نے ان ہیروں جواہرات کا معائنہ شروع کیا... تمام چیزوں کو بغور دیکھا گیا... آخر ان کے انچارج نے کہا۔

"یہ جواہرات کم از کم چار سو سال پرانے ہیں"۔

"بہت خوب... شکریہ... اب آیئے ہمارے ساتھ"۔ یہ کہہ کر فرزانہ صدر کی طرف مڑی۔

"آپ اب ہمیں اپنے ملک کے خزانوں والے کمروں میں لے چلیے"۔

"یہ کیا بات ہوئی؟"

"آپ لوگ تجربہ کرنے چاہیں تو ہم آپ کو بھی کرا سکتے ہیں"۔

"کیسا تجربہ؟" صدر کی حیرت اب بہت تیزی سے بڑھ رہی

تھی۔

"ان ماہرین کو آپ یک الگ کمرے میں بٹھا دیں... انہیں ایک ہیرا پرانے خزانے کا اور ایک ہیرا نئے خزانے کا دے دیں... رنگ کا فرق رکھیں... تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ کون سا ہیرا نیا ہے اور کون سا پرانا... ماہرین اگر آپ کو یہ بتا دیں کہ پرانا کون سا ہے، تب آپ اپنا خزانہ ان سے چیک کرانے دیں گے"۔

"اوہ... اوہ"۔ اس کے منہ سے نکلا۔

لیکن اب وہ یہ تجربہ کرنے پر مجبور تھا... آخر اس نے کہا۔

"لیکن ہم ہیرا ایک ایک نہیں... کئی کئی دیں گے... یعنی کئی ہیرے نئے اور کئی پرانے دیں گے"۔

"بالکل ٹھیک... آپ رنگ نوٹ کر لیں... یا ان کا وزن نوٹ کر لیں"۔

"ہاں! یہ ٹھیک رہے گا"۔ اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔

اور پھر یہ تجربہ کیا گیا... ماہرین نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کر کے رکھ دیا... اب بنگال کا صدر دھک سے رہ گیا۔

"اب آپ اپنے خزانے انہیں چیک کرنے دیں... اگر وہاں پرانے ہیرے جواہرات نہ ہوئے تو تم اسی خزانے کو لے جانا منظور کریں گے اور اگر آپ کے خزانے میں پرانا مال ہوا تو پھر ہم وہ بھی الگ کرائیں گے اور لے جائیں گے... صرف اسی صورت میں آپ

کے پانچ ساتھی یہاں پہنچ سکیں گے"۔

"آپ بہت خوش فہمی میں مبتلا ہیں"۔ صدر نے چلا کر کہا۔

"وہ کیسے سر..... آپ نے یہ بات کس طرح کہہ دی۔ محمود نے پرسکون آواز میں کہا۔

"اس طرح کہ..... اگر میں تم لوگوں کو ان کے بدلے میں گرفتار کرلوں..... تو..... تو پھر کیا صرف تم لوگوں کے بدلے انسپکٹر جمشید ہمارے ساتھیوں کو دینا منظور نہیں کرلیں گے"۔

"یہ تجربہ بھی کرلیں..... معلوم ہو جائے گا"۔

"کیا مطلب..... کیا معلوم ہو جائے گا؟"

"میں نے کہا نا..... تجربہ کرلیں..... معلوم ہو جائے گا..... بس وہی معلوم ہو جائے گا..... جو آپ کو معلوم ہو گا"۔

"ہوں خیر..... ہم یہ تجربہ بھی کریں گے..... پہلے خزانہ والا تجربہ تو ہو جائے"۔ صدر نے بھنائے کر کہا۔

ان کے ماہرین نے اپنا کام شروع کیا..... اور قریباً ایک کمرہ جواہرات کا بھرا ہوا الگ کیا اور دعویٰ کیا کہ یہ سارا خزانہ بھی دراصل اس خزانے کا حصہ ہے"۔

"اب مسٹر صدر..... آپ یہ خزانہ اس میں شامل کر کے ہمیں اور اس سارے خزانے کو ہمارے ملک میں منتقل کرنا منظور کرتے ہیں تو پھر آپ کے ساتھی واپس آپ کو ملیں گے..... ورنہ نہیں"۔

"لیکن"۔ صدر مسکرایا..... شیطانی انداز میں۔

"لیکن کیا؟" فاروق نے اسے گھورا۔

"لیکن پہلے میں تجربہ کروں گا"۔ اس نے سرد آواز میں کہا۔

○☆○

صنکل اور

ایک بار پھر ان سے رابطہ کیا گیا۔

"انسپکٹر جمشید... خزانے کی بات بھول جائیں... ہم ان بچوں کو اپنے قابو میں کر چکے ہیں... ان کے بدلے میں اگر آپ ہمارے ساتھی بھیج دیں تو یہ آپ کو واپس مل سکتے ہیں... ورنہ ادھر آپ ہمارے ساتھیوں کو ختم کریں گے... ادھر یہ ختم کر دیے جائیں گے"۔

"بس... یہی کہنا چاہتے ہیں آپ؟" انسپکٹر جمشید پرسکون آواز میں بولے۔

"ہاں... کیا آپ سن کر پریشان نہیں ہوئے"۔ صدر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"پریشانی کیسی یہ تو ہم لوگوں کا پرانا کام ہے... اپنے دین کے لیے ہر طرح کی قربانی دینا... اپنے ملک کے لیے قربانی دینا... اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے سب کچھ کرنا"۔

"گویا آپ ہمارے ساتھیوں کو اس شرط پر واپس کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں"۔

"بالکل نہیں... آپ شوق سے انہیں ختم کر دیں... ادھر ہم ان پانچوں کو ختم کر دیں گے... معاملہ برابر... اب رہ جائے گا... خزانہ... تو اس کو تو ہم بہر حال بعد میں واپس لیں گے... ایک مہم اس خزانے کے لیے اور سہی"۔

"تم لوگ جیت گئے ان پانچوں آدمیوں پر بھی ہم نے ایک خزانے کے برابر رقم خرچ کی ہوئی ہے... لہٰذا ہم انہیں ہر حال میں واپس چاہیں گے... یہ خزانہ اور یہ بچے واپس آ رہے ہیں... آپ اس طرف سے ہمارے آدمی بھیج دیں"۔

"بہت خوب... یہ ہوئی نا بات"۔

"اسی روز خزانے کی واپسی ہو گئی اور ان سب کا آپس میں تبادلہ بھی ہو گیا... اب وہ اس خزانے کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہے تھے... اس وقت وہاں ملک کے صدر اور بڑے بڑے آفیسر بھی موجود تھے... ان سب کا مارے حیرت اور خوشی کے کوئی ٹھکانا نہ تھا... ایسے میں فاروق کی آواز ابھری۔

"سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس مہم کا سہرا کس کے سر رہا"۔

"میرے خیال میں تو تم سب کے سر رہا... سب کی برابر کوشش تھی"۔ صدر صاحب مسکرائے۔

"لیکن ہم کسی ایک کے حق میں فیصلہ چاہتے ہیں"۔ آفتاب نے فوراً کہا۔

"یہ آپ کا اپنا مسئلہ ہے.... خود فیصلہ کرلیں.... سہرا میں باندھ دوں گا"۔

"تب پھر.... پروفیسر داؤد اس کے زیادہ حقدار ہیں.... وہ سبز کائی اور وہ جال انہی کی محنت ہے.... اور اس کیس میں قدم قدم پر ان کے آلات کام آئے ہیں.... ہم سب نے وہ کام نہیں کیا.... جو ان کے آلات نے کیا ہے.... لہٰذا سہرا بھی انہی کے سر رہنا چاہیے"۔

"ارے باپ رے.... اس عمر میں میں سہرا بندھاؤں گا.... نہ بابا.... میں تو باز آیا سہرے سے.... یہ تم لوگوں کو ہی مبارک"۔ انہوں نے بوکھلا کر کہا۔

"لیکن پنکل اروفیسر.... اوہ گڑ بڑ ہو گئی.... انکل پروفیسر.... ایک سہرا ہم اتنے بہت سے لوگ کس طرح باندھ سکتے ہیں بھلا"۔

"یہ میرا نہیں.... تمہارا مسئلہ ہے"۔

"ارے باپ رے.... یہ تو پھر بہت الجھا ہوا مسئلہ ہو گیا"۔ آفتاب بوکھلا اٹھا۔

"سلجھے ہوئے مسئلے ہمارے پلے پڑتے ہی کب ہیں.... الجھے ہوئے مسائل ہی ہمیں ہمیشہ آڑے ہاتھوں لیتے ہیں"۔ آصف نے برا سا منہ بنایا۔

"بہرحال میں اعلان کرتا ہوں.... سہرا پروفیسر صاحب کے سر رہا.... اب یہ اور بات ہے کہ یہ سہرا وصول نہ کریں.... اور آپ سب

بھی ایک سہرے کو تقسیم نہ کر سکیں.... لہٰذا ہم چلے.... آپ جانیں.... آپ کا کام"۔

"دد.... دیکھئے صنگل اور.... آپ ہمیں کس الجھن میں ڈالے جا رہے ہیں"۔ فاروق نے بوکھلا کر کہا۔

"کیا کہا.... صنگل ادر"۔ صدر صاحب حیرت زدہ ہو کر بولے۔

اور سب کے سب ہنسنے لگے۔

○☆○

آئندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ، انسپکٹر جمشید
آفتاب، آصف، فرحت، انسپکٹر کامران مرزا
اور شوکی برادرز کی مشترکہ مہم

41 واں خاص نمبر

مصنف: اشتیاق احمد

☆ ہوٹل میں ایک شخص موجود تھا.... اس نے ایک بڑے آدمی کا سگریٹ آنکھوں کی طاقت سے سلگا دیا۔

☆ اس قدر سنسنی خیز آغاز بہت کم ناولوں کا ہوا ہو گا۔

☆ ناول آپ کو اس طرح جکڑ لے گا کہ آپ ادھر ادھر دیکھ بھی نہیں سکیں گے۔

☆ اس کے چہرے میں ایک دوسرا چہرہ تھا، لیکن دوسرا چہرہ سب کو نظر نہیں آتا تھا۔

☆ خوف اور ہراس آپ کو اپنی مضبوط گرفت میں بری طرح لے لے گا اور آپ پورا زور لگا کر بھی اس کی گرفت سے نکل نہیں سکیں گے۔

☆ عین اس وقت جب راموشا اس بڑے آدمی کے گھر میں داخل ہوا، محمود، فاروق اور فرزانہ بھی وہاں پہنچے.... آمنا سامنا۔

☆ فرزانہ ڈرائنگ روم سے کوئی چیز اٹھانے کے لیے گئی تھی۔

☆ ایک خوفناک چیز.... جس کو وہ آخر تک سمجھ نہیں سکے۔

☆ وہ ان کی آنکھوں کے سامنے سے غائب تھا، لیکن اس کی آواز بدستور آ رہی تھی۔

☆ وہ کرسی پر موجود تھا.... انسپکٹر جمشید نے اس پر فائر کیا.... گولی اس کے جسم سے نکل کر دوسری طرف جا گری.... وہ اسی طرح ہنستا رہا۔

☆ انسپکٹر جمشید نے آگے بڑھ کر اسے چھونا چاہا.... ان کے ہاتھ کسی جسم سے ٹکرائے، لیکن وہ بیٹھا کرسی پر ہی تھا۔

☆ آخر وہ کیا تھا.... کوئی روح تھی.... کوئی جن تھا.... کوئی آدمی تھا.... آخر کیا تھا؟

☆ اس قدر خوفناک ناول بہت کم لکھے گئے ہوں گے.... یہ میرا اندازہ نہیں.. دعویٰ ہے۔

☆ بڑے میدان میں ان پر کیا بیتی۔

☆ اور پھر پورا ملک راموشا کا غلام بنا۔

☆ صدر صاحب تک الٹے کھڑے ہو گئے۔

☆ تینوں پارٹیاں مکمل طور پر بے بس.... اس قدر بے بس وہ پہلے کبھی نہیں ہوئے تھے

☆ وہ راموشا کے خلاف کچھ بھی کرنے کے قابل نہیں تھے۔

☆ انہوں نے بہت ہاتھ پاؤں مارے.... بہت کوششیں کیں اور پھر بھی راموشا نے انہیں کھلی چھٹی دے دی۔

☆ آخر راموشا کون تھا.... پورے ناول میں اس کا نام گونجتا ہوا محسوس ہو گا.... لیکن یہ سوال آپ بھی اپنے دماغ میں گونجتا محسوس کریں گے۔ جواب پھر بھی نہیں پا سکیں گے۔

☆ جب انہوں نے راموشا کو سر کے بل کھڑے دیکھا۔

☆ اس قدر خوفناک حالات میں بھی ان کے شوخ و شنگ جملے.... محاورے، ضرب الامثال جاری و ساری.... آپ قدم قدم پر مسکرائیں گے۔

☆ آخر چم پانگ میدان عمل میں.... لیکن۔

☆ قدم قدم پر ناکامیاں.... ناکامیاں ہی ناکامیاں۔

☆ ان کی ہر کوشش خاک میں مل گئی۔

☆ ہر کوشش ناکام ہو گئی۔

☆ انسپکٹر جمشید جیسے اس کے مقابلے میں ایک تنکے کی طرح تھے۔

☆ وہ انہیں زور لگائے بغیر اٹھا کر پھینک سکتا تھا۔

☆ اسے شکست کس طرح دی جا سکی.... فرحت، فرزانہ اور رفعت کو سوچ کے سمندر میں اترنا پڑا۔

☆ باقی لوگوں کو بھی ان کا ساتھ دینا پڑا۔

☆ پھر.... کیا وہ کوئی ترکیب سوچ سکے۔

☆ کیا راموشا جادوگر ہے.... یہ سوچ کر وہ اس کے مقابلے میں جادوگر کو لے آئے.... لیکن جادوگر بھی اس کے مقابلے پر نہ ٹک سکا۔

☆ راموشا کون تھا.... کیا آپ کے کردار اسے شکست دے سکے۔

☆ ہر لمحے آپ کے دل کی دھڑکن تیز۔

20 ستمبر کو پڑھئے۔ قیمت صرف 60 روپے

نداز پبلی کیشنز 9/12 نصیر آباد، سانده کلاں۔ لاہور

آئندہ ناول کی ایک جھلک

محمود، فاروق، فرزانہ، انسپکٹر جمشید
آفتاب، آصف، فرحت، انسپکٹر کامران مرزا
اور شوکی برادرز کی مشترکہ مہم

41 واں خاص نمبر

بیگال مشن III

مصنف: اشتیاق احمد

☆ آئندہ ماہ آپ بیگال مشن کا تیسرا اور آخری حصہ پڑھیں گے اور اس کے ساتھ ہی یہ ناول بھی مکمل ہو جائے گا۔

☆ آپ کے محبوب کرداروں کے ساتھ آخری لمحات میں کیا بیتی؟

☆ آپ حیرت کے سمندر میں غوطے کھاتے نظر آئیں گے۔

☆ ایک زبردست ناول.... بلکہ زبردست جوڑ توڑ والا ناول

☆ آخری لمحات میں خوف ہی خوف۔

☆ خوف کی یہ لپیٹ آپ کو بھی پوری طرح اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔

☆ عیار ترین مجرم.... ریونا، شیلاک اور رونل اپنی بھرپور طاقت کے ساتھ

☆ اب انہیں اپنے ترکیبوں بھرے دماغ خالی محسوس ہوئے۔

☆ مدتوں یاد رہنے والا ناول۔

20 ستمبر کو پڑھئے۔ قیمت صرف 36 روپے

فائدے کی باتیں

☆ آیندہ ماہ انشاء اللہ آپ پھر ایک خاص نمبر پڑھیں گے....

رامو شا کا فتنہ (قیمت 60 روپے)

مندرجہ ذیل پرانے ناول بھی آپ ساتھ پڑھ سکیں گے....

☆ "بیگال مشن III" (قیمت 36 روپے) "آپ کا مجرم" منی خاص نمبر (قیمت 30 روپے) "محل کی تلاش" منی خاص نمبر (قیمت 30 روپے) "جنتوں کا طوفان" منی خاص نمبر (قیمت 30 روپے) "خونی پہلو" منی خاص نمبر (قیمت 30 روپے)

☆ پہلی بات تو یہ ہے کہ آیندہ آپ ہر ماہ پرانے ناولوں میں "منی خاص نمبر" پڑھ سکیں گے.... یہ ناول بھی بہت مدت سے ختم تھے آپ کی فرمائش پر انہیں دوبارہ شائع کیا جا رہا ہے.... امید ہے منی خاص نمبروں کا یہ سلسلہ آپ کو پسند آئے گا

☆ اور اب آتے ہیں "فائدے کی باتیں" کی طرف۔

☆ ان تمام ناولوں کی کل قیمت 216 روپے ہے.... لیکن براہ راست ادارے سے منگوانے پر آپ کو یہ تمام ناول رعایتی قیمت 185 روپے میں ملیں گے.... ناول بذریعہ وی پی ارسال کیے جاتے ہیں۔

☆ پوسٹ مین آپ سے رعایتی قیمت سے 5 روپے زیادہ وصول کرے گا۔ اس طرح آپ کو یہ تمام ناول 190 روپے میں گھر بیٹھے ملنے کے ساتھ ساتھ 26 روپے کی بچت ہوگی۔

وقت کی بچت.... روپے کی بچت.... یعنی ایک ٹکٹ میں دو مزے۔

خط لکھ کر فوراً "اپنا آرڈر نوٹ کروائیں۔

از ہیلی کمشنز 9/12 نصیر آباد' سانده کلاں۔ لاہور

اشتیاق احمد
کے سنسنی خیز، ہنگامہ آرا، مزاح اور جاسوسی
سے بھرپور ناول
اس ماہ کے ناول
533 اقبال کی واپسی خاص نمبر 60 روپے
56 پراسرار مہم انسپکٹر جمشید سیریز 15 روپے
خفیہ کیمپ انسپکٹر جمشید سیریز 15 روپے
نیلا سراب انسپکٹر جمشید سیریز 15 روپے
دروازہ کھلا ہے انسپکٹر جمشید سیریز 15 روپے
آئندہ ماہ کے ناول
خاص نمبر 60 روپے
60 رات کا مہمان انسپکٹر جمشید سیریز 15 روپے
61 اجنبی کی آمد انسپکٹر جمشید سیریز 15 روپے
62 انسپکٹر جمشید سیریز 15 روپے
63 دوسری عدالت انسپکٹر جمشید سیریز 15 روپے
اشتیاق پبلی کیشنز
۱۲/۹ نصیب آباد، پورہ ساندہ کلاں، لاہور۔ فون: ۷۲۳۶۳۵۶
برانچ آفس بازار لوہاراں جھنگ صدر۔ فون: ۳۲۹۵